حیات و تعلیمات

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

مرتب

سلطان العاشقین

حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن

مدظلہ الاقدس

نام کتاب: حیات و تعلیماتِ سیّدنا غوث الاعظمؓ

تصنیفِ لطیف: سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس

ناشر: سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور

بارِ اوّل: جنوری 2013ء

بارِ دوم: ستمبر 2018ء

تعداد: 500

قیمت: 500 روپے

ISBN: 978-969-9795-73-2

4-5/A ۔ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ ڈاکخانہ منصورہ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 54790

Ph: (0092) 42 35436600, (0092) 322-4722766
www.sultan-bahoo.com
www.sultan-ul-arifeen.com
www.tehreekdawatefaqr.com
www.sultan-ul-faqr-publications.com
E-mail: sultanulfaqrpublications@tehreekdawatefaqr.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بصد عجز و نیاز و بکمالِ محبت و عقیدت

یہ عاجز و آثم اپنی اِس کاوش کو

محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، غوثِ صمدانی

سیّدنا غوث الاعظم

حضرت شیخ

عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ

کی بارگاہِ عالیہ میں اس التجا کے ساتھ پیش کرتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اس عاجزانہ کاوش کو مقبول و منظور فرمائیں گے اور اپنے اس غلام پر کرم، فضل اور رحمت کی نگاہ تا قیامت رکھیں گے اور اس غلام کو اپنے محبوبوں میں شامل فرمائیں گے کیونکہ یہ عاجز جانتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی غلامی ہی سے فقر کی انتہا' اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں رسائی حاصل ہوتی ہے۔

فہرست

تمام حمد وثنا اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے ہی ہے جس کی شان لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ وَ ھُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ہے اور ہر دم، ہر ساعت، از حد، بے شمار لامحدود درود وسلام ہو اشرف المخلوقات ابوالقاسم سیّد السادات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جن کی شان یہ ہے ''محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اگر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نہ ہوتے تو میں اپنا ربّ ہونا ظاہر نہ کرتا'' اور فرمایا'' اگر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا'' اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آل پر اور اصحابِ کبار پر لاکھوں کروڑوں درود وسلام۔

سیّد الکونین، سلطانُ الفقر، سلطان الاولیا، محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، غوثِ صمدانی، شہبازِ لامکانی، پیر دستگیر، پیرانِ پیر، نورِ مطلق، مشہود علی الحق، حقیقت الحق، قطبُ الکونین، قطبُ الاقطاب، غوثُ الثقلین، پیر میراں، غوث الاعظم محی الدین سیّدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ دونوں جہانوں میں حیات ہیں اور ظاہر و باطن میں دونوں جہانوں پر کامل تصرف رکھتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہٗ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وزیر اور صاحبِ حضور ہیں۔ فقر میں جہاں آپ رضی اللہ عنہٗ پہنچے کوئی نہ پہنچا اور نہ پہنچے گا۔ آپ رضی اللہ عنہٗ کا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے اور کسی کو بھی اولیائی اور فقیری آپ رضی اللہ عنہٗ کی نگاہِ کرم کے بغیر نہیں مل سکتی۔ آپ رضی اللہ عنہٗ کے بغیر فقر تو در کنار فقر کی خوشبو تک نہیں پہنچا جا سکتا اور نہ کوئی آپ رضی اللہ عنہٗ کی منظوری کے بغیر مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہو سکتا ہے۔ ہر ولی اور فقیر آپ کے در کا غلام اور بھکاری ہے اور اِس پر اُسے فخر ہے۔ جو کوئی دوسرا آپ رضی اللہ عنہٗ جیسے مراتب کا دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا، کذاب، لعنتی اور شقی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہٗ کا منکر مردود، بے مراد، مردہ دِل اور مردہ باطن

ہے۔

یہ عاجز اور آثم بھی بھکاری اور سگِ درِ غوث الاعظم ہے۔ آپ رضی اللہ عنہٗ کے بغیر تو عاجز کا وجود بے کار، بے جان، بے روح اور مردہ ہے۔ یہ آپ رضی اللہ عنہٗ کی نگاہِ کرم ہے کہ اس عاجز کو اپنا غلام بنایا ہے ورنہ کہاں یہ خطا کار اور کہاں آپ کا دربارِ فقر، آپ رضی اللہ عنہٗ کی غلامی پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔ یہ آپ رضی اللہ عنہٗ کی نگاہِ رحمت ہی ہے جو اس مردہ دِل پر پڑی اور اُسے زندہ کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہٗ ہی مجھ جیسے خطا کار کو حیات بخشنے والے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہٗ سے التجا ہے کہ اس عاجز کو کبھی بھی اپنی غلامی کے شرف سے محروم نہ فرمائیں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہٗ کی غلامی ہی میرا فخر ہے۔

یوں تو آپ رضی اللہ عنہٗ پر لاکھوں کتب تحریر ہو چکی ہیں لیکن آپ رضی اللہ عنہٗ کی محبت اور غلامی نے مجبور کیا کہ اظہارِ محبت کے لیے آپ رضی اللہ عنہٗ کی حیاتِ مبارکہ اور تعلیمات پر مختصر سی کتاب تصنیف کروں اور جب آپ رضی اللہ عنہٗ کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو آپ رضی اللہ عنہٗ وہی کتاب ہاتھ میں پکڑے مسکرا رہے ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہٗ سے التجا ہے کہ اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں منظور فرمائیں اور اس پر اپنے شاہی دفترِ فقر کی مہر ثبت فرمائیں اور لوگوں کی راہنما بنائیں۔

غلام سیّدنا غوث الاعظمؓ

سلطان محمد نجیب الرحمٰن سروری قادری

باب 1

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

ولادت باسعادت

سیّد الکونین، سلطانُ الاولیا، نورِ مطلق، محبوبِ سبحانی، غوثِ صمدانی، قطبِ ربانی، شہبازِ لامکانی، سیّدنا غوث الاعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ یکم رمضان المبارک 470ھ (17 مارچ 1078ء) بروز جمعتہ المبارک عالمِ وحدت سے عالمِ ناسوت میں تشریف لائے۔

بعض مؤرخین نے آپ رضی اللہ عنہ کا سالِ ولادت 471ھ تحریر کیا ہے۔کسی نے سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے آپ رضی اللہ عنہ کے سالِ ولادت کے بارے میں پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں صحیح طور پر تو نہیں جانتا ہاں اتنا یاد پڑتا ہے کہ میں جس سال بغداد پہنچا اس سال ابورزق اللہ تمیمی بن عبدالوہاب کا وصال ہوا تھا اور سال 488ھ تھا اس وقت میری عمر اٹھارہ سال تھی۔''

جس نے یہ سمجھا کہ آپ رضی اللہ عنہ عمر شریف کے اٹھارہ سال پورے کر چکے تھے تو انہوں نے سنِ ولادت 471ھ لکھا اور جنہوں نے یہ سمجھا کہ آپ رضی اللہ عنہ ابھی اٹھارویں سال میں ہی تھے انہوں نے سنِ ولادت 470ھ تحریر کر دیا۔لیکن اکثریت کا آپ رضی اللہ عنہ کے سالِ ولادت 470ھ پر اتفاق ہے۔

والدین

آپ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت سیّدنا ابو صالح موسیٰ جنگی رحمتہ اللہ علیہ حسنی اور والدہ ماجدہ اُم

الخیر سیّدہ فاطمہ رحمتہ اللہ علیہا حسینی سیّد ہیں گویا آپ ؓ نجیب الطرفین سیّد ہیں۔ آپ کا شجرہ نسب پدرانہ اور مادرانہ اس طرح سے ہے:

شجرہ نسب پدری و مادری

سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ زوجِ بتول

سیّدنا حضرت امام حسن مجتبیٰ ؓ

سیّدنا حضرت حسن مثنیٰ ؓ

سیّد عبداللہ المحض ؓ

سیّد موسیٰ الجون ؒ

سیّد عبداللہ ثانی ؒ

سیّد موسیٰ ثانی ؒ

سیّد داؤد ؒ

سیّد محمد ؒ

سیّد یحییٰ زاہد ؒ

سیّد عبداللہ ؒ

سیّد ابو صالح موسیٰ جنگی دوست ؒ

(زوج ام الخیر فاطمہ ؒ)

سیّدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا ؓ

سیّدنا حضرت امام حسین ؓ

سیّدنا حضرت زین العابدین ؓ

سیّدنا امام باقر ؓ

سیّدنا امام جعفر صادق ؓ

سیّدنا امام موسیٰ کاظم ؓ

سیّدنا امام علی رضا ؓ

سیّد ابو علاؤ الدین محمد الجواد ؒ

سیّد کمال الدین عیسیٰ ؒ

سیّد ابو العطا عبداللہ ؒ

سیّد محمود ؒ

سیّد محمد ؒ

سیّد جمال الدین ؒ

سیّد عبداللہ الصومعی الزاہد ؒ

سیّدہ ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ ؒ

سیّدنا غوث الاعظم

حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی ؓ

کراماتِ ولادتِ مسعود

آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت کے وقت بہت سے حیرت انگیز واقعات ظہور پذیر ہوئے سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ جب آپ رونقِ عالمِ افروز ہوئے اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کی عمر ساٹھ سال کی تھی جو عام طور پر خواتین کا سنِ یاس ہوتا ہے اور ان کو اولاد سے ناامیدی ہو جاتی ہے یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا کہ اس عمر میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ان کے بطنِ مبارک سے ظاہر ہوئے۔

مناقبِ غوثیہ میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ سے منقول ہے کہ سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ولادت کے وقت پانچ عظیم الشان کرامتوں کا ظہور ہوا۔

اوّل: شبِ ولادت آپ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد سید ابو موسیٰ صالح جنگیؒ نے خواب دیکھا کہ آقائے دو جہاں رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے ہیں اور ارشاد فرما رہے ہیں ''اے ابا صالح اللہ تعالیٰ نے تجھ کو فرزندِ صالح عطا کیا ہے وہ میرا محبوب ہے اور خدائے پاک و برتر کا محبوب ہے اور تمام اولیا و اقطاب میں اس کا مرتبہ بلند ہے۔''

دوم: جب آپ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کے شانہ مبارک پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدمِ مبارک کا نشان موجود تھا جو آپ رضی اللہ عنہ کے ولی کامل ہونے کی دلیل تھا۔

سوم: آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت کی شب صوبہ جیلان میں تقریباً گیارہ صد لڑکے پیدا ہوئے جو سب کے سب مرتبہ ولائیت پر فائز ہوئے۔

چہارم: آپ رضی اللہ عنہ کے والدین کو اللہ تعالیٰ نے عالمِ خواب میں بشارت دی کہ جو لڑکا تمہارے

ہاں پیدا ہوا ہے امامِ اولیا ہوگا اور اس کا جو مخالف ہوگا وہ بددین اور گمراہ ہوگا۔

پنجم: آپ رضی اللہ عنہ رمضان المبارک کے مہینہ کی چاند رات کو پیدا ہوئے دن کے وقت مطلق دودھ نہیں پیتے تھے ۔صرف سحری کے وقت اور افطار کے بعد والدہ ماجدہ کا دودھ پیتے تھے۔ ولادت کے دوسرے سال ابر کی وجہ سے رویت ہلال کے مطابق کچھ شبہ پڑ گیا اس دن شعبان کی انتیس تاریخ تھی۔ دوسرے دن جب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے دودھ کو مطلقاً منہ نہ لگایا تو آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ سمجھ گئیں کہ آج رمضان المبارک کی پہلی تاریخ ہے چنانچہ انہوں نے لوگوں کو یہ خبر سنائی اور بعد میں معتبر شہادتوں سے اس بات کی تصدیق بھی ہوگئی۔

اس کے علاوہ مناقب معراجیہ کی روایت ہے کہ سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا چہرہ مبارک بوقت ولادت چاند کی طرح روشن تھا۔

ولادت سے قبل عالمِ اسلام کی حالتِ زار

آپ رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری سے قبل عالمِ اسلام انتشار وخلفشار کا شکار تھا بہت سی اسلامی حکومتیں ختم ہو چکی تھی جو باقی تھیں وہ اندرونی خلفشار اور اغیار کا نشانۂ ستم بنی ہوئی تھیں مسلمان مذہبی طور پر دس مسالک میں تقسیم ہو چکے تھے اور یہ مسلک بھی تقسیم در تقسیم ہوکر تہتر تک پہنچ چکے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب غنیۃُ الطالبین میں ان کا تفصیل سے ذکر فرمایا ہے وہ دس فرقے یہ تھے: (1) اہلِ سنت (2) خوارج (3) شیعہ (4) معتزلہ (5) مرجیہ (6) مشبہہ (7) جہمیہ (8) ضراریہ (9) نجاریہ (10) کلابیہ۔ ان میں سے اہلِ سنت کا ایک ہی فرقہ تھا۔ خوارج کے پندرہ۔ معتزلہ کے چھ۔ مرجیہ کے بارہ۔ شیعہ کے بتّیس۔ مشبہہ کے تین۔ ضراریہ، کلابیہ، نجاریہ اور جہمیہ کا ایک ایک فرقہ تھا۔ یہ کل ملا کر تہتّر فرقے بنتے تھے۔ ان فرقوں کی وجہ سے مسلمان بے معنی

مباحثوں اور مناظرات میں اُلجھے رہتے تھے۔ ادھر اہلِ باطن اور صوفیا کرام کی مسندوں پر جعل ساز اور گمراہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور عوام کو گمراہ کر کے دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے تھے اس سلسلہ میں بڑے بڑے گمراہ سلاسل رائج ہو چکے تھے ان میں سے خلولیا، حالیہ اولیا یہ، شمرانیہ، حبیہ، اباحیہ، متکا سلہ، متجاہلہ، واقفیہ اور الہامیہ قابلِ ذکر ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب سرّ الاسرار میں اہلِ سنت کے سوا باقی سب کو گمراہ، بددین، بدعتی اور منافق قرار دیا ہے۔

گویا سیاسی، مذہبی اور روحانی طور پر مسلمان منتشر اور گمراہ ہو چکے تھے اور فرقہ حق اتنا دب اور غائب ہو گیا تھا کہ لوگ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے۔

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ
کی ولادت کی بشارات

آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت سے قبل ہی آپ رضی اللہ عنہ کی شہرت چاروں طرف پھیل چکی تھی اور آپ رضی اللہ عنہ کے ظہور کی بشارات عام ہو چکی تھیں۔

آقا پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عاشق صادق حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد سب سے پہلے اُن کے محبوب ترین ولی حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی آمد کی بشارت دی اور اُن کے تمام اولیا میں اعلیٰ ترین درجے کا بھی تذکرہ کیا۔ کتاب تفریح الخاطر فی مناقب شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ میں ابنِ محی الدین اربلی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس دنیا سے پردہ فرمانے سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ وصیت کی تھی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مقدس کرتہ لے کر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں اور ان سے امتِ مسلمہ کی بخشش کے لیے دعا کروائیں۔ جب یہ حضرات کرتہ لے کر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سرکار ختمی المرتبت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا

پیغام پہنچایا تو حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے سجدے میں گر کر امتِ مسلمہ کی بخشش کے لیے دعا کی۔ تب ندائے غیب آئی ''میں نے تیری شفاعت سے نصف امت کو بخش دیا ہے اور نصف کو اپنے محبوب غوث کی شفاعت سے بخشوں گا جو تیرے بعد پیدا ہوگا۔'' حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''اے پروردِگار تیرا وہ محبوب کون ہے اور کہاں ہے کہ میں اس کی زیارت کروں۔'' ندا آئی ''وہ سچائی اور مقتدر فرشتوں کے مقام پر بیٹھا ہے وہ میرا محبوب ہے اور میرے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا بھی محبوب ہے۔ وہ قیامت تک اہلِ زمین کے لیے حجت ہوگا اور صحابہ اور آئمہ کے علاوہ اس کا قدم جملہ اولیا کی گردن پر ہوگا۔''

شیخ ابو محمد بطائحی کا بیان ہے کہ حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ نے بوقتِ وصال اپنا جبہ مبارک حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر کے وصیت کی کہ یہ امانت محبوبِ سبحانی عبد القادر جیلانی (رضی اللہ عنہ) تک پہنچا دینا کہ میرے بعد پانچویں صدی کے آخر میں ایک بزرگ ہوں گے۔ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ جبہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچایا۔ انہوں نے شیخ ونوری رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کیا اس طرح یہ امانت منتقل ہوتے ہوتے ایک عارف باللہ کے ذریعے شوال 497ھ میں حضرت غوث الاعظم تک پہنچ گئی۔ (مخزن القادریہ)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خطبہ جمعہ کے دوران بشارت دی کہ پانچویں صدی ہجری میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اولادِ اطہار میں سے جیلان میں ایک قطبِ عالم پیدا ہوگا جس کا لقب محی الدین اور نام عبد القادر ہوگا۔ وہ غوث الاعظم ہوں گے انہیں یہ اعلان کرنے کا حکم دیا جائے گا کہ

میرا یہ قدم صحابہ کرامؓ اور آئمہ اطہار کے علاوہ اوّلین وآخرین ہر ولی اور ولیہ کی گردن پر ہوگا۔

حضرت شیخ ابوبکر ہوار بطائحی رحمتہ اللہ علیہ

شیخ ابوبکر بن ہوار بطائحی عراق کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی ولادت سے ایک عرصہ پہلے ان کا وصال ہو چکا تھا۔ ایک دن اپنی مجلس میں انہوں نے فرمایا کہ عراق کے سات قطب ہوں گے۔ (1) شیخ معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ (2) حضرت احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ (3) حضرت بشر حافی رحمتہ اللہ علیہ (4) شیخ منصور بن عمار رحمتہ اللہ علیہ (5) حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ (6) حضرت سہل بن عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ (7) حضرت عبدالقادر جیلی رضی اللہ عنہ۔ شیخ ابوبکر کے مرید شیخ ابومحمد شنکی (جو خود اولیاء اللہ میں سے تھے) کا بیان ہے کہ میں بھی اس مجلس میں موجود تھا۔ شیخ کا ارشاد سن کر تعجب ہوا کہ ساتویں قطب یعنی عبدالقادر جیلی رضی اللہ عنہ کا نام تو ہم نے کبھی نہیں سنا۔ شیخ ابوبکر سے دریافت کیا ''یا حضرت عبدالقادر جیلی رضی اللہ عنہ کون ہیں؟'' جواب دیا ''عبدالقادر ایک عجمی مردِ صالح ہوگا اس کا ظہور پانچویں صدی ہجری کے آخر میں ہوگا۔ اس کی سکونت بغداد شریف میں ہوگی جو اعلان فرمائے گا ''میرا یہ قدم اللہ تعالیٰ کے ہر ولی کی گردن پر ہے۔''

حضرت شفیق بلخی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ شفیق بلخی رحمتہ اللہ علیہ ایک صاحبِ کشف بزرگ گزرے ہیں۔ ایک دن مجلس میں درس دے رہے تھے یکایک ان پر کشفی حالت طاری ہوئی اور فرمایا:

''اللہ کا ایک برگزیدہ بندہ سرزمینِ عراق میں پانچویں صدی ہجری کے آخر میں ظاہر ہوگا۔ دینِ حق کو اس کے دم سے فروغ ہوگا، خلقِ خدا اس کی اتباع کرے گی اور وہ تمام اولیا و اقطاب کا

سردار ہوگا۔'' (اذکار الابرار)

شیخ ابو محمد بطائحی رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی ولادتِ مسعود سے بتیس سال پہلے رمضان المبارک 438ھ میں شیخِ زمانہ حضرت ابوبکر حماد رحمتہ اللہ علیہ ایک مجلسِ وعظ میں بیان فرمارہے تھے یکایک ان پر حالتِ کشف طاری ہوئی اور انہوں نے فرمایا:

''لوگو! آگاہ ہو جاؤ کہ وہ زمانہ بہت قریب ہے جب عراق میں ایک عارفِ کامل پیدا ہوگا اس کا اسمِ گرامی عبدالقادر ہوگا اور لقب محیّ الدین ہوگا ایک دن وہ حکمِ الٰہی سے فرمائے گا:

قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ

(میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے) (اذکار الابرار)

امام یعقوب ہمدانی سے روایت ہے کہ میرے مرشد نے ایک دفعہ مجھے بتایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ عنہ) کی ولادت سے کئی سال پہلے انہوں نے شیخ المشائخ ابو عبداللہ علی رحمتہ اللہ علیہ سے سنا کہ زمانہ قریب میں ایک بزرگ کا ظہور سرزمینِ عراق میں ہوگا جو اللہ کا خاص بندہ ہوگا اور اس کا نام عبدالقادر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے تمام اولیاء اللہ کا سرتاج بنایا ہے۔ (اسرار المعانی)

حضرت امام شیخ ابو یعقوب یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے 468ھ میں حضرت شیخ ابو احمد عبداللہ جوی حقی رحمتہ اللہ علیہ سے سنا وہ فرمایا کرتے تھے کہ عنقریب سرزمینِ عجم میں ایک سعادت

مند بچہ پیدا ہوگا جو کراماتِ عظیمیہ اور منازلِ جلیلہ کا حامل ہوگا اور تمام اولیا کرام کے ہاں اسے پوری طرح مقبولیت کا شرف حاصل ہوگا وہ اعلان فرمائیں گے:

قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ۔

ترجمہ: ''میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے'' اور تمام ہم عصر ولی اپنی گردنیں ان کے قدموں میں بچھا دیں گے جس کے باعث انہیں اہلِ زمان پر فضیلت حاصل ہوگی اور وہ ان کی زیارت کے فیضان و برکات سے بہرہ مند ہونگے۔

اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ کے ظہور کی بے شمار بشارات آپ رضی اللہ عنہ کی سوانح کی کتابوں میں موجود ہیں۔ یعنی آپ رضی اللہ عنہ کی آمد سے قبل ہی آپ رضی اللہ عنہ کی عظمت کے ڈنکے بج رہے تھے۔

زمانہ رضاعت

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ مادرزاد ولی تھے اور ولی بھی وہ کہ جن کے سر پر اولیا اللہ واقطابِ زمانہ کی صدارت کا تاج رکھا جانا تھا۔ شبِ ولادت کی صبح رمضان المبارک کی سعادتوں اور برکتوں کو اپنے جلو میں لئے ہوئے تھی گویا یکم رمضان المبارک اس دنیائے رنگ و بو میں آپ رضی اللہ عنہ کی آمد کا پہلا دن تھا۔ پورے رمضان شریف میں یہ حالت رہی کہ دن بھر مطلق دودھ نہیں پیتے تھے۔ جب افطار کا وقت ہوتا دودھ پی لیتے۔ نہ وہ عام بچوں کی طرح روتے چلاتے تھے اور نہ کبھی ان کی طرف سے دودھ کیلئے بے چینی کا اظہار ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا بیان ہے کہ زمانہ رضاعت میں عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے دو رمضان المبارک گزارے۔ ان دونوں مقدس مہینوں میں آپ رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ آغاز سے اختتام تک پورے دن روزے سے رہتے تھے اور افطار کے وقت سے پہلے دودھ کی طرف بالکل توجہ نہیں دیتے تھے۔

والد کی وفات

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ابھی ہوش نہیں سنبھالا تھا کہ انہیں ایک صدمہ ء جانکاہ سے دوچار ہونا پڑا۔ یعنی ان کے والد ماجد حضرت شیخ ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ نے اچانک پیغامِ اجل کو لبیک کہا اور اس طرح آپ رضی اللہ عنہ اپنے ہادی و آقا جناب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مانند بالکل کمسنی میں دُرِ یتیم بن گئے۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے نانا حضرت سیّد عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ زندہ تھے۔ انہوں نے یتیم نواسے کو اپنی سرپرستی میں لے لیا۔ حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے ایک بہت بڑے ولی اللہ تھے۔ یہ انہی کا فیضان تھا کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ اور والد ماجد نے علم وعرفان کی انتہائی بلندیوں کو چھو لیا تھا۔ اب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا ان کے سایۂ عاطفت میں آنا کسی سِرِّ الٰہی کی غمازی کر رہا تھا۔ حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی فرزند نہیں تھا انہوں نے اپنی تمام تر پدرانہ شفقت یتیم نواسے کیلئے وقف کر دی۔ ان کی فراستِ باطنی نے معلوم کر لیا تھا کہ اس نونہال کی جبینِ سعادت میں نورِ ولایت چمک رہا ہے اس لئے فیضانِ باطنی سے انہوں نے ننھے عبدالقادر رضی اللہ عنہ کو خوب سیراب کیا۔ گویا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے استاد اور مرشدِ اوّل حضرت سیّد عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر عارفِ زمانہ تھے۔

غیب سے آواز

بچپن کی عمر ناسمجھی اور کھیل کود کی عمر ہوتی ہے لیکن ننھے عبدالقادر رضی اللہ عنہ کو کھیل کود سے کوئی رغبت نہیں تھی۔ نہایت صاف ستھرے رہتے اور زبانِ مبارک سے کبھی کوئی کم عقلی کی بات نہ نکلتی۔ اگر کبھی بہ تقاضائے سن بچوں کے ساتھ کھیلنے کو جی چاہتا تو غیب سے آواز آتی اِلَیَّ یَا مُبَارَکُ "اے برکت والے میری طرف آ" شروع شروع میں آپ یہ آواز سن کر ڈر جاتے اور کھیل کا ارادہ ترک

کر کے دوڑ کر مادرِ محترمہ کی گود میں جا بیٹھتے۔ آہستہ آہستہ اس آواز سے مانوس ہو گئے اور ڈرنے کی بجائے کھیل کا خیال ترک کر دیتے۔

تعلیم کا آغاز

جیلان میں ایک مقامی مکتب تھا۔ جب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی عمر پانچ برس (اور بعض روایتوں کے مطابق سوا چار برس) کی ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اس مکتب میں بٹھا دیا۔ حضرت کی ابتدائی تعلیم اسی مکتب مبارک میں ہوئی۔ اس مکتب میں آپ رضی اللہ عنہ کے اساتذہ یا استاد کون تھے، کتبِ تاریخ و سیر اس بارے میں خاموش ہیں۔ دس برس کی عمر تک آپ رضی اللہ عنہ کو ابتدائی تعلیم میں کافی دسترس ہو گئی۔ اس عمر میں انہیں ایک عجیب مشاہدہ ہوا کہ جب وہ مکتب میں جاتے تو اپنے پیچھے عجیب نورانی صورتوں کو چلتا دیکھتے، جب مدرسے پہنچتے تو ان صورتوں کو یہ کہتے ہوئے سنتے ''اللہ کے ولی کو جگہ دو۔ اللہ کے ولی کو جگہ دو''

آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے ولی ہونے کا علم کب ہوا؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب میں دس برس کا تھا اور اپنے شہر کے مکتب میں جایا کرتا تھا تو فرشتوں کو اپنے پیچھے اور اردگرد چلتے دیکھتا اور جب مکتب میں پہنچ جاتا تو وہ بار بار یہ کہتے ''اللہ کے ولی کو بیٹھنے کیلئے جگہ دو اللہ کے ولی کو بیٹھنے کیلئے جگہ دو'' اسی واقعہ کو بار بار دیکھ کر میرے دل میں یہ احساس پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے درجہ ولایت پر فائز کیا ہے۔

بیل کا آپ رضی اللہ عنہ سے ہم کلام ہونا

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ابھی جیلان کے مکتب میں زیرِ تعلیم تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے شفیق نانا حضرت

سیّد عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کو مالکِ حقیقی کا بلاوا آ گیا اور وہ عالمِ فانی سے عالمِ جاودانی کو سدھارے۔ اب ان کی سرپرستی اور تعلیم و تربیت کا سارا بوجھ والدہ ماجدہ سیّدہ فاطمہ رحمتہ اللہ علیہا پر آ پڑا۔ اس عارفہِ پاک باطن نے کمال صبر و استقامت سے اپنے فرزند جلیل القدر کی تربیت جاری رکھی اور انہی کے زیرِ تربیت آپ سنِ رشد کو پہنچے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا عنفوانِ شباب بھی پاکبازی اور برکاتِ جلیلہ کو اپنے دامن میں لئے ہوئے تھا۔ اٹھارہ برس کے قریب عمر تھی کہ ایک دن گھر سے باہر سیر کیلئے نکلے۔ یہ یومِ عرفہ تھا۔ راستے میں کسی کسان کا بیل جا رہا تھا۔ آپ اس کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے کہ یکا یک بیل نے مڑ کر آپ کی طرف دیکھا اور بزبان انسانی یوں گویا ہوا "مَا لِھٰذَا خُلِقْتَ وَلَا بِھٰذَا اُمِرْتَ (اے عبدالقادر تو اس لئے نہیں پیدا کیا گیا اور نہ تجھے اس کا حکم دیا گیا ہے۔)"

غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اس پراسرار بیل کے ذریعے یہ اشارہ غیبی پا کر حیران رہ گئے۔ عشقِ الٰہی کے جذبہ نے جوش مارا۔ سیدھے گھر جا کر والدہ ماجدہ کو یہ حیرت انگیز واقعہ سنایا اور بصد ادب عرض کی کہ تحصیل و تکمیلِ علم کیلئے بغداد جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں کہ وہاں کے مدارس و مکاتب کا پورے عالم میں شہرہ ہے۔ سیّدہ فاطمہ رحمتہ اللہ علیہا کوئی معمولی خاتون نہیں تھیں، عارفہ کاملہ تھیں، چشمِ زدن میں سب کچھ سمجھ گئیں۔

سفرِ بغداد اور والدہ کی نصیحت

جس وقت یہ واقعہ پیش آیا سیّدہ فاطمہ رحمتہ اللہ علیہا کی عمر اٹھتر (78) برس کے قریب تھی۔ مشفق باپ سیّد عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ اور شوہر سیّد ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ کا سایہ سر سے اُٹھ چکا تھا۔ ضعیف العمری کے اس عالم میں ان کی امیدوں کا مرکز سیّدنا عبدالقادر رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ جوان فرزند کا ایک لمحہ کیلئے آنکھوں سے اوجھل ہونا گوارا نہ تھا اور پھر بغداد کا سفر کوئی معمولی سفر نہیں تھا۔ دورِ حاضرہ کے ذرائع آمد و رفت کا اس وقت تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ لوگ قافلوں کی صورت میں پیدل یا اونٹوں اور گھوڑوں پر سفر کیا کرتے تھے۔ بغداد جیلان سے کم و بیش چار سو میل کی دوری پر تھا۔ سفر

میں ہزار ہا صعوبتیں اور خطرات پنہاں تھے لیکن جس بلند مقصد کیلئے سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے بغداد جانے کا اظہار کیا تھا اس سے ام الخیر سیّدہ فاطمہ رحمتہ اللہ علیہا جیسی پاک باطن ماں بھلا اپنے فرزند کو کیسے روک سکتی تھیں۔ پُرنم آنکھوں سے لختِ جگر کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا ''میری آنکھوں کے نور تیری جدائی تو ایک لمحہ کیلئے بھی مجھ سے برداشت نہیں ہوسکتی لیکن جس مبارک مقصد کیلئے تم بغداد جانا چاہتے ہو میں اس کے راستے میں حائل نہیں ہوں گی۔ حصول وتکمیلِ علم ایک مقدس فریضہ ہے۔ میری دعا ہے کہ تم ہر قسم کے علومِ ظاہری و باطنی میں درجہ کمال حاصل کرو۔ میں تو شاید اب جیتے جی تمہاری صورت نہ دیکھ سکوں گی لیکن میری دعائیں ہر حال میں تیرے ساتھ رہیں گی۔''

پھر فرمایا ''تیرے والد مرحوم کے ترکہ سے اسی دینار میرے پاس ہیں' چالیس دینار تیرے بھائی کیلئے رکھتی ہوں اور چالیس زادِ راہ کیلئے تیرے سپرد کرتی ہوں''۔

سیّدہ فاطمہ رحمتہ اللہ علیہا نے یہ چالیس دینار سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بغل کے نیچے آپ کی گدڑی میں سی دیئے اور پھر ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

جب گھر سے رخصت ہونے کا وقت آیا تو سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''اے میرے لختِ جگر عبد القادر (رضی اللہ عنہ)! میری ایک نصیحت کو حرزِ جاں بنالو۔ ہمیشہ سچ بولنا اور جھوٹ کے نزدیک بھی نہ پھٹکنا''۔

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''مادرِ محترمہ! میں صدقِ دل سے عہد کرتا ہوں کہ ہمیشہ آپ کی نصیحت پر عمل کروں گا۔''

پھر سیّدہ فاطمہ رحمتہ اللہ علیہا اپنے نور العین کو رخصت کرنے کیلئے گھر سے باہر تشریف لائیں ان کو گلے لگایا اور پھر ایک سرد آہ کھینچ کر فرمایا............

''جاؤ تمہیں خدا کے سپرد کیا۔ وہی تمہارا حافظ و ناصر ہے''

باب 2

بغداد آمد

سفرِ بغداد کے دوران قزاقوں کا حملہ

والدہ ماجدہ سے رخصت ہو کر سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ بغداد جانے والے ایک قافلہ کے ساتھ ہو لیے۔ اس دور میں طویل بیابانی راستوں میں تنہا سفر کرنا ممکن نہ تھا۔ لوگ قافلے بنا کر سفر کیا کرتے تھے۔ اگرچہ اپنی حفاظت کا مقدور بھر اہتمام کرتے تھے پھر بھی بعض قافلے رہزنوں کے مضبوط جتھوں کی ستم آرائیوں کا نشانہ بن جاتے تھے۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا قافلہ ہمدان کے مشہور شہر تک بخریت پہنچ گیا لیکن جب ہمدان سے آگے ترتنک کے سنسان کوہستانی علاقہ میں پہنچا تو ساٹھ قزاقوں کے ایک جتھے نے قافلے پر حملہ کر دیا۔ اس جتھے کا سردار ایک طاقت ور قزاق احمد بدوی تھا۔ قافلے کے لوگوں میں ان خونخوار قزاقوں کے مقابلہ کی سکت نہیں تھی۔ قزاقوں نے قافلہ کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور اسے تقسیم کیلئے ایک جگہ ڈھیر کر دیا۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اطمینان سے ایک طرف کھڑے رہے۔ لڑکا سمجھ کر کسی نے آپ رضی اللہ عنہ سے کچھ تعرض نہ کیا۔ اتفاقاً ایک ڈاکو کی نظر ان پر پڑی اور آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا ''کیوں لڑکے تیرے پاس بھی کچھ ہے۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے بلا کسی خوف وہراس اطمینان سے جواب دیا ''ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں'' ڈاکو کو آپ رضی اللہ عنہ

کی بات پر یقین نہ آیا اور وہ آپ پر ایک نگاہِ استہزا ڈالتا ہوا چلا گیا۔

پھر ایک دوسرے قزاق نے بھی آپ رضی اللہ عنہٗ سے دریافت کیا ''لڑکے تیرے پاس کچھ ہے'' آپ رضی اللہ عنہٗ نے اسے بھی وہی جواب دیا کہ ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ اس قزاق نے بھی آپ رضی اللہ عنہٗ کی بات کو ہنسی میں اڑا دیا اور اپنے سردار کے پاس چلا گیا۔ پہلا قزاق وہاں پہلے ہی موجود تھا اور لوٹ کے مال کی تقسیم ہو رہی تھی۔ ان دونوں قزاقوں نے سرسری طور پر اس لڑکے کا واقعہ اپنے سردار کو سنایا۔ سردار نے کہا اس لڑکے کو ذرا میرے سامنے لاؤ۔ دونوں ڈاکو بھاگتے ہوئے گئے اور سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ کو پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے گئے جو ایک ٹیلے پر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ لوٹا ہوا مال تقسیم کرنے کیلئے بیٹھا تھا۔

بے مثال راست گوئی

ڈاکوؤں کے سردار نے اس فقیر منش نوجوان لڑکے کو دیکھ کر پوچھا ''لڑکے سچ بتلا تیرے پاس کیا ہے۔''

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ نے جواب دیا ''میں پہلے بھی تیرے دو ساتھیوں کو بتا چکا ہوں کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔''

سردار نے کہا ''کہاں ہیں؟ نکال کر دکھاؤ۔''

آپ رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا ''میری بغل کے نیچے گدڑی میں سِلے ہوئے ہیں۔''

سردار نے گدڑی کو ادھیڑ کر دیکھا تو اس میں سے واقعی چالیس دینار نکل آئے۔ ڈاکوؤں کا سردار اور اس کے ساتھی یہ ماجرا دیکھ کر سکتے میں آ گئے۔ قزاقوں کے قائد احمد بدوی نے استعجاب کے عالم میں کہا لڑکے تمہیں معلوم ہے کہ ہم رہزن ہیں اور مسافروں کو لوٹ لیتے ہیں پھر بھی تم ہم سے مطلق نہیں ڈرے اور ان دیناروں کا بھید ہم پر ظاہر کر دیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا''میری پاکباز اور ضعیف العمر والدہ نے گھر سے چلتے وقت نصیحت کی تھی کہ ہمیشہ سچ بولنا۔ بھلا والدہ کی نصیحت میں چالیس دیناروں کی خاطر کیوں کر فراموش کرسکتا ہوں۔''

یہ الفاظ نہیں تھے حق و صداقت کے ترکش سے نکلا ہوا ایک تیر تھا جو احمد بدوی کے سینہ میں پیوست ہوگیا۔ اس پر رقت طاری ہوگئی۔ اشکہائے ندامت نے دل کی شقاوت اور سیاہی دھو ڈالی۔ روتے ہوئے بولا'' آہ! اے بچے تم نے اپنی ماں کے عہد کا اتنا پاس رکھا حیف ہے مجھ پر کہ اتنے سالوں سے اپنے خالق کا عہد توڑ رہا ہوں۔''

یہ کہہ کر اتنا رویا کہ گھگھی بندھ گئی۔ پھر بے اختیار سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے قدموں پر گر پڑا اور رہزنی کے پیشہ سے توبہ کی۔ اس کے ساتھیوں نے یہ ماجرا دیکھا تو ان کے دل بھی پگھل گئے اور سب نے بیک زبان کہا''اے سردار تو رہزنی میں ہمارا قائد تھا اور اب توبہ میں بھی تو ہمارا پیش رو ہے۔''

غرض ان سب نے بھی سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر توبہ کی اور لوٹا ہوا تمام مال قافلے کو واپس دے دیا۔ کہتے ہیں کہ یہ سب قزاق اس توبہ کی بدولت درجہ ولایت تک پہنچے۔ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ پہلی توبہ تھی جو گمراہ لوگوں نے میرے ہاتھ پر کی۔

بغداد میں ورودِ مسعود

قزاقوں کے واقعہ کے بعد سارے راستے میں قافلے کو کوئی خطرہ پیش نہ آیا اور وہ بخیر و عافیت بغداد پہنچ گیا۔ اس طرح 488ھ میں ارضِ بغداد نے سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے قدم چومے۔ اس وسیع و عریض شہر میں آپ بالکل اجنبی تھے۔ کوئی رشتہ دار اور شناسا نہ تھا۔ والدہ ماجدہ کے دیئے ہوئے چالیس دینار راستے میں خرچ ہو چکے تھے۔ اب دولتِ فقر کے سوا کچھ بھی پاس نہ تھا۔ فاقے

پر فاقہ گزرنے لگا۔ بیس دن اسی طرح گزر گئے۔ آخر ایک دن اسی فقر و فاقہ کی حالت میں کسی حلال چیز کی تلاش میں ایوانِ کسریٰ کے کھنڈروں کی طرف جانکلے۔ وہاں دیکھا کہ ستر اولیا پہلے ہی حلال چیزوں کی تلاش میں ان کھنڈروں میں موجود ہیں۔ آپ نے ان مردانِ خدا کے راستے میں مزاحم ہونا مناسب نہ سمجھا اور واپس تشریف لے گئے۔ راستے میں جیلان کے ایک شخص سے ملاقات ہوئی جو آپ ہی کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ اس نے آپ کو سونے کا ایک ٹکڑا دیا اور کہا ''اے عبدالقادر خدا کا شکر ہے کہ تم مل گئے اور میں بارِ امانت سے سبکدوش ہوا۔ یہ سونے کا ٹکڑا تیری والدہ سیّدہ فاطمہ (رحمتہ اللہ علیہا) نے تیرے لئے بھیجا ہے''

آپ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے اور سونے کا یہ ٹکڑا لیکر فوراً ایوانِ کسریٰ کے کھنڈروں میں پہنچے۔ جہاں ستر اولیا اللہ کو رزق طیب کی تلاش میں دیکھ آئے تھے۔

سونے کا تھوڑا سا حصہ اپنے پاس رکھ کر باقی سب ان مردانِ خدا کی خدمت میں پیش کر دیا۔ انہوں نے پوچھا کہاں سے لائے ہو'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میری والدہ ماجدہ نے میرے لئے بھیجا ہے۔ میری غیرت نے یہ برداشت نہ کیا کہ آپ رزق کی تلاش میں مارے مارے پھریں اور میں آسودہ حالی سے دن گزاروں۔ اس لئے یہ سونا آپ کیلئے لے آیا ہوں۔''

پھر آپ رضی اللہ عنہ بغداد تشریف لائے۔ اپنے حصے کے سونے سے کھانا خریدا اور با آواز بلند فقرا کو کھانے کی دعوت دی۔ اس طرح بہت سے فقرا آ گئے اور سب نے مل کر کھانا کھایا۔ غرض ان نامساعد حالات میں سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی بغداد کی زندگی کا آغاز فرمایا۔

باب 3

تحصیل و تکمیل علوم

جلیل القدر اساتذہ

بغداد پہنچنے کے چند دن بعد سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ وہاں کے مدرسہ نظامیہ میں داخل ہو گئے۔ یہ مدرسہ دنیائے اسلام کے علوم وفنون کا مرکز تھا اور بڑے بڑے نامور اساتذہ اور آئمہ فن اس سے وابستہ تھے۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نہ صرف اس جوئے علم سے خوب سیراب ہوئے بلکہ مدرسہ کے اوقات سے فراغت پا کر اس دور کے دوسرے علما سے بھی خوب استفادہ کیا۔ گویا تحصیلِ علم کے معاملہ میں آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے طبعی زہد وقناعت سے بالکل کام نہ لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اساتذہ میں ابوالوفا علی بن عقیل' ابو غالب محمد بن حسن باقلانی' ابوزکریا یحیٰی بن علی تبریزی' ابوسعید بن عبدالکریم' ابوالغنائم محمد بن علی بن محمد، ابوسعید بن مبارک مخزومی اور ابوالخیر حماد بن مسلم الدباس رحمۃ اللہ علیہ جیسے نامور علما و آئمہ فن کا نام نظر آتا ہے۔ علمِ قرآت، علمِ تفسیر، علمِ حدیث' علمِ فقہ، علمِ لغت، علمِ شریعت، علمِ طریقت غرض کوئی ایسا علم نہ تھا جو آپ رضی اللہ عنہ نے اس دور کے باکمال اساتذہ و آئمہ سے حاصل نہ کیا ہو اور صرف حاصل ہی نہیں کیا بلکہ ہر علم میں وہ کمال پیدا کیا کہ تمام علمائے زمانہ سے سبقت لے گئے۔ ایک روایت ہے کہ آپ نے قرآنِ حکیم جیلان میں حفظ کر لیا تھا۔ البتہ علمِ قرآن یعنی تفسیر وقرآت وغیرہ کی تحصیل و تکمیل آپ رضی اللہ عنہ نے بغداد میں کی۔ علم وادب

میں آپ رضی اللہ عنہ کے استاد حضرت علامہ ابوزکریا تبریزی رحمۃ اللہ علیہ تھے جو اپنے وقت کے یگانہ روزگار عالم تھے اور بے شمار کتابوں کے مصنف تھے۔ان کی تصنیفات میں تفسیر القرآن والاعراب' الکافی فی علم العروض والقوانی تہذیب الاصلاح' شرح المفضلیات' شرح قصائد العشر' شرح دیوان حماسہ' شرح دیوان متنبیؔ' شرح دیوان ابی تمام اور شرح الدریدیہ بہت مشہور ہیں۔علم فقہ اور اصول میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی اساتذہ شیخ ابوالوفا علی بن عقیل حنبلی رحمۃ اللہ علیہ' ابوالحسن محمد بن قاضی ابوالعلی رحمۃ اللہ علیہ' شیخ ابوالخطاب محفوظ الکوذانی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی ابوسعید مبارک بن علی مخزومی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔اس طرح علم حدیث میں آپ رضی اللہ عنہ نے جن اساتذہ سے خصوصی استفادہ کیا ان میں سے چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

ابوالبرکات طلحہ العاقولی رحمۃ اللہ علیہ' ابوالغنائم محمد بن علی بن میمون الفرسی رحمۃ اللہ علیہ' ابوعثمان اسماعیل بن محمد الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ' ابوطاہر عبدالرحمٰن بن احمد رحمۃ اللہ علیہ' ابوغالب محمد بن حسن الباقلانی رحمۃ اللہ علیہ' ابومحمد جعفر بن احمد بن الحسین القاری السراج رحمۃ اللہ علیہ' ابوالعز محمد بن مختار الہاشمی رحمۃ اللہ علیہ' ابومنصور عبدالرحمٰن القزاز رحمۃ اللہ علیہ' ابوالقاسم علی بن احمد بن بنان الکرخی رحمۃ اللہ علیہ' ابوطالب عبدالقادر بن محمد بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ۔

غرض آٹھ سال کی طویل مدت میں آپ رضی اللہ عنہ تمام علوم کے امام بن چکے تھے اور جب آپ رضی اللہ عنہ نے ماہ ذوالحجہ 496ھ میں ان علوم میں تکمیل کی سند حاصل کی تو کرہ ارض پر کوئی ایسا عالم نہیں تھا جو آپ رضی اللہ عنہ کی ہمسری کا دعویٰ کر سکے۔

طالبِ علمی کا پُرصعوبت زمانہ

بغداد میں آمد کے بعد اور دورانِ تعلیم آپ رضی اللہ عنہ کو پُرصعوبت حالات سے دوچار ہونا پڑا۔اس کے بعد آغازِ تعلیم سے تکمیل تک کی آٹھ سالہ مدت میں آپ رضی اللہ عنہ نے جو مصائب برداشت کئے ان کا حال جان کر پتھر کا کلیجہ بھی شق ہو جاتا ہے۔خود غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ میں نے ایسی

ہولناک سختیاں جھیلی ہیں کہ اگر وہ پہاڑ پر گزرتیں تو پہاڑ بھی پھٹ جاتا۔ جب مصائب اور تکالیف کی ہر طرف سے مجھ پر یلغار ہو جاتی تھی تو میں تنگ آکر زمین پر لیٹ جاتا اور اس آیت کریمہ کا ورد شروع کر دیتا

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ، اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا (بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے بیشک تنگی کے ساتھ آسانی ہے)۔

اس آیت مبارکہ کی تکرار سے مجھے تسکین حاصل ہو جاتی اور جب زمین سے اٹھتا تو سب رنج وکرب دور ہو جاتا۔

تحصیلِ علم کے زمانہ میں سبق سے فارغ ہو کر آپ رضی اللہ عنہ جنگل بیابان کی طرف نکل جاتے اور شہر کی بجائے انہی ویرانوں میں رات گزارتے تھے زمین آپ رضی اللہ عنہ کا بستر ہوتی تھی اور اینٹ یا پتھر تکیہ۔ مینہ آندھی، جھکڑ طوفان، سردی، گرمی، آپ رضی اللہ عنہ ہر چیز سے بے نیاز ہو کر برہنہ پا رات کی تنہائیوں اور تاریکیوں میں دشت نوردی کرتے رہتے تھے۔ سرِ اقدس پر ایک چھوٹا سا عمامہ ہوتا تھا اور صوف کا ایک جبہ زیب تن ہوتا تھا۔ خودرو بوٹیاں اور سبزیاں جو عام طور پر دریائے دجلہ کے کنارے مل جاتی تھیں، آپ رضی اللہ عنہ کی خوراک ہوتی تھیں۔ یہ سب جانکاہ مصائب آپ رضی اللہ عنہ کو اس لذت کے مقابلے میں ہیچ معلوم ہوتے تھے جو آپ رضی اللہ عنہ کو تحصیلِ علم اور تلاشِ حق میں حاصل ہوتی تھی۔

بغداد کا ہولناک قحط اور آپ رضی اللہ عنہ کا صبر وغنا

آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ طالب علمی میں ایک دفعہ بغداد میں ہولناک قحط پڑا۔ لوگ اناج کے دانہ دانہ کو ترستے تھے اور درختوں اور جھاڑیوں کے پتوں سے پیٹ کی آگ بجھانے پر مجبور ہو گئے تھے۔ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو تو پہلے ہی اناج سے چنداں رغبت نہ تھی، اب دقت یہ ہوئی کہ خودرو

سبزیوں کا ملنا بھی مشکل ہو گیا کیونکہ قحط زدہ لوگ ہر چیز کھا جاتے تھے۔آپ رضی اللہ عنہ ساگ پات کی تلاش میں دجلہ کے کنارے جاتے لیکن وہاں پہلے ہی لوگوں کا ہجوم ہوتا۔آپ رضی اللہ عنہ کمال صبر وشکر کے ساتھ واپس تشریف لے آتے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کو یہ پسند نہیں تھا کہ خوراک کی خاطر لوگوں سے چھینا جھپٹی کریں۔اس طرح کئی دن آپ رضی اللہ عنہ نے فاقے میں گزار دیئے۔ایک دن بھوک سے نڈھال کسی حلال چیز کی تلاش کر رہے تھے۔سوق الریحانیین (بغداد کی ایک منڈی) کی مسجد کے قریب پہنچے تو ضعف اور کمزوری انتہا کو پہنچ گئی۔شدتِ بھوک اور کمزوری سے دماغ چکرا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ لڑکھڑاتے ہوئے مسجد کے ایک گوشہ میں جا بیٹھے۔ابھی آپ رضی اللہ عنہ کو بیٹھے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک عجمی جوان بھنا ہوا گوشت اور روٹی لیکر مسجد میں داخل ہوا اور ایک طرف بیٹھ کر کھانے لگا۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا اپنا بیان ہے کہ بھوک کی شدت سے میرا یہ حال تھا کہ اس شخص کے ہر لقمے کے ساتھ بے اختیار میرا منہ بھی کھل جاتا اور میرا جی چاہتا کہ کاش اس وقت مجھے بھی کچھ کھانا میسر ہو جاتا۔لیکن آخر کار میں نے اپنے نفس کو ملامت کی کہ بے صبر مت بن۔آخر توکل اور بھروسہ بھی تو کوئی چیز ہے۔غرض آپ کا نفس مطمئن ہو گیا اور آپ رضی اللہ عنہ اس شخص کی طرف سے بے نیاز ہو گئے۔اتنے میں خود ہی اس کی نظر آپ رضی اللہ عنہ پر پڑی اور اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو کھانے کی دعوت دی۔حضرت نے انکار کیا لیکن اس نے شدید اصرار کیا۔ناچار آپ رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گئے۔تھوڑی دیر بعد وہ آپ کے حالات دریافت کرنے لگا۔آپ نے فرمایا میں جیلان کا باشندہ ہوں اور یہاں حصولِ علم کی غرض سے مقیم ہوں۔یہ سنتے ہی وہ بہت مسرور ہوا اور کہنے لگا

"میں بھی جیلان کا رہنے والا ہوں۔کیا آپ جیلان کے رہنے والے نوجوان عبد القادر (رضی اللہ عنہ) کو جانتے ہیں؟"

آپ نے فرمایا "عبد القادر جیلانی میں ہی ہوں"

یہ سنتے ہی وہ شخص بے چین ہو گیا اور اس کی آنکھیں پُرنم ہو گئیں۔پھر رِقّت انگیز لہجے میں کہنے لگا "بھائی میں نے تمہاری امانت میں خیانت کی ہے خدا کیلئے مجھے بخش دو۔"

آپ رضی اللہ عنہ کو اس شخص کی باتوں سے حیرت ہوئی اور فرمایا ''بھائی کیسی امانت اور کیسی خیانت ......اپنی بات کی وضاحت کرو۔''

اس شخص نے جواب دیا ''بھائی آپ کی والدہ نے آپ کیلئے میرے ہاتھ آٹھ دینار بھیجے تھے۔ میں کئی روز سے آپ کو تلاش کر رہا تھا کہ آپ کی امانت سے سبکدوش ہو جاؤں لیکن آپ کا کچھ پتا نہ چلتا تھا اور اسی وجہ سے بغداد میں میرا قیام طول پکڑ گیا۔ حتیٰ کہ میرا ذاتی خرچ ختم ہو گیا اور فاقوں تک نوبت آ پہنچی۔ پہلے دو تین دن تک تو میں نے صبر کیا۔ آخر بھوک کی شدت نے مجبور کر دیا کہ آپ کی امانت سے کھانا خرید کر پیٹ کے دوزخ کی آگ ٹھنڈی کروں۔ بھائی یہ کھانا جو ہم کھا رہے ہیں دراصل آپ کا ہی ہے کیونکہ آپ کی امانت سے خریدا گیا ہے اور آپ میرے نہیں بلکہ میں آپ کا مہمان ہوں۔ خدا کیلئے مجھے اس گناہِ عظیم کیلئے بخش دیں۔''

آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو گلے لگا لیا اس کے حسنِ نیت کی تعریف کی اور تسلی دی۔ پھر کچھ دینار اور بچا ہوا کھانا دے کر نہایت محبت سے اسے رخصت کیا۔

لذّاتِ دنیوی سے دوری

شیخ عبداللہ سلمی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے ایک عجیب واقعہ سنا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''زمانہ تعلیم میں ایک مرتبہ مجھے کئی دن تک کھانے کیلئے کچھ میسر نہ ہوا۔ اسی حالت میں ایک دن محلّہ قطعیہ شرقیہ سے گزر رہا تھا کہ ایک شخص نے ایک تہہ کیا ہوا کاغذ میرے ہاتھ میں دے کر کہا ''نان بائی کی دکان پر جاؤ'' میں وہ کاغذ لیکر نان بائی کی دکان پر پہنچا۔ اس نے کاغذ رکھ لیا اور مجھے میدہ کی روٹی اور حلوہ دیا۔ میں حلوہ اور روٹی لیکر اس بے آباد مسجد میں گیا جہاں میں اپنے اسباق تنہائی میں دہرایا کرتا تھا۔ ابھی اسی سوچ میں تھا کہ یہ روٹی اور حلوہ کھاؤں یا نہ کھاؤں کہ نگاہ ایک کاغذ پر نظر پڑی جو دیوار کے سایہ میں پڑا تھا۔ میں نے اسے اٹھا کر

پڑھا تو اس پر یہ عبارت لکھی تھی ''اللہ تعالیٰ نے کتبِ سابقہ میں سے ایک کتاب میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے شیروں کو لذاتِ دنیوی سے کچھ سروکار نہیں ہوتا۔ خواہشات اور لذات تو کمزوروں اور ضعیفوں کیلئے ہیں تا کہ وہ ان کے ذریعہ عبادتِ الٰہی پر قادر رہوں۔''

یہ پڑھ کر میرے جسم پر کپکپی طاری ہوگئی۔ ہر موئے بدن خوفِ الٰہی سے کھڑا ہوگیا۔ روٹی اور حلوہ کھانے کا خیال ترک کیا اور دو رکعت نماز ادا کر کے وہاں سے چلا آیا۔

ایک مردِ حق سے ملاقات

بغداد کے کچھ طلبا کا دستور تھا کہ فصل کٹنے کے بعد یہ لوگ ایک گاؤں یعقوبا میں چلے جاتے اور وہاں سے اناج مانگ کر لاتے۔ اس زمانے میں لوگ طلبا کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اس لئے صاحبِ استطاعت لوگ خوشی سے کچھ غلہ ان طلبا کو دے دیتے۔ ایک دفعہ ان طلبا نے سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے ساتھ چلنے کیلئے کہا۔ آپ رضی اللہ عنہ ان کے اصرار کی وجہ سے انکار نہ کر سکے اور ان کیساتھ یعقوبا جا پہنچے۔ اس گاؤں میں ایک مردِ صالح رہتے تھے ان کا نام شریف یعقوبی تھا۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اس مردِ پاک باطن کی زیارت کیلئے گئے۔ انہوں نے آپ کی جبینِ سعادت آثار سے اندازہ لگالیا کہ قطبِ زمانہ ہیں، فرمایا:

''بیٹے طالبانِ حق، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے آگے دستِ سوال دراز نہیں کرتے۔ تم خاصانِ خدا سے معلوم ہوتے ہو اس طرح غلہ مانگنا تمہارے شایانِ شان نہیں۔''

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''اس واقعہ کے بعد نہ میں کبھی اس قسم کے کام کیلئے کسی جگہ گیا اور نہ کسی سے سوال کیا۔''

غیبی امداد

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ایک دن بیابان میں بیٹھے سبق یاد کر رہے تھے کہ غیب سے آواز آئی

''اے عبدالقادر تجھے کئی دن سے فاقہ ہے اور حصولِ تعلیم میں دقت ہو رہی ہے جا سنتِ انبیا پر عمل کر اور کسی سے قرض لے لے۔''

آپ رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا ''میں ایک نادار شخص ہوں قرض لیکر ادا کیسے کروں گا۔''

غیب سے پھر آواز آئی ''تو اس کی فکر نہ کر، تیرے قرض کی ادائیگی کے ہم ذمہ دار ہیں۔''

اشارہ غیبی کے مطابق آپ ایک نان بائی کے پاس پہنچے اور اس سے کہا ''بھائی اگر ہو سکے تو مجھے ہر روز ڈیڑھ روٹی قرض دے دیا کرو، جب مجھے قدرت ہوئی تیرا قرض ادا کر دوں گا۔ اگر مر گیا تو بخش دینا''۔ نان بائی بھی کوئی مردِ حق تھا، آپ رضی اللہ عنہ کی بات سن کر رو پڑا اور کہا ''جب آپ چاہیں' اور جو چاہیں میری دکان سے لے جایا کریں''۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ روزانہ اس سے ڈیڑھ روٹی لے آتے۔ جب کچھ عرصہ گزر گیا تو آپ رضی اللہ عنہ کو قرض کی ادائیگی کا خیال ستانے لگا۔ ایک دن اسی خیال میں تھے کہ وہی غیبی آواز پھر آئی ''اے عبدالقادر رضی اللہ عنہ! فلاں جگہ جا اور جو کچھ وہاں سے ملے نان بائی کو دے دینا'' جب آپ رضی اللہ عنہ اس جگہ پہنچے تو سونے کا ایک ٹکڑا وہاں پڑا پایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہ ٹکڑا نان بائی کو دے کر قرض سے سبکدوشی حاصل کر لی۔

شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ

علومِ ظاہری کی تحصیل و تکمیل سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے جن حالات میں کی اور جن اساتذہ کرام سے استفادہ کیا، ان کا حال پیچھے آ چکا ہے لیکن آپ رضی اللہ عنہ کو تو اللہ تعالیٰ نے قطب الاقطاب بنایا تھا۔ اس لئے ضروری تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ علوم باطنی میں بھی کسی سے پیچھے نہ رہیں۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کو فقر کی تعلیم دینے کیلئے اللہ تعالیٰ نے شیخ حماد بن مسلم الدباس رحمۃ اللہ علیہ کو مقرر کیا۔ شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ بغداد کے نامور مشائخ میں سے تھے اور بہت بڑے ولی اللہ تھے۔ اس دور کے بے شمار مشائخ و صوفیا علمِ طریقت میں ان کے تربیت یافتہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عام لوگوں میں شیخ دباس (شیرہ فروخت کرنے والے

شیخ) کے لقب سے مشہور تھے۔ کہتے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شیرہ نہایت پاک وصاف ہوتا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی برکت کی وجہ سے مکھی اس کے نزدیک نہ پھٹکتی تھی۔ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے نامور خلیفہ اور شاگرد حضرت عبداللہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میرے شیخ حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا ہے کہ میرے طالب علمی کے زمانے میں ایک دفعہ بغداد فتنہ وفساد کی آماجگاہ بن گیا۔ میں فطری طور پر ہنگاموں سے متنفر تھا اس لئے نت نئے جھگڑوں فسادوں کو دیکھ کر بغداد کا قیام مجھ پر گراں گزرنے لگا۔ چنانچہ ایک دن بغداد چھوڑنے کا ارادہ کیا اور قرآنِ کریم بغل میں دبا کر بابِ حلیہ (بغداد کے دروازہ کا نام) کی طرف چلا کہ وہاں سے صحرا کو راستہ جاتا تھا۔ یکا یک کسی غیبی طاقت نے مجھے اس زور سے دھکا دیا کہ میں گر پڑا۔ پھر غیب سے آواز آئی ''یہاں سے مت جاؤ خَلقِ خدا کو تم سے فیض پہنچے گا۔'' میں نے کہا ''مجھے خلقِ خدا سے کیا واسطہ مجھے تو اپنے دین کی سلامتی مطلوب ہے۔'' آواز آئی ''نہیں نہیں تمہارا یہاں رہنا ضروری ہے تمہارے دین کو کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔'' چنانچہ منشائے الٰہی کے مطابق میں نے بغداد چھوڑنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ دوسرے دن میں بغداد کے ایک محلّہ سے گزر رہا تھا کہ ایک شخص نے دروازہ کھول کر اپنا سر باہر نکالا اور مجھ سے مخاطب ہو کر کہا ''کیوں عبدالقادر کل تو نے اپنے رب سے کیا مانگا تھا'' میں یہ اچانک سوال سن کر حیران رہ گیا اور میری قوت گویائی جواب دے گئی۔ اس شخص نے اب نہایت غصہ سے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا اور میں وہاں سے چل دیا۔ جب میرے ہوش بجا ہوئے تو میری سمجھ میں آ گیا کہ یہ شخص تو اولیا اللہ میں سے ہے جسے کل کے واقعہ کا علم ہو گیا۔ چنانچہ میں نے اس دروازہ کی تلاش شروع کر دی لیکن ہزار کوشش کے باوجود ناکام رہا۔ اب میں ہر وقت اس شخص کی تلاش میں رہنے لگا۔ آخر ایک دن میں نے انہیں پا لیا یہ بزرگ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ میں نے ان سے علمِ طریقت حاصل کیا اور اپنے اشکالات وشکوک رفع کرائے۔ شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ شام کے رہنے والے تھے۔ ان کی پیدائش دمشق کے قریب ایک گاؤں رحبہ میں ہوئی۔ بیشمار مجاہدات وریاضات کے بعد ولایت کے درجہ تک پہنچے اور بغداد کے محلّہ مظفریہ میں آ کر مقیم ہوئے۔ 525ء میں آپ کا وصال

ہوا۔آپ کا مدفن مقبرہ شونیزیہ میں ہے۔علمِ طریقت میں سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے استاد صرف حمادؒ ہی نہ تھے۔اس کی تکمیل آپ نے حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ سے کی اور انہی سے ''امانتِ الٰہیہ'' حاصل کی۔اس کا حال آگے آئے گا۔

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے 496ھ میں ہر قسم کے علوم پر کامل عبور حاصل کرلیا۔ اس کے بعد آپ مجاہدات وریاضت میں مشغول ہوئے۔ چنانچہ 496ھ سے 521ھ تک پچیس سال کی طویل مدت میں آپ نے ایسے ایسے مجاہدات اور ریاضتیں کیں کہ ان کا حال پڑھ کر انسان تھرا اُٹھتا ہے۔ کوئی سختی اور مصیبت ایسی نہ تھی جو اس عرصہ میں آپ رضی اللہ عنہ نے نہ جھیلی ہو۔ بظاہر آپ رضی اللہ عنہ کی یہ زندگی راہبانہ معلوم ہوتی ہے لیکن درحقیقت یہ سب کچھ تزکیۂ نفس کیلئے تھا۔ رہبانیت کو اس سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ پچیس سال کی اس مدت میں آپ نے طریقت اور تصوف کی عملی تعلیم حاصل کی۔ علائق دنیوی سے تعلق قطع کر کے خدا سے لو لگائی اور کثرتِ عبادت وریاضت سے فنافی الرسول، فنافی اللہ اور بقاباللہ کے مقام پر پہنچے۔ روئیں روئیں میں عشقِ الٰہی اور عشقِ رسول موجزن ہوگیا۔ ان مجاہدات نے انہیں عزیمت واستقامت اور اتباعِ کامل کا پہاڑ بنا دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بلاکشی اصحاب صفہؓ کی اتباع میں تھی۔ اس کے بعد ممکن نہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کا کوئی قدم منشائے الٰہی کے خلاف اٹھے یا آپ کا کوئی قول وفعل شریعت کے خلاف ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ کے مجاہدات وریاضات کی داستان بہت طویل ہے۔ قلم کو یارا نہیں کہ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مجاہدات وریاضات کا احاطہ کرسکے۔ البتہ ان کی ایک جھلک آپ ان چند واقعات میں دیکھ سکتے ہیں۔

تلاشِ حق میں دشت نوردی

درجوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری   وقت پیری گرگ ظالم میشود پرہیز گار

(جوانی میں توبہ کرنا شیوہ پیغمبری ہے۔ بڑھاپے میں تو ظالم بھیڑیا بھی پرہیز گار بن جاتا ہے)

چھبیس سال کی عمر ارمانوں اور امنگوں سے بھرپور ہوتی ہے، شباب کی مستیاں ہر لحظہ اکساتی ہیں۔لذاتِ دنیوی اپنی طرف رغبت دلاتی ہیں اور خواہشات کا ہجوم ہوتا ہے۔شباب کی ان فتنہ انگیزیوں سے اگر کوئی مردِ خدا دامن بچا کر نکل جائے تو اس کی خوش قسمتی کا کیا کہنا۔سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی عمر بھی 496ھ میں چھبیس سال کی تھی۔دنیائے رنگ وبو کی رنگینیاں ہر طرف سے دعوتِ نظارہ دے رہی تھیں لیکن آپ نے اس دعوت کو ٹھکرا دیا اور عراق کے وسیع وعریض بے آب وگیاہ بیابانوں کو اپنا مسکن بنا لیا۔دن رات ہولناک دشت وبیابان' جنگلات' ویرانوں اور خراب مقامات میں پھرتے رہتے آج یہ صحرا قیام گاہ ہے تو کل وہ جنگل۔نہ وہ لوگوں کو جانتے تھے اور نہ لوگ انہیں پہچانتے تھے۔ایک دفعہ وعظ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:-

''میں پچیس سال تک عراق کے ویرانوں اور جنگلوں میں پھرتا رہا ہوں اور چالیس سال تک صبح کی نماز عشا کے وضو سے پڑھی ہے اور پندرہ سال تک عشا کی نماز صبح کے وضو سے پڑھی ہے اور پندرہ سال تک عشا کی نماز پڑھ کر ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر صبح تک قرآنِ حکیم ختم کرتا رہا ہوں۔میں نے بسا اوقات تین سے چالیس دن تک بغیر کچھ کھائے پئے گزارے ہیں۔''

شیخ ابوالمسعود بن ابوبکر حریمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ سالہا سال تک میں اپنے نفس کو طرح طرح کی آزمائشوں میں ڈالتا رہا۔ایک سال ساگ پات اور کوئی گری ہوئی چیز کھا لیتا اور پانی بالکل نہ پیتا تھا۔ایک سال صرف پانی پیتا اور کوئی چیز نہ کھاتا اور ایک سال بغیر کچھ کھائے پئے گزار دیتا۔حتیٰ کہ سونے سے بھی احتراز کرتا۔کئی سال

میں بغداد کے محلّہ کرخ کے غیر آباد مکانوں میں مقیم رہا اس سارے عرصہ میں ایک خودرو بوٹی ''کوندل'' میری خوراک ہوتی تھی، لوگ مجھے دیوانہ کہتے۔ میں صحرا میں نکل جاتا، آہ وزاری کرتا اور کانٹوں پر لوٹتا۔ حتیٰ کہ تمام بدن زخمی ہو جاتا۔ لوگ مجھے شفاخانے میں لے جاتے لیکن وہاں پہنچ کر مجھ پر حالتِ سُکر طاری ہو جاتی۔ لوگ کہتے مر گیا ہے پھر میری تجہیز و تکفین کا انتظام کرتے اور غسل دینے کیلئے مجھے تختہ پر رکھ دیتے اس وقت یک بیک مجھے ہوش آ جاتا اور میں اُٹھ کھڑا ہوتا''۔

ایک دفعہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''مجاہدات وریاضات کے آغاز میں میری دشت نوردی کا عجیب ماجرا تھا' کئی دفعہ میں اپنے آپ سے بے خبر ہو جاتا تھا اور کچھ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ کہاں پھر رہا ہوں۔ جب ہوش آتا تو اپنے آپ کو کسی دور دراز جگہ پر پاتا۔ ایک دفعہ بغداد کے قریب ایک صحرا میں مجھ پر اسی قسم کی کیفیت طاری ہوئی اور میں بے خبری کے عالم میں ایک عرصہ تک تیز دوڑتا رہا۔ جب ہوش آیا تو اپنے آپ کو نواحِ شستہ میں پایا جو بغداد سے بارہ دن کی مسافت پر ہے۔ میں اپنی حالت پر تعجب کر رہا تھا کہ ایک عورت میرے پاس سے گزری اور کہنے لگی ''تم شیخ عبدالقادر ہو کر اپنی اس حالت پر متعجب ہو''

خضر علیہ السلام سے ملاقات

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب پہلے پہل میں نے عراق کے بیابانوں میں قدم رکھا تو میری ملاقات ایک نورانی صورت شخص سے ہوئی جسے میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس شخص میں ایک عجیب طرح کی کشش تھی میری فراست باطنی کہتی تھی کہ یہ شخص رجال الغیب سے ہے۔ اس شخص نے مجھے کہا ''کیا تو میرے ساتھ رہنا چاہتا ہے؟

میں نے کہا ''ہاں''۔

اس شخص نے کہا ''تو پھر عہد کرو کہ میری مخالفت نہیں کرو گے اور جو میں کہوں گا اس پر عمل کرو گے۔''

میں نے کہا ''میں تمہاری مخالفت نہ کرنے اور تیرا کہا ماننے کا عہد کرتا ہوں''۔

اب اس شخص نے کہا ''اچھا تو پھر اسی جگہ بیٹھا رہ، جب تک میں نہ آؤں یہ جگہ مت چھوڑنا۔''

یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور میں وہاں بیٹھ کر عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو گیا۔ حتیٰ کہ ایک برس گزر گیا۔ اب وہ شخص پھر آیا۔ ایک ساعت میرے پاس بیٹھا پھر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا ''جب تک میں پھر تیرے پاس نہ آؤں یہیں بیٹھا رہ'' یہ کہہ کر وہ پھر چلا گیا اور میں وہیں بیٹھ گیا۔ ایک سال بعد وہ پھر آیا تھوڑی دیر بیٹھا اور پھر مجھے وہیں بیٹھے رہنے کی تلقین کر کے چلا گیا۔ جب تیسرا برس بھی گزر گیا تو وہ شخص پھر نمودار ہوا، اس کے پاس روٹی اور دودھ تھا۔ اب اس نے کہا:

''مرحبا اے جوانِ صالح۔ میرا نام خضرؑ ہے مجھے حکم ہوا ہے کہ روٹی اور دودھ تیرے ساتھ کھاؤں۔'' چنانچہ ہم دونوں نے مل کر روٹی اور دودھ کھایا۔

آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا ''آپ ان تین سالوں میں کیا کھاتے تھے؟''

فرمایا ''لوگوں کی پھینکی ہوئی چیزیں''۔

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے پہلا سفرِ حج کب کیا؟ اس کے متعلق کتبِ تاریخ میں کوئی تذکرہ نہیں ہے البتہ اتنا وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ پہلا حج بیت اللہ آپ رضی اللہ عنہ نے عین عالمِ شباب میں کیا اور قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حج آپ رضی اللہ عنہ نے مجاہدات و ریاضات کے آغاز ہی میں کیا ''اذکار الابرار'' میں روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں نے پہلا حج بیت اللہ عنفوان شباب میں کیا۔ سفرِ حج کے دوران جب مینارام القرون

کے پاس پہنچا تو میری ملاقات شیخ عدی بن مسافرؒ سے ہوئی ۔ وہ بھی اس وقت نوجوان تھے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا ''کہاں کا قصد ہے؟''

میں نے کہا ''حج بیت اللہ کیلئے مکہ معظّمہ جارہا ہوں''۔

انہوں نے پوچھا ''کیا میں بھی آپ کے ساتھ جا سکتا ہوں؟''

میں نے کہا ''بصد شوق''۔

چنانچہ اب ہم دونوں اکٹھے سفر کرنے لگے۔ کچھ دور گئے تھے کہ ہمیں ایک نقاب پوش حبشیہ لڑکی ملی۔وہ میرے سامنے کھڑی ہوگئی اور غور سے مجھے دیکھتے ہوئے بولی:

''اے جوان تو کہاں کا رہنے والا ہے؟''

میں نے کہا ''ارضِ جیلان کا باشندہ ہوں''۔

کہنے لگی ''اے مردِ خدا آج تو نے مجھے بہت تھکایا ہے۔'' میں نے کہا ''کیوں؟'' اس نے کہا ''میں حبش میں تھی کہ مجھے حالتِ کشفی میں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل کو اپنے نور سے بھر دیا ہے اور اپنے فضل وکرم سے تجھے وہ کچھ عطا کیا ہے جو کسی دوسرے (ولی اللہ) کو نہیں دیا۔اس مشاہدہ کے بعد میرے دل نے کہا کہ تیری زیارت کروں چنانچہ تیری تلاش نے مجھے تھکا دیا ہے اب میں نے تجھے دیکھا ہے تو جی چاہتا ہے کہ آج تمہارے ساتھ رہوں اور شام کو روزہ تمہارے ساتھ افطار کروں۔''

یہ کہہ کر وہ راستہ کے ایک طرف چلنے لگی اور ہم دوسری طرف ۔ جب شام ہوئی تو ہمارے پاس آسمان سے ایک طباق نازل ہوا۔اس طباق میں چھ روٹیاں' سرکہ اور سبزی تھی ۔ یہ دیکھ کر اس حبشیہ نے کہا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَکْرَمَنِیْ وَاَکْرَمَ ضَیْفِیْ اِنَّهٗ لِذٰلِكَ اَهْلٌ فِیْ کُلِّ لَیْلَةٍ یَنْزِلُ عَلَیَّ رَغِیْفَانِ وَاللَّیْلَةَ سِتَّةٌ اِکْرَامًا لِاَضْیَافِیْ۔

''اللہ کا شکر ہے جس نے میری اور میرے مہمان کی عزت کی ۔ میرے لئے ہر رات دو

روٹیاں اترا کرتی ہیں آج چھ نازل ہوئیں''۔

چنانچہ ہم نے دو دو روٹیاں اس سرکہ اور سبزی کے ساتھ کھالیں' پھر ہم پر تین کوزے پانی کے نازل ہوئے۔ان کا پانی ایسا لذیذ اور شیریں تھا کہ زمین کے پانی کو اس سے کچھ نسبت ہی نہ تھی۔

پھر وہ عارفہ حبشیہ ہم سے رخصت ہوگئی اور ہم منزلوں پر منزلیں طے کرتے مکہ معظّمہ جا پہنچے۔ ایک دن ہم طواف کر رہے تھے کہ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ پر انوارِ الٰہی کا نزول ہوا وہ غش کھا کر گر پڑے اور ایسے بے ہوش ہوئے کہ ان پر مردہ کا گمان ہوتا تھا۔اتنے میں میں نے دیکھا کہ وہی عارفہ حبشیہ شیخ عدی رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر کھڑی ہے اور انہیں ہلا ہلا کر کہہ رہی ہے :

''جس اللہ نے تجھے مارا ہے وہی تجھے زندہ کرے گا۔ پاک ہے وہ ذات کہ جس کے نورِ جلال کے سامنے کسی شے کے ٹھہرنے کی مجال نہیں ہے۔سوائے اس کے کہ وہ خود اسے قائم رکھے اور کائنات اس کے ظہورِ صفات کے وقت قائم نہیں رہتی بجز اس کے کہ وہ مدد کرے۔اس رب ذوالجلال کے انوار و تجلّیات نے ذہن و دماغ کو منجمد کر دیا ہے اور اہلِ عقل وعلم کی آنکھیں چندھیا دی ہیں۔''

عارفہ حبشیہ کے منہ سے یہ الفاظ نکلتے ہی حضرت عدی رحمۃ اللہ علیہ کو ہوش آگیا اور وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حالتِ طواف میں مجھ پر اپنے انوار و تجلّیات نازل فرمائے اور میں نے ہاتفِ غیبی کو یہ کہتے ہوئے سنا:

''اے عبدالقادر تجریدِ ظاہر ترک کر اور تفریدِ توحید اور تجرید و تفرید اختیار کر۔ہم تجھے اپنے نشانات اور عجائبات دکھائیں گے۔پس اپنی مراد کو ہماری مراد سے مت ملا۔ثابت قدم رہ۔ہماری رضا کے سوا کسی کی رضا نہ مانگ۔ تیرے لئے ہمارا شہود دائمی ہے خَلقِ خدا کی فیض رسانی کیلئے بیٹھ جا کیوں کہ ہمارے کچھ خاص بندے ہیں جنہیں ہم تیرے وسیلہ سے اپنا مقرب بنائیں گے۔''

اس وقت مجھے اس عارفہ حبشیہ کی آواز آئی' کہہ رہی تھی:

''اے جوان صالحِ آج تیرا عظیم رتبہ ہے۔ میں دیکھتی ہوں کہ تیرے سر پر ایک نورانی

شامیانہ ہے اوراس کے اردگرد آسمان تک فرشتوں کا ہجوم ہے اورتمام اولیا اللہ کی نظریں تجھ پر لگی ہوئی ہیں۔''

یہ کہہ کروہ چلی گئی اوراس کے بعد میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا۔

یہ عارفہ حبشیہ کون تھی؟ اس کے متعلق تمام سیرت نگار خاموش ہیں۔اتنا پتہ ضرور چلتا ہے کہ یہ عارفہ خاص الخاص مقربینِ الٰہی سے تھی اور سیّدنا غوث الاعظمؓ کے شوقِ دیدار نے اسے ہزارہا میل کے سفر پر مجبور کردیا تھا۔

شیاطین سے جنگ

حضرت غوث الاعظمؓ نے ایک دفعہ فرمایا کہ مجاہدات اور ریاضات کے دوران دنیا کی خواہشات مجھے بار بار اپنی طرف راغب کرتی تھیں۔لیکن ربِ کریم اپنے خاص فضل وکرم سے مجھے بچالیتا تھا۔شیاطین طرح طرح کی صورتیں بنا کر مجھ پر حملہ آور ہوتے لیکن اللہ تعالیٰ مجھے ان کے شر سے محفوظ رکھتا۔میرا نفس مجھ سے طرح طرح کی خواہشیں کرتا لیکن خداوندکریم مجھے اس پر غلبہ دیتا۔جب شیاطین ڈراؤنی صورتیں بنا کر آگ اور شر سے مسلح ہوکر مجھ پر حملہ کرتے تو میں غیب سے یہ آواز سنتا۔

''اے عبدالقادر! اٹھ اور سرِ میدان ان کا مقابلہ کر۔ہماری تائید تمہارے شامل حال ہے۔''

چنانچہ میں ڈٹ کر ان کا مقابلہ کرتا اور وہ سب شکست کھا کر بھاگ جاتے۔بعض دفعہ کوئی شیطان ثابت قدمی دکھاتا اورکسی طرح جانے کا نام نہ لیتا۔اس وقت میں غضب ناک ہوکر اس کے منہ پر ایک تھپڑ رسید کرتا تو وہ بھاگ کھڑا ہوتا۔پھر میں لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم پڑھتا تو وہ جل کر راکھ ہوجاتا۔

ایک دفعہ شیطان میرے پاس ایک بھونڈی اور کریہہ صورت میں آیا اس سے نہایت سخت بدبو

آرہی تھی۔ کہنے لگا ”میں ابلیس ہوں تم نے مجھے اور میرے شاگردوں کو تھکا دیا ہے اب میں چاہتا ہوں کہ تیری خدمت کروں“۔

میں نے کہا ”اے لعین یہاں سے دفع ہوجا۔“

اس نے انکار کیا۔ یکایک میں نے دیکھا کہ ایک غیبی ہاتھ اس کے سر پر پڑا اور وہ زمین میں دھنس گیا۔

کچھ عرصہ بعد دوبارہ میرے پاس آیا اس وقت اس کے ہاتھ میں ایک آگ کا گولہ تھا کہ وہ اس کو مجھ پر پھینکتا تھا اور غراتا تھا۔ اس وقت ایک شخص سفید گھوڑے پر سوار منہ پر ڈھاٹا باندھے ہوئے آیا اور مجھے ایک تلوار دی۔ میرا یہ تلوار ہاتھ میں لینا تھا کہ ابلیس اُلٹے پاؤں بھاگا۔

تیسری دفعہ میں نے ابلیس کو عجیب حالت میں دیکھا۔ وہ زمین پر بیٹھا آہ وزاری کررہا تھا اور سر پر خاک ڈال رہا تھا۔ مجھ سے مخاطب ہوکر کہنے لگا:

”اے عبدالقادر! تو نے مجھے مایوس کردیا ہے“۔

میں نے کہا ”اے ملعون دور ہوجا۔ میں ہمیشہ تجھ سے پناہ مانگتا ہوں“۔

ابلیس نے آہ سرد بھر کر کہا:

”یہ بات میرے لیئے اور بھی سخت ہے۔“

پھر اس نے میرے اردگرد بہت سے جال اور پھندے پھیلا دیئے میں نے کہا ”یہ کیا ہے؟“

اس نے کہا ”یہ دنیا کے جال اور پھندے ہیں جن میں ہم تم جیسے لوگوں کو پھنساتے ہیں۔“

تب میں نے ایک برس تک ان جالوں اور پھندوں کی طرف توجہ کی حتیٰ کہ ایک ایک کرکے وہ سب ٹوٹ گئے۔

پھر بہت سے اسباب میرے قریب ظاہر ہوئے۔ میں نے کہا ”یہ کیا ہے؟“ مجھے بتایا گیا ”یہ مخلوق کے تعلقات ہیں کہ تمہارے ساتھ ان کا رشتہ ہے“۔

اب میں ان تعلقات کی طرف متوجہ ہوا اور ایک سال تک ان کے متعلق مجاہدہ کرتا رہا حتیٰ کہ وہ سب بھی ٹوٹ گئے۔

مجاہدات کے دوران باطنی کیفیات

سیّدنا غوث الاعظم ؓ سے روایت ہے کہ مجاہدات کے دوران تحیر خیز کیفیات مجھ پر طاری ہوئیں۔ کبھی میرے باطن اور نفس کا مشاہدہ کرایا گیا اور کبھی مجھے فقر وغنا اور شکر وتوکّل کے دروازوں سے گزارا گیا۔ جب مجھے باطن کا مشاہدہ کرایا گیا تو اس کو بہت سے علائق میں ملوث پایا۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ میرے اختیارات اور ارادے ہیں۔ میں نے ایک سال تک ان کے خلاف مجاہدہ کیا۔ حتیٰ کہ یہ سب علائق منقطع ہوگئے۔ پھر مجھے اپنے نفس کا مشاہدہ کرایا گیا۔ میں نے اس میں بھی کئی امراض دیکھے۔ سال بھر میں نے ان کیخلاف جنگ کی۔ حتیٰ کہ یہ امراض جڑ سے اکھڑ گئے اور میرا نفس تابعِ الٰہی ہوگیا۔

پھر میں توکّل کے دروازہ پر آیا تو بہت بڑا ہجوم دیکھا۔ میں اس ہجوم کو چیر کر نکل گیا۔

پھر شکر کے دروازے پر آیا تو وہاں بھی یہی حال تھا میں اس میں سے بھی گزر گیا۔

پھر غنا ومشاہدہ کے دروازوں پر آیا تو انہیں بالکل خالی پایا۔ اندر داخل ہوا تو وہاں روحانی خزائن کی انتہا نہیں تھی۔ ان میں مجھے حقیقی غنا، عزت اور مسرت میسر ہوئی۔ میری ہستی میں انقلاب پیدا ہوگیا اور مجھے وجودِ ثانی عطا ہوا۔

ایک دفعہ مجھ پر ایک عجیب وجدانہ کیفیت طاری ہوئی۔ میں نے بے اختیار ایک ہولناک چیخ ماری۔ کچھ صحرائی رہزن میرے قریب خیمہ زن تھے۔ وہ گھبرا گئے کہ شاید حکومت کی فوج آگئی ہے۔ بھاگتے ہوئے میرے پاس سے گزرے تو مجھے بے ہوش پڑا پایا۔ کہنے لگے ”اوہو یہ تو عبدالقادر دیوانہ ہے۔ اس اللہ کے بندے نے ہمیں خواہ مخواہ ڈرا دیا۔“

بے مثل استقامت

ہر قسم کے علومِ ظاہری وباطنی میں کامل دسترس اور کثرتِ مجاہدات وریاضت نے آپ ؓ کو نہ صرف استقامت کا پہاڑ بنا دیا تھا بلکہ حق وباطل اور نور وظلمت میں امتیاز کرنے کی تمیز کلی عطا کردی

تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ اس حقیقت سے پوری طرح آگاہ ہوگئے تھے کہ شریعتِ کاملہ میں قیامت تک تغیر وتبدل نہیں ہوسکتا۔ جو احکامِ شریعت کا مخالف ہو وہ بلا شبہ شیطان ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے شیخ ضیاء الدین ابونصر موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا: ایک دفعہ ایک بے آب و گیاہ بیابان میں پھر رہا تھا۔ پیاس سے زبان پر کانٹے پڑے ہوئے تھے۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ بادل کا ایک ٹکڑا میرے سر پر نمودار ہوا اور اس میں سے ٹپ ٹپ بوندیں گرنے لگیں۔ مجھے معلوم ہوگیا کہ یہ بارانِ رحمت ہے۔ چنانچہ بارش کے اس پانی سے میں نے اپنی پیاس بجھائی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

پھر میں نے دیکھا کہ ایک عظیم الشان روشنی نمودار ہوئی جس سے آسمان کے کنارے روشن ہوگئے۔ اس میں ایک صورت نمودار ہوئی اور مجھ سے مخاطب ہوکر کہا ''اے عبدالقادر! میں تیرا ربّ ہوں۔ میں نے تیرے لئے سب چیزیں حلال کر دی ہیں۔''

میں نے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھ کر اسے دھتکار دیا وہ روشنی فوراً ظلمت میں بدل گئی اور وہ صورت دھواں بن گئی۔ اس دھوئیں سے میں نے یہ آواز سنی ''اے عبدالقادر! خدا نے تم کو تمہارے علم کی بدولت میرے مکر سے بچا لیا ورنہ میں اپنے اس مکر سے ستّر صوفیا کو گمراہ کر چکا ہوں۔''

میں نے کہا بے شک میرے مولیٰ کریم کا کرم ہے جو میرے شاملِ حال ہے۔''

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا۔ یا حضرت آپ نے کیسے جانا کہ وہ شیطان ہے؟

فرمایا ''اس کے یہ کہنے سے کہ اے عبدالقادر میں نے حرام چیزیں تیرے لئے حلال کر دیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فحش باتوں کا حکم نہیں دیتا۔''

بُرجِ عجمی میں قیام

بغداد کے قریب ایک ویرانے میں ایک پرانا برج تھا۔ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس برج میں گیارہ برس تک ٹھہرا ہوں اور میرے اس طویل قیام کی وجہ سے ہی لوگ اسے عجمی

برج کہنے لگے۔ میں اس برج میں ہر وقت یادِ الٰہی میں مشغول رہتا۔ میں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ میں اس وقت تک نہ کھاؤں گا جب تک مجھے منہ میں کوئی لقمہ دے کر نہ کھلائے گا اور اس وقت تک پانی نہیں پیوں گا جب تک مجھے پانی نہ پلایا جائیگا۔ چنانچہ ایک دفعہ متواتر چالیس دن تک میں نے کچھ نہیں کھایا اور نہ پیا۔ چالیس دن کے بعد ایک شخص آیا اور روٹی اور سالن میرے سامنے رکھ کر چلا گیا۔ بھوک کی شدت کی وجہ سے میرے نفس نے چاہا کہ یہ کھانا کھا لے لیکن میرے ضمیر نے آواز دی خدا کی قسم میں اپنا عہد نہیں توڑوں گا اور جب تک مجھے کھانا کھلایا نہیں جائے گا نہیں کھاؤں گا، پھر میں نے اپنے اندر ایک شور سنا۔ جس سے ہائے بھوک ہائے بھوک کی آواز سنائی دیتی تھی۔ میں نے اسطرف کچھ التفات نہ کیا۔ اسی اثناء میں حضرت شیخ ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کا گزر ادھر سے ہوا ان کی فراست باطنی نے یہ شور سنا تو میرے قریب تشریف لائے اور پوچھا ''اے عبد القادر رضی اللہ عنہ یہ شور کیسا ہے''؟

میں نے کہا ''یہ خواہشِ نفس کا اضطراب ہے ورنہ روح تو مطمئن ہے اور یادِ الٰہی میں مشغول ہے''۔

انہوں نے کہا ''باب ازج تک آؤ کہ وہاں میرا گھر ہے'' یہ کہہ کر چلے گئے۔

میں نے دل میں کہا ''یہاں سے تو اب کسی بات ہی سے نکلوں گا''

ابھی میں یہی سوچ رہا تھا کہ خضر علیہ السلام کا نزول برج عجمی میں ہوا۔ آپ نے فرمایا ''اُٹھ اور ابو سعید (رحمۃ اللہ علیہ) کے گھر جا''

چنانچہ میں اُٹھ کھڑا ہوا اور شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پہنچا۔ وہ دروازے پر کھڑے میرا انتظار کر رہے تھے فرمانے لگے:

''عبد القادر کیا میرا کہنا کافی نہ تھا کہ خضر علیہ السلام کے کہنے کی ضرورت پڑی''۔ یہ کہہ کر مجھے گھر کے اندر لے گئے اور اپنے ہاتھ سے مجھے روٹی کھلائی حتیٰ کہ میں خوب سیر ہو گیا۔

باب 5

بیعت اور منتقلی امانتِ الٰہیہ

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے ورودِ بغداد کے وقت حضرت ابوالخیر حماد بن مسلم الدباس رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت قاضی ابوسعید مبارک مخزومی رحمتہ اللہ علیہ علومِ طریقت کے مُسلّم رہنما تھے۔ دونوں فقرائے کامل تھے۔ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ان دونوں بزرگوں سے بے شمار فیوض روحانی حاصل کئے لیکن ابھی بیعت وارادت کے رشتے میں منسلک ہونا باقی تھا۔ جب آٹھ سال کی طویل مدت میں ہر قسم کے علوم میں یکتا ہوگئے اور پھر پچیس سال کے بے مثال مجاہدات وریاضت کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو پورا تزکیۂ نفس حاصل ہوگیا تو وقت آگیا کہ آپ کا ہاتھ کسی پیرِ طریقت کے ہاتھ میں دے دیا جائے۔ چنانچہ منشائے الٰہی کے مطابق آپ حضرت قاضی ابوسعید مبارک مخزومی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کر کے ان کے حلقہ ارادت میں شامل ہوگئے۔

حضرت ابوسعید مبارک مخزومی رحمتہ اللہ علیہ جب سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے بیعت لے چکے تو ان کو اپنے ہاتھ سے کھانا کھلایا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''میرے شیخِ طریقت جو لقمہ میرے منہ میں ڈالتے تھے وہ میرے سینہ کو نورِ معرفت سے بھر دیتا تھا۔''

پھر حضرت شیخ ابوسعید مبارک رحمتہ اللہ علیہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو خرقہ ولایت پہنایا اور فرمایا:

''اے عبدالقادر (رضی اللہ عنہ) یہ خرقہ جناب سرورِ کائنات رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عطا فرمایا۔ انہوں نے خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اور ان سے دستِ بدست مجھ تک پہنچا۔''

یہ خرقہ زیبِ بدن کر کے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ پر بیش از بیش انوارِ الٰہی کا نزول ہوا۔

شیخ ابو سعید مبارک رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے اس عظیم المرتبت مرید پر بے حد ناز تھا۔ اللہ تعالیٰ نے خود انہیں اس شاگردِ رشید کے مرتبہ سے آگاہ کر دیا تھا۔ ایک دن حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ان کے پاس مسافر خانے میں بیٹھے تھے، کسی کام کیلئے اُٹھ کر باہر گئے تو قاضی ابو سعید مبارک رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

''اس جوان کے قدم ایک دن تمام اولیا اللہ کی گردن پر ہوں گے اور اس کے زمانے کے تمام اولیا اس کے آگے انکساری کریں گے۔''

باب 6

مسندِ تلقین وارشاد

دنیائے اسلام کی عمومی حالت

488ھ میں جب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ بغداد تشریف لائے دنیائے اسلام طرح طرح کے فتنوں کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی ۔ ایک طرف فتنہ خلقِ قرآن ، اعتزال اور باطنیت کی تحریکیں مسلمانوں کیلئے خطرہ ایمان بنی ہوئی تھیں ۔ دوسری طرف علما سو اور نام نہاد صوفی لوگوں کے دین وایمان پر ڈاکہ ڈال رہے تھے ۔ مرکزِ اسلام بغداد میں بدکاری' فسق' ریاکاری اور منافقت کا بازار گرم تھا۔ خلافتِ بغداد دن بدن زوال پذیر تھی ۔ سلجوقی آپس میں لڑ رہے تھے ۔ جس سلطان کی طاقت بڑھ جاتی بغداد میں اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا۔ عباسی خلیفہ دم نہ مار سکتا تھا۔ باطنیہ تحریک کے پیروؤں نے ملک میں اودھم مچا رکھا تھا۔ کسی اہلِ حق کی جان وعزت محفوظ نہیں تھی ۔

جب سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے 496ھ میں علوم کی تکمیل کی تو باطنیوں کا فتنہ عروج پر تھا۔ یہاں تک کہ حجاج کے قافلے بھی ان کی ستم رانیوں سے محفوظ نہیں تھے ۔ دوسری طرف پہلی صلیبی جنگ کا آغاز ہو چکا تھا اور تمام مسیحی دنیا کی متحدہ قوت نے عالمِ اسلام پر یلغار کر دی تھی ۔ یہ خلیفہ مستنصر باللہ کا دورِ حکومت تھا جو 487ھ سے 512ھ تک رہا۔ اس خلیفہ کی بیدار مغزی کی وجہ سے خود بغداد سیاسی لحاظ سے نسبتاً پُرسکون تھا اور یہی وقت تھا جب سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ تحصیلِ علم میں مشغول تھے ۔ 496ھ میں تکمیلِ علوم کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے علائقِ دنیوی سے قطع تعلق کر لیا اور

521ھ تک مجاہدات و ریاضات میں مشغول رہے۔ اس وقت دنیائے اسلام کی سیاسی ابتری میں کچھ کمی ہو گئی تھی لیکن عام لوگوں کا اخلاقی انحطاط انتہا کو پہنچ چکا تھا اور جو فتنے 488ھ میں چنگاری تھے وہ اب شعلہ بن چکے تھے۔ یہی وقت تھا جب سیدّنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فقر و طریقت سے آراستہ، مزاجِ شریعت سے آشنا اور کتاب و سنت کے علوم سے مسلح ہو کر میدانِ جہاد میں اترے اور مجالسِ تلقین و ارشاد اور اجتماعاتِ صلاح و ہدایت کے ذریعے باطل کیخلاف جنگ کا آغاز کر دیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت

مسندِ تلقین و ارشاد پر جلوہ افروز ہونے سے پہلے 16۔شوال 521ھ ہفتہ کے دن دوپہر کے وقت آپ نے خواب میں دیکھا کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں:

''اے عبدالقادر تم لوگوں کو گمراہی سے بچانے کیلئے وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے؟''

آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ایک عجمی ہوں۔ عرب کے فصحا کے سامنے کیسے بولوں۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اپنا منہ کھولو۔''

آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد کی تعمیل کی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا لعابِ دہن سات بار آپ رضی اللہ عنہ کے منہ میں ڈالا اور پھر حکم فرمایا

''جاؤ قوم کو وعظ و نصیحت کرو اور ان کو اللہ کے راستے کی طرف بلاؤ۔''

پہلا وعظ

خواب سے بیدار ہو کر آپ رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز پڑھی اور وعظ کیلئے بیٹھ گئے۔ اس وقت بہت

سے لوگ آپ ؓ کے گرد جمع ہو گئے۔ آپ کچھ جھجکے، یکا یک کشفی حالت طاری ہوئی۔ آپ ؓ نے دیکھا کہ بابِ فقر سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ آپ ؓ کے سامنے کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں ''وعظ شروع کیوں نہیں کرتے؟''

آپ نے عرض کیا ''ابا جان میں گھبرا گیا ہوں۔''

شیرِ خدا رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا ''اپنا منہ کھولو۔''

آپ ؓ نے اپنا منہ کھولا تو حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے اپنا لعابِ دہن چھ بار آپ کے منہ میں ڈالا۔

آپ ؓ نے عرض کیا ''یا حضرت آپ نے سات مرتبہ اپنے لعابِ دہن سے مجھے کیوں نہیں مشرف فرمایا؟''

شیرِ خدا رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا ''یہ ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پاسِ ادب ہے۔''

یہ فرما کر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تشریف لے گئے اور آپ ؓ نے وعظ کا آغاز کر دیا۔ لوگ آپ ؓ کی فصاحت و بلاغت دیکھ کر دنگ رہ گئے اور بڑے بڑے فصحا کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔

خلقت کا رجوع

ابتدا میں آپ ؓ نے درس و تدریس اور وعظ و ہدایت کا سلسلہ اپنے مرشد جناب ابو سعید مبارک مخزومی رحمتہ اللہ علیہ کے مدرسہ میں شروع کیا۔ سارا بغداد اور اطراف و اکناف کے لوگ آ کے مواعظِ حسنہ پر ٹوٹ پڑے اور آپ ؓ کی شہرت چند دنوں میں سارے عراق، شام، عرب اور عجم میں پھیل گئی۔ ہجومِ خلق کی وجہ سے مدرسے میں تِل دھرنے کی جگہ نہ رہتی اور لوگ مدرسہ کے باہر شارع عام پر بیٹھ جاتے۔ آخر 528ھ میں قرب و جوار کے مکانات شامل کر کے مدرسہ کو وسیع

کر دیا گیا۔ لیکن یہ وسیع و عریض عمارت بھی لوگوں کے بے پناہ ہجوم کا احاطہ نہ کر سکتی تھی اور آپ رضی اللہ عنہٗ کا منبر شہر سے باہر عید گاہ کے وسیع میدان میں رکھا جاتا تھا۔ حاضرینِ مجلس کی تعداد بسا اوقات ستر ہزار بلکہ اس سے بھی بڑھ جاتی تھی۔

آپ رضی اللہ عنہٗ کے مواعظ و خطبات قلم بند کرنے کیلئے ہر مجلس میں چار سو دواتیں ہوا کرتی تھیں اور دو قاری ہر مجلسِ وعظ میں قرآنِ کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہٗ کی عالمگیر شہرت دور دراز مقامات سے شائقین کو آپ کی مجالسِ وعظ میں کھینچ لاتی تھی۔ آپ عام طور پر ہفتہ میں تین بار وعظ فرمایا کرتے تھے، جمعۃ المبارک اور بدھ کی شام کو ایک سوموار کی صبح کو۔

ان پُر اثر مواعظِ حسنہ کا سلسلہ پورے چالیس برس یعنی 521ھ سے 561ھ تک جاری رہا۔

پُرنور خطبات

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ کا وعظ حکمت و دانش کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہوتا تھا۔ اس کی تاثیر کا یہ عالم ہوتا تھا کہ لوگوں پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ بعض لوگ جوش میں آ کر اپنے کپڑے پھاڑ ڈالتے تھے، بعض بے ہوش ہو جاتے تھے۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ مجلسِ وعظ میں ایک دو آدمی غشی کی حالت میں واصل بحق ہو گئے۔ اکثر اوقات غیر مسلم بھی آپ رضی اللہ عنہٗ کی مجالسِ وعظ میں شرکت کرنے آتے آپ رضی اللہ عنہٗ کا وعظ سن کر انہیں کلمہ شہادت پڑھ لینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہتا۔ جو گمراہ مسلمان آپ رضی اللہ عنہٗ کا وعظ سن لیتا صراطِ مستقیم اختیار کر لیتا۔ مشہور ہے کہ آپ رضی اللہ عنہٗ کی مجلس وعظ کی اثر انگیزی سے ان کے لباس اور ٹوپیاں شعلہ فروزاں بن جاتیں اور شدتِ جذبات سے ان میں اضطراب بپا ہو جاتا۔

آپ رضی اللہ عنہٗ کی آواز نہایت کڑک دار تھی جسے دور نزدیک بیٹھنے والے تمام لوگ یکساں سنتے تھے۔ ہیبت کا یہ عالم تھا کہ دورانِ وعظ کسی کی مجال نہ تھی کہ بات کرے، ناک صاف کرے، تھوکے یا

ادھر اُدھر اٹھ کر جائے۔ وعظ قدرے سرعت سے فرماتے تھے کیونکہ الہاماتِ ربانی کی بے پناہ آمد ہوتی تھی۔ اس دور کے اکثر نامور مشائخ آپ رضی اللہ عنہ کی مجالسِ وعظ میں شریک ہوتے تھے۔ مجالسِ وعظ میں بکثرت کرامات آپ رضی اللہ عنہ سے ظاہر ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے مواعظ دلوں پر بجلی کا اثر کرتے تھے۔ ان میں بیک وقت شوکت وعظمت بھی تھی اور دلآویزی اور حلاوت بھی۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نائبِ خاص تھے، عارفِ کامل مکمل نور الہدیٰ تھے اس لئے ہر وعظ سامعین کے حالات وضروریات کے مطابق ہوتا تھا۔

لوگ جب بغیر پوچھے اپنے شبہات اور قلبی امراض کا جواب پاتے تھے تو ان کو روحانی سکون حاصل ہو جاتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے مواعظِ حسنہ کے الفاظ آج بھی دلوں میں حرارت پیدا کر دیتے ہیں اور ان میں بے مثال تازگی اور زندگی محسوس ہوتی ہے۔

نورِ فقر کا فیضِ عام

آپ رضی اللہ عنہ کے شاگرد شیخ عبداللہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مواعظِ حسنہ سے متاثر ہو کر ایک لاکھ سے زائد فاسق وفاجر اور بداعتقاد لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر توبہ کی اور ہزارہا یہودی اور عیسائی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے خود ایک موقعہ پر فرمایا:

''میری آرزو ہوتی ہے کہ ہمیشہ خلوت گزیں رہوں، دشت وبیاباں میرا مسکن ہوں، نہ مخلوق مجھے دیکھے نہ میں اس کو دیکھوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی بھلائی منظور ہے۔ میرے ہاتھ پر پانچ ہزار سے زائد عیسائی اور یہودی مسلمان ہو چکے ہیں اور ایک لاکھ سے زیادہ بدکار اور فسق وفجور میں مبتلا لوگ توبہ کر چکے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے۔''

تمام مؤرخین متفق ہیں کہ بغداد کے باشندوں کا بڑا حصہ آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر توبہ سے مشرف

ہوا اور نہایت کثرت سے عیسائی، یہودی اور دوسرے غیر مذاہب کے لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے۔
آپ رضی اللہ عنہٗ کی کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی جس میں بدکار لوگ آپ رضی اللہ عنہٗ کے ہاتھ پر تائب نہ ہوتے ہوں یا غیر مسلم دینِ حق کی آغوش میں نہ آتے ہوں۔

ایک دفعہ آپ رضی اللہ عنہٗ کی مجلسِ وعظ میں عرب کے تیرہ عیسائیوں نے اسلام قبول کیا اور پھر بیان کیا کہ کچھ عرصہ سے اسلام کی طرف مائل تھے لیکن کسی مردِ حق کی جستجو میں تھے جو ہمارے قلوب کی سیاہی بالکل دھوڈالے۔ ایک دن ہمیں غیب سے آواز آئی:

''تم لوگ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کے پاس بغداد جاؤ وہ تمہیں مشرف بہ اسلام کر کے تمہارے سینوں میں نورِ ایمان بھر دیں گے۔''

چنانچہ ہم اسی غیبی اشارہ کے تحت بغداد آئے اور الحمدللہ کہ ہمارے سینے نورِ ہدایت سے معمور ہوگئے۔

اسی طرح ایک دفعہ ایک عیسائی راہب آپ رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کا نام سنان تھا۔ صحائفِ قدیمہ کا زبردست عالم تھا۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہٗ کے دستِ حق پر اسلام قبول کیا اور پھر مجمع عام میں کھڑے ہو کر بیان کیا:۔

''صاحبو! میں ارضِ یمن کا رہنے والا ہوں۔ مدت سے دنیا سے قطع تعلق کر کے راہبانہ زندگی گزار رہا تھا۔ کچھ عرصہ سے مجھ پر دینِ اسلام کی حقانیت روشن ہوگئی تھی لیکن اس دین کے پیروؤں کی عام اخلاقی حالت دیکھ کر قبولِ اسلام میں متردّد تھا۔ میں نے عہد کیا تھا کہ اہلِ اسلام سے جو شخص سب سے زیادہ متقی اور صالح دیکھوں گا اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گا۔ ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں ''اے سنان! بغداد جا کر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو۔ اس وقت کرۂ ارض پر ان سے بڑھ کر کوئی شخص متقی اور صالح نہیں ہے اور اس وقت وہ تمام اہلِ زمین سے افضل ہیں۔'' چنانچہ جناب مسیح علیہ اسلام کے اس ارشاد کے مطابق میں سیدھا حضرت کی خدمت میں آیا اور الحمدللہ

جیسا سنا تھا ان کو ویسا ہی پایا۔‘‘

شیخ موفق الدین ابن قدامہ مغنی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے ’’میں نے کسی شخص کی آپ سے بڑھ کر تعظیم و تکریم ہوتے نہیں دیکھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی مجالس وعظ میں بادشاہ‘ وزراء اور امرا نیازمندانہ حاضر ہوتے تھے اور عام لوگوں کے ساتھ مؤدبانہ اور خاموش بیٹھ جاتے تھے علما اور فقہا کا تو کچھ شمار ہی نہ تھا۔‘‘

اپنے وعظ میں مطلق کسی کی رورعایت نہیں رکھتے تھے اور جو بات حق ہوتی برملا کہہ دیتے خواہ اس کی زد کسی بڑے سے بڑے آدمی پر پڑتی۔ آپ کی اسی بے باکی اور اعلائے کلمۃ الحق اور بے مثال جرأت کی وجہ سے آپ کے مواعظ ایسی شمشیر بن گئے تھے جو معصیت وطغیان کے جھاڑ جھنکار کو ایک ہی وار میں قطع کر دے۔

ایک دفعہ خلیفہ کے محلات کا ناظم عزیز الدین آپ کی مجلس میں بڑے تزک واحتشام کے ساتھ آیا۔ یہ شخص خلیفہ کا معتمد خاص اور مقرب تھا اور بڑا صاحبِ اثر امیر تھا۔ اس کے آتے ہی آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی تقریر کا موضوع بدل دیا اور اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ’’تم سب کی یہ حالت ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کی بندگی کرتا ہے اللہ کی بندگی کون کرتا ہے۔‘‘

اس کے بعد آپ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا:

’’کھڑا ہو۔ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھ دے تاکہ اس فانی گھر یعنی دنیا سے بھاگ کر رب العالمین کی طرف لپکیں اور اس کی رسی کو تھام لیں عنقریب تجھ کو خدا کی طرف لوٹنا ہوگا اور وہ تیرے اعمال کا محاسبہ کرے گا۔‘‘

غرض وعظ ونصیحت میں آپ رضی اللہ عنہ کی بے باکی بے مثال تھی۔ بعض اوقات اس میں نہایت تیزی اور تُندی پیدا ہو جاتی تھی۔ آپ فرماتے تھے کہ لوگوں کے دلوں پر میل جم گیا ہے جب تک اسے زور سے رگڑا نہیں جائے گا‘ دور نہ ہوگا‘ میری سخت کلامی انشاء اللہ ان کے لئے آبِ حیات ثابت ہوگی۔ ایک دفعہ اپنے وعظ کے متعلق آپ نے فرمایا:

''میرا وعظ کے منبر پر بیٹھنا تمہارے قلوب کی اصلاح وتطہیر کے لئے ہے نہ کہ الفاظ کے الٹ پھیر اور تقریر کی خوشنمائی کے لئے ہے۔ میری سخت کلامی سے مت بھاگو کیونکہ میری تربیت اس نے کی ہے جو دینِ الٰہی میں سخت تھا۔ میری تقریر بھی سخت ہے اور کھانا بھی سخت ہے اور روکھا سوکھا ہے پس جو مجھ سے اور میرے جیسے لوگوں سے بھاگا اس کو فلاح نصیب نہیں ہوئی۔ جن باتوں کا تعلق دین سے ہے' ان کے متعلق جب تو بے ادب ہے تو میں تجھ کو چھوڑوں گا نہیں اور نہ یہ کہوں گا کہ اس کو کئے جا۔ تو میرے پاس آئے یا نہ آئے پرواہ نہ کروں گا۔ میں قوت کا خواہاں اللہ تعالیٰ سے ہوں نہ کہ تم سے۔ میں تمہاری گنتی اور شمار سے بے نیاز ہوں۔''

باب 7

محیّ الدین

سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو دنیائے اسلام میں ''محیّ الدین'' کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا سب سے بڑا کارنامہ یہی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے احیائے اسلام کے لئے بے مثال جدوجہد فرمائی۔ مجلس وعظ ہو یا خانقاہ کی خلوت' مدرسہ کے اوقاتِ درس وتدریس ہوں یا مسندِ تلقین وارشاد ہر جگہ آپ رضی اللہ عنہ کی جدوجہد احیائے دین کے محور کے گرد گھومتی تھی۔ اسلام کی اس وقت کیا حالت تھی اس کا اندازہ آپ کے ان ملفوظات سے لگایا جا سکتا ہے۔

فرمایا ''لوگو! اسلام رو رہا ہے اور ان فاسقوں' بدنیتوں' گمراہوں' مکر کے کپڑے پہننے والوں اور ایسی باتوں کا دعویٰ کرنے والوں کے ظلم سے، جو ان میں موجود نہیں ہیں، اپنے سر کو تھامے ہوئے فریاد مچا رہا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دین کی دیواریں پے بہ پے گر رہی ہیں اور اس کی بنیاد گری جاتی ہے۔ اے باشندگان زمین آؤ اور جو گر گیا ہے اس کو مضبوط کر دیں اور جو ڈھے گیا ہے اس کو درست کر دیں یہ چیز ایک سے پوری نہیں ہوتی۔ اے سورج! اے چاند اور اے دن تم سب آؤ۔''

اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف آپ نے لوگوں کو اس طرح بلایا:

''اے اہل بغداد تمہارے اندر نفاق بڑھ گیا ہے اور اخلاص کم ہو گیا ہے۔ باتیں زیادہ ہیں اور

کام کچھ بھی نہیں۔ جان لو کہ عمل کے بغیر قول کسی کام کا نہیں بلکہ وہ تمہارے خلاف حجت ہے۔ قول بلا عمل ایسا خزانہ ہے جو خرچ نہیں کیا جاتا۔ وہ محض دعویٰ ہے گو دلیل کے بغیر وہ ایک ڈھانچہ ہے روح کے بغیر، روح تو توحید و اخلاص اور کتاب و سنت پر عمل کرنے سے آتی ہے۔ تمہارے اعمال بے روح ہو چکے ہیں۔ غفلت چھوڑ دو اور آؤ خدا کی طرف پلٹو۔ اس کے احکام کی تعمیل کرو اور اس کے ممنوعات سے بچو۔''

ایک موقع پر آپ نے فرمایا ''یہ آخری زمانہ ہے نفاق کی گرم بازاری ہے اور میں اس طریقے کو قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں جس پر جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کے صحابہؓ اور تابعینؒ رہے ہیں۔ اس دور میں لوگ دولت کے پجاری بن گئے ہیں وہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح بن گئے ہیں کہ ان کے دل میں گئوسالے کی محبت رچ گئی تھی اور اس زمانہ کا گئوسالہ درہم و دینار بن گئے ہیں۔ تجھ پر افسوس ہے کہ تو اس دنیا کے بادشاہ سے جاہ و مال کا طالب بنا ہوا ہے حالانکہ عنقریب وہ معزول ہو جائے گا یا مر جائے گا' اسکا مال' ملک و جاہ سب جاتا رہے گا اور ایک ایسی قبر میں جا بسے گا جو تاریکی، تنہائی اور حشرات الارض کا گھر ہے۔ فانی بادشاہ پر مت بھروسہ کر' ورنہ تیری توقع نامراد رہے گی اور مدد منقطع ہو جائے گی۔ بھروسے کے لائق تو صرف ذاتِ الٰہی ہے جو کائنات کی خالق ہے اور جس کو فنا نہیں۔''

غرض آپ کی عدیم المثال جدوجہد نے مردہ دلوں کے لئے مسیحائی کا کام کیا اور لاکھوں انسانوں کو نئی ایمانی زندگی عطا کی۔ آپ کا وجود مبارک ایک بادِ بہاری تھا جس نے دنیائے اسلام میں ایمان اور روحانیت کی حیات تازہ پیدا کر دی۔ دینِ حق غالب ہو گیا اور باطل سرنگوں ہو گیا اور یہی آپ کا وہ کارنامہ عظیم ہے جس کی بدولت آپ کو ''محیّ الدین'' کہا جاتا ہے۔

لقب محیّ الدین سے مُلقّب ہونا

ایک دفعہ سیّدنا غوث الاعظمؓ سے کسی نے پوچھا ''آپ محیّ الدین کے لقب سے کیسے مشہور

ہوئے؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے جواب میں اپنا ایک عجیب مکاشفہ بیان فرمایا :

''ایک دن میں بغداد سے باہر گیا ہوا تھا۔ واپس آیا تو راستے میں ایک بیمار اور خستہ حال شخص کو دیکھا جو ضعف ولاغری کے سبب چلنے سے عاجز تھا۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو کہنے لگا ''اے شیخ مجھ پر اپنی توجہ کر اور اپنے دمِ مسیحا نفس سے مجھے قوت عطا کر۔'' میں نے بارگاہِ رب العزت میں اس کی صحت یابی کے لئے دعا مانگی اور پھر اس پر دم کیا۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے اس شخص کی لاغری اور نقاہت یک لخت دور ہوگئی اور وہ تندرست وتوانا ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا ''عبدالقادر (رضی اللہ عنہ) مجھے پہچانا؟'' میں نے کہا ''نہیں'' وہ بولا ''میں تمہارے نانا کا دین ہوں اور ضعف کی وجہ سے میری یہ حالت ہوگئی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے تیرے ذریعے سے مجھے حیاتِ تازہ عطا کی ہے تو ''محیّ الدین'' ہے اور اسلام کا مصلحِ اعظم ہے۔''

''میں اس شخص کو چھوڑ کر بغداد کی جامع مسجد کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک شخص ننگے پاؤں بھاگتا ہوا میرے پاس سے گزرا اور بلند آواز سے پکارا ''سیّدی محیّ الدین''۔ میں حیران رہ گیا پھر میں نے مسجد میں جا کر دوگانہ ادا کیا جونہی میں نے سلام پھیرا میرے چاروں طرف لوگ انبوہ در انبوہ جمع ہو گئے اور محیّ الدین' محیّ الدین کے فلک شگاف نعرے لگانے لگے۔ اس سے پہلے کبھی کسی نے مجھے اس لقب سے نہیں پکارا تھا۔''

یہ مکاشفہ تو اپنی جگہ پر ہے لیکن اس حقیقت سے کسی صورت میں انکار نہیں کیا جا سکتا کہ آپ رضی اللہ عنہ واقعی ''محیّ الدین'' ثابت ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بے غرضی' بے نفسی' دردمندی' اخلاص' خشیتِ الٰہی' پُر تاثیر شخصیت' پُر اثر کلام اور احیائے اسلام کی بے پناہ تڑپ کی بدولت دینِ حق کو حیات تازہ ملی اور آپ رضی اللہ عنہ کا یہ عظیم الشان کارنامہ نصف النہار کے آفتاب کی طرح روشن ہے۔ راہِ حق میں آپ رضی اللہ عنہ کی محیر العقول خدمات دیکھ کر انسان انگشتِ بدنداں ہو جاتا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کا ''محیّ الدین'' ہونا کسی دلیل کا محتاج نہیں رہتا۔

باب 8

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا مرتبہ سُلطانُ الفقر

آسمانوں پر آپ رضی اللہ عنہ ''بازِ اشہب'' زمین پر ''محی الدین'' کے لقب سے مشہور ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو ''غوث الاعظم'' کے لقب سے ملقب فرمایا۔ صوفیا یا اولیا کرام میں سب سے بلند مرتبہ اور مقام عارفین کو حاصل ہے۔ جو مقام اللہ پاک کی بارگاہ میں عارف کو حاصل ہوتا ہے کسی اور ولی کو حاصل نہیں ہوتا لیکن عارفین میں بھی بلند ترین مقام ''سلطان الفقر'' کا ہے۔ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ''سلطان الفقر'' کے مرتبہ پر فائز ہیں۔ مرتبہ سلطان الفقر کے بارے میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

- بدان کہ چوں نورِ احدی از حجلۂ تنہائی وحدت بر مظاہر کثرت ارادہ فرمود، حسنِ خود را جلوہ بصفائی گرم بازاری نمود۔ بر شمعِ جمال پروانۂ کونین بسوزید و نقابِ میمِ احمدی پوشیدہ صورتِ احمدی گرفت و از کثرتِ جذبات و ارادات، ہفت بار بر خود بجنبید و ازاں ہفت ارواحِ فقراء باصفا 'فَنَا فِی اللّٰہ' 'بَقَا بِاللّٰہ' محوِ خیالِ ذات، ہمہ مغز بے پوست، پیش از آفرینشِ آدم علیہ السلام ہفتاد ہزار سال غرقِ بحرِ جمال بر شجرِ مرآۃ الیقین پیدا شدند۔ بجز ذاتِ حق از ازل تا ابد چیزے ندیدند و ماسویٰ اللہ گاہے نشنیدند، بحریمِ کبریا دائم بحر الوصالِ لازوال، گاہے جسدِ نوری

پوشیدہ بہ تقدیس وتنزیہہ می کوشیدند و گاہے قطرہ در بحر و گاہے بحر در قطرہ، ورِدائے فیضِ عطا ''اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ'' بر ایشان۔ پس بحیاتِ ابدی و تاجِ عزّ سرمدی ''اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ اِلٰی رَبِّهٖ وَلَا اِلٰی غَیْرِهٖ'' معزز ومکرم، از آفرینشِ آدم علیہ السلام وقیامِ قیامت ہیچ آگاہی ندارند وقدمِ ایشاں بر سرِ جملہ اولیاء وغوث وقطب۔ اگر آنہارا خدا خوانی بجا و اگر بندۂ خدا دانی روا۔ عَلِمَ مَنْ عَلِمَ، مقامِ ایشان حریمِ ذاتِ کبریا و از حق ماسوی الحق چیزے ناطلبیدند و بدنیائے دنی ونعیمِ اخروی، حور وقصورِ بہشت، بکرشمۂ نظر ندیدند و ازاں یک لمعہ کہ موسیٰ علیہ السلام در سراسیمگی رفتہ وطور درہم شکستہ، در ہر لمحہ وطرفتہ العین ہفتاد ہزار بار لمعاتِ جذباتِ انوارِ ذات بر ایشاں وارد و دم نہ زدند و آہے نہ کشیدند و هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ می گفتند۔ وایشاں سلطان الفقر و سیّد الکونین اند۔ (رسالہ روحی شریف)

ترجمہ: جان لے جب نورِ احدی نے وحدت کے گوشۂ تنہائی سے نکل کر کائنات (کثرت) میں ظہور کا ارادہ فرمایا، تو اپنے حسن کی تجلّی کی گرم بازاری سے (تمام عالموں کو) رونق بخشی، اس کے حسنِ بے مثال اور شمعِ جمال پر دونوں جہان پروانہ وار جل اٹھے اور میمِ احمدی کا نقاب اوڑھ کر صورتِ احمدی اختیار کی پھر جذبات اور ارادات کی کثرت سے سات بار جنبش فرمائی جس سے سات ارواحِ فقراء باصفا فنافی اللہ بقاباللہ تصورِ ذات میں محو، تمام مغز بے پوست حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ستر ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ کے جمال کے سمندر میں غرق، آئینہ یقین کے شجر پر رونما ہوئیں۔ انہوں نے ازل سے ابد تک ذاتِ حق کے سوا کسی چیز کی طرف نہ دیکھا اور نہ غیرِ حق کو کبھی سنا۔ وہ حریمِ کبریا میں ہمیشہ وصال کا ایسا سمندر بن کر رہیں جسے کوئی زوال نہیں، کبھی نوری جسم کے ساتھ تقدیس وتنزیہہ میں کوشاں رہیں اور کبھی قطرہ سمندر میں اور کبھی سمندر قطرہ میں، اور اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ[1] کے فیض کی چادر ان پر ہے۔ پس انہیں ابدی زندگی حاصل ہے اور وہ اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ اِلٰی رَبِّهٖ وَلَا اِلٰی غَیْرِهٖ[2] کے جاودانی عزت کے تاج سے معزز ومکرم ہیں۔ انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش

[1] جہاں فقر کی تکمیل ہوتی ہے وہیں اللہ ہے۔ [2] وہ نہ تو اپنے ربّ کے محتاج ہیں نہ ہی اس کے غیر کے۔

اور قیامِ قیامت کی کچھ خبر نہیں ۔ ان کا قدم تمام اولیا اللہ غوث وقطب کے سر پر ہے ۔ اگر انہیں خدا کہا جائے تو بجا ہے اور اگر بندۂ خدا کہا جائے تو بھی روا ہے ۔ اس راز کو جس نے جانا اس نے ان کو پہچانا۔ اُن کا مقام حریمِ ذاتِ کبریا ہے ۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سوائے اللہ تعالیٰ کے کچھ نہ مانگا، حقیر دنیا اور آخرت کی نعمتوں حور وقصور اور بہشت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا اور جس ایک تجلّی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سراسیمہ ہو گئے اور کوہِ طور پھٹ گیا تھا، ہر لمحہ وہر پل جذباتِ انوارِ ذات کی ویسی تجلیات ستر ہزار باران پر وارد ہوتی ہیں لیکن وہ نہ دم مارتے ہیں اور نہ آہیں بھرتے ہیں بلکہ مزید تجلیات کا تقاضا کرتے رہتے ہیں ۔ وہ سلطان الفقر اور سیّد الکونین ہیں ۔

یہ مبارک ارواح سات ہیں ان کے ناموں کا انکشاف کرتے ہوئے حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ یکے روحِ خاتونِ قیامت (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا)۔ یکے روحِ خواجہ حسن بصری (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ)۔ یکے روحِ شیخِ ما، حقیقت الحق، نورِ مطلق، مشہود علی الحق، حضرت سید محیُ الدین عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) و یکے روحِ سلطان انوار، سرّ السرمد حضرت پیر عبد الرّزاق فرزندِ حضرت پیر دستگیر (قدس سرّہ العزیز) و یکے روحِ چشمۂ چشمانِ ھاھُویّت، سرِّ اسرارِ ذاتِ یاھُو، فنا فی ھُو فقیر باھُو (قُدِّسَ اللّٰہ سِرُّہٗ) (رسالہ روحی شریف)

ترجمہ: ان میں ایک خاتونِ قیامت (فاطمتہ الزہرا) رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روح مبارک ہے ۔ ایک حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مبارک ہے ۔ ایک ہمارے شیخ، حقیقتِ حق، نورِ مطلق، مشہود علی الحق حضرت سیّد محی الدین عبد القادر جیلانی محبوبِ سبحانی قدس سرہٗ العزیز کی روح مبارک ہے ۔ اور ایک سلطان انوار سرّ السرمد حضرت پیر عبد الرزاق فرزندِ حضرت پیر دستگیر (قدس سرہٗ العزیز) کی روح مبارک ہے ایک ھاھویت کی آنکھوں کا چشمہ سرّ اسرار ذاتِ یاھُو فنا فی ھُو فقیر باھُو (قدس سرہ العزیز) کی روح مبارک ہے ۔

❁ دو دیگر ارواح کے بارے میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و دو روحِ دیگر اولیاء۔ بحُرمتِ یمنِ ایشاں قیامِ دارین۔ تا آنکہ آں دو روح از آشیانۂ وحدت بر مظاہرِ کثرت نخواہند پرید، قیامِ قیامت نخواہد شد۔ سراسر نظرِ ایشاں نورِ وحدت و کیمیائے عزت بہر کس پر توءِ عنقائے ایشاں افتاد، نورِ مطلق ساختند، احتیاجِ بریاضت و ورد اوراد ظاہری طالبان را نہ پرداختند۔ (رسالہ روحی شریف)

ترجمہ: اور دو ارواح دیگر اولیا کی ہیں۔ اِن ارواح مقدسہ کی برکت وحرمت سے ہی دونوں جہان قائم ہیں۔ جب تک یہ دونوں ارواح وحدت کے آشیانہ سے نکل کر عالمِ کثرت میں نہیں آئیں گی قیامت قائم نہیں ہوگی۔ ان کی نظر سراسر نورِ وحدت اور کیمیائے عزت ہے۔ جس طالب پر ان کی نگاہ پڑ جاتی ہے وہ مشاہدہ ذاتِ حق تعالیٰ ایسے کرنے لگتا ہے گویا اس کا سارا وجود مطلق نور بن گیا ہو۔ انہیں طالبوں کو ظاہری ورد وظائف اور چلہ کشی کی مشقت میں ڈالنے کی حاجت نہیں ہے۔ (رسالہ روحی شریف تصنیف سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ)

باب 9

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا قدم تمام اولیا کی گردن پر ہے

آپ رضی اللہ عنہ صورت وسیرت میں جمال رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پرتو تھے۔ایک روز وعظ کے دوران آپ رضی اللہ عنہ کو حکمِ الٰہی ہوا اور اس کے تحت آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ''قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ'' یعنی میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔اس وقت بیسیوں بلند پایہ مشائخ عظام آپ کی محفل میں حاضر تھے۔جن میں سب سے پہلے یہ فرمان سن کر حضرت شیخ علی بن الہیتی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے قدم مبارک کو اپنی گردن پر رکھنے کی سعادت حاصل کی اور پھر مجلس میں موجود تمام اولیا نے اپنی گردنیں جھکا دیں اور یہی فرمان کائنات میں موجود تمام اولیا اولین وآخرین نے سنا اور اپنی گردنیں جھکاتے ہوئے کہا نَعَمْ یَا شَیْخُ وَلِمَنْ قَالَ (اے شیخ آپ کا ارشاد سر آنکھوں پر)۔

آپ رضی اللہ عنہ کے اس مرتبے کا فیصلہ بارگاہِ الٰہی میں ازل سے کر دیا گیا تھا اور اولیا کو اس کی اطلاع آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت سے قبل ہی دے دی گئی تھی۔اس لیے کسی کی یہ بدگمانی کہ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ قول نعوذ باللہ تکبر یا کسی نفسانی تحریک پر مبنی تھا' سراسر جہالت ہے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کے مقامِ ولایت پر تکبر یا نفسانی خواہشات کی رمق بھی موجود نہیں رہتی بلکہ اس مقام پر اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ (جہاں فقر

کی تکمیل ہوتی ہے وہیں اللہ ہوتا ہے) کے مصداق ان کے وجود میں سوائے خدا کے کچھ باقی نہیں رہتا۔اس لیے یہ کلام بھی بندے کا اپنا نہیں بلکہ اللہ کا تھا۔

قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ سے مراد صرف یہ ہی نہیں کہ آپ رضی اللہ عنہٗ کا مرتبہ تمام اولیاء سے بلند تر ہے بلکہ یہ بھی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہٗ کا طریقہ اور سلسلہ بھی تمام سلاسلِ طریقت سے بلند تر ہے بلکہ تمام سلاسل اسی طریقے سے فیض حاصل کرتے ہیں۔اس قول سے یہ بھی مراد ہے کہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے ولایت وفقر کے تمام خزانوں کے مالک اور مختار ہیں اور آپ رضی اللہ عنہٗ کی اجازت اور مہربانی کے بغیر کوئی انسان ولایت اور فقر کے ادنیٰ مراتب کو بھی نہیں پا سکتا۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ جو سلسلہ سہروردیہ کے امام ہیں، فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا سے پوچھا کہ اے چچا آپ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کا اس قدر کیوں ادب کرتے ہیں؟ فرمایا ''میں ان کا ادب کیوں نہ کروں جبکہ اللہ نے ان کو تصرفِ کامل عطا فرمایا ہے۔ عالمِ ملکوت پر بھی ان کو فخر حاصل ہے۔میرے کیا تمام اولیا اللہ کے احوال ظاہری و باطنی پر ان کو قابو دیا گیا ہے جس کو چاہے روک لیں جس کو چاہیں چھوڑ دیں''

اطاعتِ فرمانِ غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ ''قَدَمِیْ ھٰذِہٖ'' کی اطاعت میں ان کے دور میں موجود اولیا اللہ نے تو جہاں جہاں وہ موجود تھے، گردن جھکالی اور دیگر اولیا کی ارواحِ مبارکہ نے روحانی طور پر آپ رضی اللہ عنہٗ کی مجلس میں حاضر ہو کر آپ رضی اللہ عنہٗ کے فرمان کی اطاعت کی۔شیخ ابوالحسن الشطنوفی الشافعی رحمتہ اللہ علیہ بہجۃ الاسرار میں شیخ ابو سعید قیلوی رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے سے مستند روایت نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ''جب شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ نے یہ ارشاد فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہٗ کے قلب پر تجلی فرمائی اور آپ رضی اللہ عنہٗ کے پاس رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے ملائکہ مقربین کی جماعت کے ہاتھوں خلعت پہنچی جسے آپ رضی اللہ عنہٗ نے تمام اولیائے متقدمین ومتاخرین کی موجودگی میں زیبِ تن فرمایا۔ظاہری حیات کے دور والے بزرگ اجسام کے ساتھ حاضر تھے اور

اس جہان سے رخصت ہو جانے والے ارواح کے ساتھ حاضر تھے۔ ملائکہ کرام اور رجال الغیب نے آپ رضی اللہ عنہ کی مجلس کو گھیرے میں لے رکھا تھا اور فضا میں صفیں باندھ کر کھڑے تھے یہاں تک کہ آسمان کے کنارے ان کے اژدھام کی وجہ سے بھر گئے اور روئے زمین پر کوئی ایسا ولی نہ رہا جس نے گردن نہ جھکائی ہو۔'' (بہجۃ الاسرار)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب ''زبدۃ الاسرار'' میں ارشادِ غوثیہ میں تمام اولیا کرام' خواہ وہ گزرے زمانے میں ہوں یا آنے والے زمانے میں' کے شامل ہونے کے متعلق لکھتے ہیں ''اور یہ بات ثابت ہے کہ حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اپنے فرمان میں صادق اور مامور من اللہ ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان اولیائے کرام کے ہر فرد کو شامل ہے۔ اس میں اہلِ زمان کی کوئی تخصیص نہیں۔ ویسے بھی تمام اہلِ زمان پر آپ رضی اللہ عنہ کی فضیلت متفق علیہ ہے۔''

سلسلہ چشتیہ کے شیخ محمد اکرم صابری چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی معتبر اور مستند کتاب ''اقتباس الانوار'' میں انہوں نے حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے سے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ارشاد قَدَمِی ھٰذِہٖ کی اطاعت میں تمام اولیائے متقدمین و متاخرین کے شمول کو ثابت کیا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں ''رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ملائکہ مقربین کی جماعت کے ہاتھوں اولیائے متقدمین کی موجودگی میں آپ رضی اللہ عنہ کو یہ خلعت پہنائی۔ جو اولیا کرام حیاتِ ظاہری سے موجود تھے وہ اپنے اجسام کے ساتھ حاضر تھے اور جو وصال فرما چکے تھے وہ اپنی ارواحِ طیبہ کے ساتھ حاضر تھے۔'' (اقتباس الانوار۔ صفحہ 82،81 مطبع اسلامیہ لاہور)

جنات کی اطاعت

حضرت شیخ ماجد رحمتہ اللہ علیہ الکروی کا بیان ہے ''جب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے یہ اعلان فرمایا کہ ان کا قدم تمام اولیا کی گردن پر ہے تو روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہ تھا جس نے

آپ رضی اللہ عنہ کی تائید نہ کی ہو۔ انسانوں کے علاوہ صالح جنات نے بھی تواضع اور آپ رضی اللہ عنہ کے مرتبے کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی گردنیں جھکا دیں۔ اس وقت دنیائے جنات کے صالح افراد آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو ہدیہ سلام پیش کیا۔"

ہم عصر اولیا کی اطاعت

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے دور میں اولیا اللہ کی کثیر تعداد موجود تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی برکت سے جس رات آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی اسی رات کم وبیش گیارہ سو اولیا اللہ مرد حضرات کی پیدائش ہوئی۔ جس وقت آپ رضی اللہ عنہ نے دورانِ وعظ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰه کے الفاظ ادا فرمائے تو دور و نزدیک موجود ہر ولی اللہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے فرمان کی اطاعت میں گردن جھکا دی۔ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مناقب واحوال اور حیات پر لکھی گئی کتابوں میں کئی اولیا اللہ کے بیانات موجود ہیں جن میں انہوں نے اس فرمان کے وقت اپنی اطاعت کا احوال بیان کیا ہے۔ حافظ ابوالعز بن حرب بغدادی کا بیان ہے کہ ایک بار ہم چند افراد حلب میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خانقاہ میں حاضر ہوئے تو اس وقت علما کی ایک جماعت آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھی۔ ان مشائخ میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ ابو نجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ ایسے جید بزرگان موجود تھے جن میں ہر ایک آسمانِ ولایت کا آفتاب ومہتاب تھا۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ منبر پر جلوہ افروز تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک آپ رضی اللہ عنہ پر حالتِ کشف طاری ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے کیفیتِ جذب میں بحکمِ الٰہی ارشاد فرمایا قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰه۔ جہاں ان اصحابِ علم وفضل اور اولیا اللہ نے آپ رضی اللہ عنہ کا یہ حکم سن کر سر تسلیم خم کر لیا وہیں دنیا کے ہر خطے اور گوشے میں موجود جملہ اولیا' قطب' ابدال اور غوث نے آپ رضی اللہ عنہ کی آواز سن لی۔ اس وقت نامور بزرگ شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ بن الہیتی بھی وہیں مجلس میں موجود تھے، جو فوراً اپنی جگہ سے اُٹھے' منبر تک پہنچے اور حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کا قدم

اپنی گردن پر رکھ لیا۔ جملہ حاضرین نے بھی آپ کی تقلید کی۔

حضرت شیخ ابونجیب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا سر جھکا دیا قریب تھا کہ آپ کی پیشانی زمین پر جا لگے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے زبان سے تین بار کہا ''میرے سر پر میری آنکھوں پر''۔

حضرت شیخ رغبت رجی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ جس دن شیخ سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰه کا اعلان فرمایا تو وہ دمشق میں شیخ ارسلان کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان سنا اور فوراً گردن جھکا لی اور اپنے دوستوں کو صورتحال سے آگاہ کیا۔ شیخ ابو یوسف انصاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ رغبت رجی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ قطبِ اعلیٰ ہیں تمام اقطابِ اُمت ان کے زیرِ سایہ ہیں۔ تمام افراد ان کے تابع ہیں، وہ علوم ومعارف کی سلطنت کے شہنشاہ ہیں۔ ان پر یہ مقام منتہی ہوتا ہے۔ معلم حق کے شہسوار ہیں اور ان کے ہاتھ میں مہاریں ہیں۔ عارفوں میں جتنے شہبازانِ طریقت ہوئے ہیں وہ تمام کے سردار ہیں، وہ محبانِ صادق کے قافلے کو آگے لے جاتے ہیں۔ ان کے چہرے کی ہیبت و جلال سے بڑے بڑے اربابِ عرفان کی عقلیں اُڑ جاتی ہیں۔ ان کی خاموشی سے پہاڑ کانپتے ہیں۔ وہ اولیا اللہ کے سینوں میں چھپے ہوئے احوال پر نظر رکھتے ہیں، وہ قبروں میں سوئے ہوئے اولیا اللہ کے احوال پر نظر ڈالتے رہتے ہیں اور ان کے وسیلے سے اولیا اللہ مراتب حاصل کرتے ہیں۔ (تفریح الخاطر فی مناقب شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ)

مشائخ میں سے ایک بزرگ کا نام شیخ لولوء رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ ان کا بیان ہے کہ جن دنوں میں سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰه کا اعلان فرمایا، ان دنوں وہ مکہ مکرمہ میں تھے۔ وہاں دوسرے مشائخ کی ایک جماعت نے اپنے اپنے دلوں میں خیال کیا کہ حضرت شیخ لولوء رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی نسبت کہاں ہے۔ آپ نے ان حضرات کے دلوں کے خیالات بھانپ کر فرمایا ''میں شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے روحانی نسبت رکھتا ہوں۔ جس دن آپ رضی اللہ عنہ نے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰه فرمایا تو میں نے دیکھا کہ تین سو تیرہ اولیا اللہ نے زمین

کے افق پر بیٹھے بیٹھے اپنی گردنیں جھکا دیں تھیں۔ حرمین شریفین میں سات اولیا اللہ، عراق میں بیس، عجم میں چالیس، شام میں بیس، مصر میں بیس، مغرب میں ستائیس، مشرق میں تیئس، حبشہ میں گیارہ، سدِ سکندری پر یاجوج ماجوج کی سرزمین میں سات، سراندیپ (سری لنکا) میں سات، کوہ قاف میں ستائیس اور سمندری جزیروں میں چوبیس اولیا اللہ ایسے ہیں جو مقامِ قرب پر فائز ہیں۔ ان تمام حضرات نے گردنیں جھکا دیں۔''

حضرت شیخ امام احمد رفاعی رحمتہ اللہ علیہ ایک دن اپنی مسجد کے محراب میں بیٹھے تھے۔ بیٹھے بیٹھے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے سر جھکا لیا اور زبان سے کہا ''میری گردن پر بھی'' لوگوں نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟ فرمایا ابھی ابھی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے بغداد میں قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰه کا اعلان فرمایا ہے اس لیے میں نے کہا کہ میری گردن پر بھی آپ کا پاؤں ہے'' لوگوں نے وہ تاریخ لکھ لی۔ واقعی بعد میں معلوم ہوا کہ اسی دن وہ اعلان ہوا تھا۔

حضرت شیخ ابو مدین رحمتہ اللہ علیہ صاحبِ کشف وکرامات بزرگ تھے۔ ایک روز جب آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے مریدین کے سامنے خطاب فرما رہے تھے تو اچانک اپنی گردن نیچے کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ''اے اللہ میں تجھے اور تیرے فرشتوں کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے تیرا حکم سنا اور تیری اطاعت کی۔'' جب آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مریدین نے حیرت واستعجاب سے آپ رحمتہ اللہ علیہ سے اس بے ساختہ ارشاد کا سبب اور مطلب پوچھا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آج شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے ابھی اور اسی وقت بغداد شریف میں ارشاد فرمایا ہے ''تمام اولیا کی گردنوں پر میرا قدم ہے'' اسی کی اطاعت میں میں نے گردن جھکائی۔ بعد میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مریدین نے حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مریدین سے اس امر کی تصدیق کر لی۔

جس وقت سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے قَدَمِیْ هٰذِهٖ کا اعلان فرمایا اس وقت حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ عین شباب کے عالم میں ملک خراسان کے ایک پہاڑ کی کھوہ میں مجاہدہ و ریاضت کی منزلیں طے کر رہے تھے۔ بغداد مقدس میں یہ اعلان ہوتے ہی آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنا سر

جھکا دیا اور اتنا جھکا دیا کہ سر مبارک زمین پر لگ گیا اور وہیں سے جواب دیا بَل قَدَمَاکَ عَلٰی عَیْنِیْ وَرَاسِیْ ''بلکہ آپؓ کا قدم مبارک میری آنکھوں اور سر پر''۔ اس نیاز مندی پر حضرت خواجہ معین الدین چشتی جن کا لقب خواجہ غریب نواز ہے، سلطان الہند مقرر ہو گئے۔

مصنف ''تفریح الخاطر'' سیّد عبدالقادر اربلی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالقاسم بطائحی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت بیان کرتے ہیں ''میں کوہ لبنان میں قیام پذیر تھا۔ کوہ لبنان میں ایک شیخ عبداللہ جیلی رحمۃ اللہ علیہ ایک عرصہ سے قیام پذیر تھے۔ میں ان کے پاس جا بیٹھا اور پوچھنے لگا حضرت آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یہاں قیام پذیر ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا؟ انہوں نے بتایا ساٹھ سال ہو گئے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہاں کوئی عجیب بات دیکھی ہو تو بیان فرمائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں یہاں اکثر دیکھتا ہوں کہ کوہستانی لوگ چاندنی رات میں روشن چہروں کے ساتھ جمع ہوتے رہتے ہیں اور قافلہ در قافلہ بغداد کی طرف پرواز کرتے ہیں، میں نے ایک ایسی پرواز کرنے والے سے پوچھا آپ لوگ ہر روز کدھر جاتے ہیں؟ اس نے بتایا کہ ہمیں حکم ہوا ہے کہ ہم بغداد میں شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری دیا کریں۔ میں نے بھی ان کے ساتھ جانے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ اس نے کہا آپ بھی چلیں۔ ہم ایک چاندنی رات بغداد پہنچے۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے بے شمار اولیا اللہ صف بستہ دست بستہ کھڑے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ جدھر نگاہ اُٹھاتے اولیا اللہ سر جھکا دیتے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ اشارہ ابرو سے اجازت دیتے تو صف در صف اولیا اللہ پرواز کرتے اپنے اپنے وطن کو روانہ ہو جاتے۔ جس دن آپ رضی اللہ عنہ نے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ کا اعلان فرمایا ہماری گردنیں جھک گئی تھیں۔''

زمانہ بعد کے اولیا کی اطاعت

بعض معترضین کا کہنا ہے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا فرمان ''میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے'' صرف ان کے ہم عصر اولیا کے لیے تھا۔ حالانکہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا اپنا فرمان ہے کہ

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَ شَمْسُنَا ۔۔۔ اَبَدًا عَلٰی فَلَکِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

ترجمہ: پہلوں کے آفتاب ڈوب گئے لیکن ہمارے فضل وکمال کا آفتاب بلندیوں کے آسمان پر کبھی غروب نہ ہوگا۔

اس کے بعد کے آنے والے اولیا اللہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ ولایت کے آفتاب ہیں جن سے سارا عالمِ ولایت نورِ ہدایت وفیضِ ولایت حاصل کرتا ہے۔ تمام اولیا اللہ نے اپنی حیات میں کسی نہ کسی صورت (شعری یا نثری) حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ کے بارگاہ میں ہدیہ عقیدت لازماً پیش کیا ہے اور اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ اُن کا مرتبہ ہر ولی سے بلند تر ہے۔ تمام اولیائے اُمت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ولایت حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ کے اشارہ ابرو کے تحت ہے۔ جو شیخ آپ رضی اللہ عنہٗ کے مرتبہ قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کو بوجہ تکبر وبغض وعداوت تسلیم نہیں کرتا وہ ولایت کی گرد تو دور کی بات رضائے الٰہی کی رمق بھی نہیں پا سکتا کہ

''رضائے الٰہی بارضائے غوث الاعظمؓ است''

حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ کا وصال 561ھ میں ہوا۔ ان کے وصال سے ایک سال قبل 560 ہجری میں عالمِ اسلام اور دنیائے تصوف کے درخشندہ ستارے حضرت محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ کے مرید علی بن محمد العربی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں ہوئی۔ شیخِ اکبر ابنِ عربی رحمتہ اللہ علیہ کا مقام فقر میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فتوحاتِ مکیہ میں فرماتے ہیں ''حضرتِ حق میں 'مخدع' وہ اعلیٰ ترین مقام ہے جہاں قطبِ وقت' اولیائے واصلین کی بارگاہ سے بھی مخفی ہوتا ہے اور وہ مقام روحانی خلعتوں اور نعمتوں کا خزانہ ہے اور قطب اس خزانے کا خازن ومتولی ہوتا ہے۔۔۔۔ اولیائے کرام میں سے اس مقام پر ایک مردِ کامل فائز ہوتا ہے۔ ایسا ولی آیت ''وَھُوَ الْقَاھِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ'' کا مظہر ہوتا ہے' بہادر ہوتا ہے' سبقت کرنے والا ہوتا ہے۔ حق پر مبنی پرزور دعاوی کرتا ہے۔ اس کی بات حق ہوتی ہے اور اس کا حکم عدل پر مبنی ہوتا ہے۔ بغداد میں ہمارے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ اس مقام پر فائز ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہٗ کو حق کے ساتھ خلق پر

تسلط اور غلبہ حاصل ہے۔ آپ کی بہت بڑی شان ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی خبریں درجہ شہرت کو پہنچی ہوئی ہیں۔" فتوحاتِ مکیہ میں ایک اور جگہ ابن العربی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ طریقت (فقر) کے حاکم ہیں اور مردانِ خدا کے مناصب و مقامات کے بارے میں آپ رضی اللہ عنہ کے اقوال مرجع ہیں۔"

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں "اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے دو ہی طریقے ہیں۔ ایک نبوت کا طریقہ ہے یہ طریقہ صرف انبیا کرام کے ساتھ خاص ہے کہ بغیر کسی وسیلہ کے اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتے ہیں اور یہ طریقہ جناب احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ختم ہو گیا ہے۔ دوسرا طریقہ ولایت ہے اور اس طریقے پر چلنے والے اللہ تعالیٰ تک بالواسطہ پہنچتے ہیں۔ یہ طریقہ اقطاب، اوتاد، ابدال، نجبا اور عامۃ الاولیا کا ہے۔ اس طریقہ میں واسطہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں اور یہ منصب آپ رضی اللہ عنہٗ کی ذات سے تعلق رکھتا ہے۔ اس مقام میں سرکارِ دو عالم نورِ مجسم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کے سر پر ہیں اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہم بھی اس مقام پر آپ رضی اللہ عنہٗ کے شریک ہیں اور میرے خیال میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہٗ کو اپنی پیدائش سے پہلے بھی یہ مقام حاصل تھا۔ جس شخص کو بھی یہ فیض پہنچتا ہے اُنہی کی ذات کی وساطت سے پہنچتا ہے کیونکہ اس مبارک مقام کا مبدا، منتہیٰ اور اس مقام کے دائرے کا مرکز ان کے ساتھ معلق ہے۔ جب سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہٗ کا وصال ہوا تو یہ منصب حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہٗ اور امام حسین رضی اللہ عنہٗ کو عطا ہوا اور ان کے بعد یہ منصب آئمہ کرام کو ملتا رہا اور سب امام اپنے زمانے میں لوگوں کو فیض یاب کرتے رہے۔ یہ اُن کے لیے ملجا و ماویٰ بنے رہے اور جب سلطان الاولیا برہان الاصفیا غوث الارض وسما محی الدین محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو یہ منصبِ عالی آپ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے زمانے کے اولیا و اقطاب کو آپ رضی اللہ عنہ ہی کے ذریعہ فیض ملتا رہا اور تا قیامت آپ رضی اللہ عنہ ہی کی وساطت سے یہ فیض ملتا رہے گا۔"

حضرت معین الدین چشتی اجمیری ؒ کے مریدِ خاص حضرت بابا فرید الدین مسعود ؒ گنج شکر جو خود بھی اعلیٰ ترین مراتب کے حامل ولی اللہ تھے، حضور غوث الاعظم ؓ سے خصوصی عقیدت رکھتے تھے۔ آپ ؒ حضور غوث پاک ؓ کے مبارک دور کے بعد پیدا ہوئے۔ سلک و سلوک کی ابتدائی منازل طے کرنے کے بعد فیضِ غوث الاعظم ؓ حاصل کرنے کے لیے بغداد شریف تشریف لے گئے۔ ان دنوں حضرت غوث الاعظم ؓ کے مزار مبارک کی تعمیر شروع ہوئی تھی۔ آپ ؒ دن بھر مزدوروں کے ساتھ مزدوری کرتے اور جب شام کے وقت مزدوروں کو اجرت تقسیم ہوتی تو آپ ؒ وہاں سے چلے جاتے۔ ایک روز حضرت غوث الاعظم ؓ کے فرزندِ ارجمند حضرت سیدّ عبدالرزاق ؒ نے فرمایا یہ مزدور بھی عجیب ہے دن بھر مزدوری کرتا ہے اور پیسے لینے کے وقت غائب ہو جاتا ہے۔ اسی شب حضرت سیدّ عبدالرزاق ؒ کو بشارت ہوئی ''وہ مزدور فرید الدین مسعود ہے، حصولِ برکت کے لیے مزدوری کرتا ہے تو اس کی تعظیم و تکریم کرو اور اسے باعزت رخصت کرو۔'' (تفریح الخاطر)

یہ اور اس طرح کے بے شمار واقعات اور اولیاء کرام کے اقوال ہیں جن سے حضور غوث الاعظم ؓ کی شان اور ان کے فرمان قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰه کی تمام اولیا کرام میں عمومی قبولیت اور اطاعت ظاہر ہوتی ہے۔ بڑے بڑے اولیا کرام خود کو حضور غوث پاک ؓ کے اعلیٰ مرتبے کے سامنے حقیر و ہیچ تصور کرتے ہوئے خود کو سگِ بارگاہِ غوث الاعظم ؓ کہنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ یہ بات تمام اولیا کے علم میں ہے کہ انہیں جو بھی رتبۂ ولایت اور فیضِ فقر و طریقت حاصل ہوا حضور غوث الاعظم ؓ کی بارگاہ سے حاصل ہوا اس لیے ہر ولی نے آپ ؓ کی بارگاہ میں ہدیہ عقیدت پیش کیا ہے۔ تمام بزرگانِ دین کے کلام و فرمودات کا احاطہ کرنا تو ناممکن ہے البتہ چند اقوال بطورِ نمونہ پیش ہیں۔

حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

یا غوثؓ معظم نورِ ہدیٰ مختار نبیؐ مختار خدا
سلطان دو عالم قطب علی حیراں ز جلالت ارض و سما

اے غوثِ معظم آپ نورِ ہدایت ہیں اور اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے مختار ہیں۔ آپ شاہِ دو جہاں اور قطبِ اعلیٰ ہیں اور آپ کی رفعت و شان کو دیکھ کر زمین و آسماں متحیر ہیں۔

در صدق ہمہ صدیقؓ وشی در عدل عدالت چوں عمریؓ
اے کانِ حیا عثمانؓ منشی مانند علیؓ باجود و سخا

صدق میں آپ مانند صدیقِ اکبرؓ ہیں اور عدل میں عمر فاروقِ اعظمؓ، آپ عثمانؓ ذوالنورین کی طرح کانِ حیا ہیں اور آپ کی جود و سخاوت شیرِ خدا علی مرتضیٰؓ کی طرح ہے۔

دَر بزمِ نبیؐ عالی شانی، ستارِ عیوب مریدانی
در ملک ولایت سلطانی اے منبع فضل و سخا

سرورِ کونین آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بزمِ اقدس میں آپ کی شان بلند ہے۔ آپ اپنے مریدوں کے عیوب ڈھانپتے ہیں اقلیمِ ولایت کے آپ فرمانروا ہیں اور فضل و سخاوت کے منبع ہیں۔

چوں پائے نبیؐ شد تاجِ سرت تاج ہمہ عالم شد قدمت
اقطاب جہاں درپیش درت افتادہ چو پیش شاہ گدا

جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قدمِ مبارک آپ کے سر اقدس کا تاج ہے تو آپ کا قدم مبارک تمام جہان کے سر کا تاج ہے۔ تمام عالم کے اقطاب آپ کے در پر اس طرح پڑے ہیں جس طرح بادشاہ کے سامنے گدا۔

گر داد مسیحؑ بہ مردہ رواں دادی تو بدین محمد جاں
ہمہ عالم محی الدین گویاں برحسن و جمالت گشتہ فدا

اگر حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام نے مُردوں کو زندہ کیا تو آپ نے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دینِ مضمحل میں جان ڈال دی ہے۔ تمام دنیا آپ کو دین کا زندہ کرنے والا کہہ رہی ہے اور آپ کے حسن و جمال پر فدا ہے۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ

قبلہ اہلِ صفا حضرت غوث الثقلین
دستگیر ہمہ جات حضرت غوث الثقلین

حضرت غوث الثقلین تمام اہلِ اللہ کے قبلہ ہیں اور ہر جگہ حاجت مندوں کی دستگیری فرماتے ہیں۔

خاک پائے تو بود روشنی اہل نظر
دیدہ رانجش ضیاء حضرت غوث الثقلین

آپ کی خاکِ پا اہلِ نظر کی آنکھوں کی روشنی تھی۔ اے غوثِ الثقلین میری آنکھوں کو بھی روشنی عطا کیجیے۔

حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ

من آمدم بہ پیش تو سلطانِ عاشقاں
ذات تو ہست قبلہ ایمانِ عاشقاں

اے عاشقوں کے سلطان میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ کی ذات گرامی عاشقوں کا قبلہ ایمان ہے۔

در ہر دو کون جز تو کسے نیست دستگیر
دستم بگیر از کرم اے جان عاشقاں

دونوں جہان میں آپ کے سوا کوئی دستگیر نہیں ہے۔ ازراہ کرم میرا ہاتھ پکڑیئے کہ آپ عاشقوں کی جان ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ (صاحب نفحات الانس)

تو کمالِ تو چہ غوث الثقلینا
محبوب خدا ابن حسنؓ آل حسینا
سر بر قدمت نہادند بگفتند
تااللہ لقد اثرک اللہ علینا

اے آلِ حسینؓ، فرزندِ حسنؓ، محبوب خدا، غوث الثقلین میں آپ کے کمال کے متعلق کیا کہوں۔ سب اولیا اللہ نے اپنا سر آپ کے قدم پر رکھا اور کہا واللہ آپ کو اللہ نے ہم پر فضیلت عطا کی ہے۔

حضرت شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ

گر کسے واللہ بعالم از مئے عرفانی است
از طفیل شاہ عبدالقادر جیلانیؓ است

اگر کسی کو دنیا میں شرابِ عرفان حاصل ہوئی ہے تو واللہ وہ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے طفیل ملی ہے۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

غوث الاعظمؓ دلیل راہ یقین بیقین رہبر اکابر دین
اوست در جملہ اولیا ممتاز چوں پیمبر در انبیا ممتاز

غوث الاعظم رضی اللہ عنہ راہ یقین کی دلیل ہیں اور بلاشبہ اکابر امت کے رہبر ہیں۔ جس طرح سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیا علیہم السلام میں بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔ اسی طرح وہ (غوث الاعظمؓ) تمام اولیا میں ممتاز ہیں۔

پیر وارث شاہ رحمتہ اللہ علیہ

مدح پیر دی حُب نال کیجئے جیندے خادماں دیوچہ پیریاں نی
باجھ اوس جناب دے پار ناہیں لکھاں ڈھونڈدے پھرن فقیریاں نی
جیہڑے پیر دی نظر منظور ہوئے گھریں تہاں دے پیریاں پیریاں نی
روز حشر دے پیر دے طالباں نوں ہتھ سجڑے ملن گیاں چیریاں نی
اوہ تاں خاص محبوب اللہ دے قلماں لکھیاں جنہاں لکیریاں نی
وارث محی الدین نے پیر ساڈے سوہنے نام دیاں سانوں دھیریاں نی

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ

خداوند بحق شاہ جیلاں
محی الدین غوث و قطب و دوراں
بکن خالی از ہر خیالے
و لیکن آنکہ زو پیداست حالے

الٰہی شاہِ جیلان محی الدین غوث وقطبِ زمانہ رضی اللہ عنہ کے صدقے مجھے ہر خیال سے خالی کردے سوائے اس حال کے جو ان کے فیض سے پیدا ہو۔

میاں محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ (مصنف سیف الملوک)

واہ واہ حضرت شاہ جیلانؒ مظہر ذات ربانی
سر پر چتر محبوبی والا ولیاں دی سلطانی
غوثاں قطباں تے ابدالاں قدم جنہاں نے چائے
سے برساں دے موئے جوائے ایسے کرم کمائے
غفلت غم دی مرض ونجے گی لُوں لُوں رچسی شادی
جس دم کرسن یاد محمد حضرت شاہ بغدادی

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کا غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ کی بارگاہ میں ہدیہ عقیدت

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے بارگاہِ غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ میں ان الفاظ میں نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔

- مرشد کو ایسا صاحبِ نظر ہونا چاہیے جیسا کہ میرے پیر محی الدین رضی اللہ عنہٗ ہیں کہ ایک ہی نظر میں ہزار ہا ہزار طالبوں مریدوں میں سے بعض کو معرفتِ ''اِلَّا اللّٰہ'' میں غرق کر دیتے ہیں اور بعض کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی دائمی حضوری بخش دیتے ہیں۔ (شمس العارفین)
- اگر کسی کو مشکل پیش آ جائے اور وہ شیخ محی الدین شاہ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کو تین بار اِن الفاظ سے پکارے کہ ''اُحْضُرُوْا بِمَلِکِ الْاَرْوَاحِ الْمُقَدَّسِ وَالْحَیِّ الْحَقِّ یَا شَیْخ عَبْدُ الْقَادِرْ جِیْلَانِیْ حاضر شو'' اور ساتھ ہی تین بار دِل پر کلمہ طیب کی ضرب لگائے تو اُسی وقت حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہٗ تشریف لے آتے ہیں اور سائل کی امداد کر کے اُس کی مشکل حل فرما دیتے ہیں۔ (شمس العارفین)

 سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

شفیعِ اُمت سرورؒ بود آں شاہ جیلانیؒ
تعال اللہ چہا قدرت خدایش داد ارزانی

سکندر می کند دعویٰ کہ ہستم چاکر آن شاہ
افلاطون پیشِ علم تو مقر آمد بہ نادانی

کلاہ دارانِ ایں عالم گدایان گدائے تو
ترا زیبد، ترا زیبد کلاہ داری و سلطانی

گدا سازی اگر خواہی بیک دم بادشاہان را
گدایاں را دہی شاہی بیک لحظہ بہ آسانی

گدائے درگہت خاقان غلامِ حضرتت قیصر
چہ عالیشان سلطانی الا ای غوثِ ربانی

بایں حشمت بایں عظمت بایں شوکت بایں قدرت
نبود است و نخواہد بود الحق مثل تو ثانی!

چہ ناسوتی چہ ملکوتی چہ جبروتی چہ لاہوتی
ہمہ در زیر پائے تو چہ عالی شان سلطانی

حقیقت از تو روشن شد طریقت از تو گلشن شد
سپہر شرع را ماہی زہی خورشید نورانی

ز باغ اصفیا سروی ز بزمِ مصطفیٰؐ شمع
علیؓ را قرۃ العینی بدین محبوبِ سبحانی

دلا گشتی مرید او بہ بین لطف مزید او
چہ اوصافِ حمیدہ او گہ و بیگاہ می خوانی

زباں را شست شو باید بہ آبِ جنت الکوثر
وزاں پس نام محی الدینؒ بہ پاکی بر زبان رانی

بزرگ و خورد و مرد و زن مریدت شد ہمہ عالم
خطا پوشی عطا پاشی و دین بخشی جہان بانی

تو شاہِ اولیا و اولیا محتاج درگاہت
مشائخ راس زد بر درگہت از فخر دربانی

مطیعِ حکم تو دیوان ملائک چوں پری بندہ
شہنشاہِ شہنشاہان امامِ انس و روحانی

چہ عبدالقادری قدرت چنان داری بیک لحظہ
برآری آشکارہ از کرم حاجاتِ پنہانی

بدنیا درِّ عدن بخشی بہ عقبیٰ جنت الماویٰ
بہ رحمت بحر الطافی بہ شفقت کان احسانی

ملاذاً دستگیری تو معاذاً دل پذیری تو
بلطفِ خود رہائی دہ ز گردابِ پریشانی

جگر ریشم درون خستہ دل اندر لطفِ تو بستہ
تو ہم از غایت احسان دوا بخشی و درمانی

ترا چوں من ہزاراں بندہ ہا ہستند در عالم
مرا جز آستانت نیست اگر خوانی و گردانی

نہ دارم اندریں عالم بجز درد و غم و شدت
خلاصی دہ ازیں محنت کہ دارم صد پریشانی

منم سائل بجز تو نیست غم خوارم کہ گیرد دست
نظر رحمت کنی بر من توئی مختارِ سبحانی

فقائے بندہ عاجز فتادہ بر سر کویت
عجب نہ بود اگر ایں ذرّہ را خورشید گردانی

سگِ درگاہِ میراںؒ شو چو خواہی قرب ربانی   کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہ جیلانیؓ

ترجمہ: ''شہنشاہ جیلان شاہِ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اُمتِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شفیع ہیں۔ سُبحان اللہ! اُن کے رب نے انہیں کیسی شاندار قدرت عطا کر رکھی ہے کہ سکندر بھی اُن کی غلامی کا دم بھرتا ہے۔

اے شاہِ جیلان رضی اللہ عنہ! افلاطون کو آپ کے علم کے سامنے اپنی لاعلمی کا اعتراف ہے، جہاں بھر کے تاجدار آپ کے در کے گداؤں کے بھی گدا ہیں، یہ تاجداری اور یہ سلطانی آپ ہی کو زیبا ہے، اگر آپ چاہیں تو دم بھر میں شاہوں کو گدا کر دیں اور گداؤں کو شاہ کر دیں۔

اے غوثِ ربانی رضی اللہ عنہ! کیسی عالیشان سُلطانی ہے آپ کی کہ قیصر آپ کا غلام ہے اور خاقان آپ کے در کا بھکاری ہے۔ خدا کی قسم! آپ کا ثانی نہیں اور آپ جیسا صاحبِ حشمت و صاحبِ عظمت نہ کوئی ہوا نہ اور کوئی ہوگا۔ کیا ناسوتی، کیا ملکوتی، کیا جبروتی اور کیا لاہوتی، سب آپ کے زیرِ قدم ہیں، آہا! یہ کیسی عالیشان سلطانی ہے آپ کی۔ حقیقت آپ سے روشن ہوئی، طریقت آپ سے گلشن بنی، آپ آسمان شریعت کے چاند اور نورانی خورشید ہیں، باغِ صوفیا کے سرو ہیں، بزمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شمع ہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے محبوب ہیں۔

اے دل! تُو اُن کا مرید ہو جا تا کہ تجھ پر اُن کا لطف و کرم مزید بڑھے اور تُو دیکھے کہ وہ کتنے اوصاف حمیدہ کے مالک ہیں۔ پہلے اپنی زبان کو آبِ کوثر سے دھو کر پاک کر لے اور پھر محی الدین (قدس سرہ العزیز) کا نام لے۔

اے شاہِ جیلان رضی اللہ عنہ! جہان بھر کے بوڑھے، بچے، عورتیں اور مرد آپ رضی اللہ عنہ کے مرید ہیں، خطا پوشی، عطا پاشی، دین بخشی اور جہان بانی آپ رضی اللہ عنہ کا وصف خاص ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ شاہ اولیا ہیں اور اولیا آپ کے در کے سوالی ہیں۔ مشائخ آپ کے در پر سر جھکاتے ہیں اور آپ کی دربانی پر فخر کرتے ہیں۔ تمام دیو و ملائک و پریاں و جن آپ رضی اللہ عنہ کے زیرِ فرمان ہیں، آپ شہنشاہوں کے شہنشاہ اور

انسانوں اور روحانیوں کے امام ہیں۔ آپ عبدالقادر رضی اللہ عنہ ہیں اور ایسی قدرت کے مالک ہیں کہ کرم نوازی فرماتے ہیں تو پنہاں حاجات بھی لحظہ بھر میں پوری فرما دیتے ہیں' دنیا میں دُرِ عدن بخشتے ہیں تو عقبیٰ میں جنت الماویٰ انعام فرماتے ہیں' رحمت فرمائیں تو بحرِ الطاف ہیں اور شفقت فرمائیں تو کانِ احسان ہیں۔ آپ کی دستگیری و دل پذیری میری جائے پناہ ہے' براہِ لطف و کرم مجھے گردابِ پریشانی سے رہائی دلا دیں' میرا جگر زخمی ہے' اندرون خستہ حال ہے' دل آپ کے لطف و کرم کا منتظر ہے' انتہائی احسان فرما کر میرا علاج فرمائیں اور دوا دیں۔ آپ کے مجھ جیسے ہزاروں غلام دنیا میں موجود ہیں لیکن میرے لئے آپ رضی اللہ عنہ کے آستان کے سوا اور کوئی جائے پناہ نہیں' آپ کی مرضی ہے کہ پناہ دے دیں یا دھتکار دیں۔ میرے پاس درد و غم و شدت کے سوا کچھ بھی نہیں' مجھے سینکڑوں قسم کی پریشانیوں نے گھیر رکھا ہے براہِ کرم مجھے ان مصائب سے نجات دلا دیں۔ میں آپ رضی اللہ عنہ کے در کا سوالی ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے سوا میری دستگیری کرنے والا کوئی غم خوار نہیں ہے' مجھ پر نظرِ رحمت فرمائیں کہ آپ رضی اللہ عنہ مختارِ سبحانی ہیں۔ یہ عاجز بندہ آپ رضی اللہ عنہ کے کوچہ میں آن گرا ہے' عجب نہیں کہ اس ذرے کو خورشید بنا دیا جائے۔ (کلید التوحید کلاں)

۱۔ چوں نباشد پیر میراںؒ زندہ دیں   آں وزیر مصطفیٰؐ روح الامین

۲۔ شاہ عبدالقادر است راہبر خدا   دم بدم آں جاں بجاں است مصطفیٰؐ

۳۔ باھُو از غلامان مریدش خاکپائے   گوئے برداز غوث و قطبِ اولیا

ترجمہ: (۱) پیرِ میراں رضی اللہ عنہ ''دین کو زندہ کرنے والے'' کیوں نہ ہوں کہ وہ رُوح الامین اور وزیرِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہیں (۲) شاہ عبدالقادر رضی اللہ عنہ راہبر خدا ہیں اس لئے ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہم مجلس رہتے ہیں۔ (۳) باھُوؒ اُن کے خاکِ پا مرید غلاموں میں سے ایک غلام ہے اس لیے کہ یہ دوسرے غوث و قطب اولیا سے بلند مرتبہ ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ باھُوؒ شد مریدش از غلامانِ بارگاہ   فیض فضلش می دہاند از اِلٰہ

باھُو! سگے درگاہ میراںؒ فخر تر   غوث و قطب زیر مرکب بار

ترجمہ: باھوُ ان کی بارگاہ کے غلاموں میں شامل ہو کر اُن کا مرید ہوگیا ہے اس لئے طالبانِ مولیٰ کو بارگاہِ الٰہی سے فیض وفضلِ ربی دلواتا ہے۔ اے باھُوؒ! درگاہِ میراں رضی اللہ عنہٗ کا کتا ہونا بھی بڑے فخر کی بات ہے کہ زمانے بھر کے غوث وقطب بھی حضرت میراں رضی اللہ عنہٗ کی سواری بننے پر فخر کرتے ہیں۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ عارف باللہ محبوبِ ربانی' قدرتِ سُبحانی پیر دستگیر شاہ عبد القادر جیلانی قدس سرہُ العزیز کا زندگی بھر کا یہ معمول رہا ہے کہ آپ ہر روز پانچ ہزار طالب مریدوں کو شرک وکفر سے پاک کرتے رہے تین ہزار کو وحدانیت الا اللّٰہ میں غرق کر کے فقر میں ''اذا تم الفقر فھو اللّٰہ'' (ترجمہ: فقر جب کامل ہوتا ہے تو اللہ ہی اللہ ہوتا ہے) کے مرتبے پر پہنچاتے رہے اور دو ہزار کو مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری میں پہنچاتے رہے۔ آفتاب کی طرح روشن حضوری کا یہ فیض بخش سلک سلوک قادری طریقہ میں باطنی توجہ حاضراتِ اسمِ اَللّٰہُ ذات' ذکر وکلمہ طیبات اور ذوق و سخاوت وتصور وتصرف کے ذریعے ایک دوسرے تک منتقل ہوتا چلا آرہا ہے اور منتقل ہوتا رہے گا اور قیامت تک دونوں جہاں کو روشن وفیض یاب کرتا چلا جائے گا۔ معرفت فقر وفنا وبقا وصفائے باطن کی حقیقت اور حقائق حق کو وہ شخص جان سکتا ہے جو باطل کو چھوڑ کر حق رسیدہ ہو چکا ہو مگر ہزاروں ہزار طالبوں اور مرشدوں میں سے کوئی ایک جامع سروری قادری ہی ایسا نکلتا ہے جو اللہ جل شانہٗ کی وحدت میں غرق ہو کر مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ملازم ہو اور شاہ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کا غلام بنتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے پنجابی ابیات میں فرماتے ہیں:

بغداد شریف وَنج کراہاں، سَودا نے کِتو سے ھُو
رتی عقل دی دے کراہاں، بھار غماندا گھدو سے ھُو
بھار بھریرا منزل چوکھیری، اوڑک وَنج پہتیو سے ھُو
ذات صفات صحی کتو سے باھُوؒ، تاں جمال لدھو سے ھُو

بغداد شریف جا کر ہم نے نیا سودا کیا ہے عقل کے بدلے غوث الاعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے عشق اور اُن کے ہجر و فراق کے غموں کا طوق گلے میں ڈال لیا ہے۔ حالانکہ عشق اور ہجر کا یہ راستہ بڑا کٹھن، دشوار اور منزل بہت دور تھی لیکن غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی غلامی میں ہم منزل تک پہنچ گئے اور جب ہم نے ذات وصفات کی معرفت حاصل کر لی تب ہی واصلِ جمال ہوئے۔

بغداد شہر دی کیا نشانی، اُچیاں لمیاں چیراں ھُو
تن من میرا پرزے پرزے، جیوں درزی دیاں لیراں ھُو
اِینہاں لیراں دِی گل کفنی پا کے، رَلساں سنگ فقیراں ھُو
بغداد شہر دے ٹکڑے منگساں باھُوؒ، تے کرساں میرانؒ میرانؒ ھُو

بغداد شہر کی کیا نشانی ہے؟ وہاں ''فقر'' کے پُر پیچ راستے ہیں جن پر چلتے چلتے سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے ہجر و فراق میں دل اور جسم زخمی ہو چکے ہیں اور دن رات آپ رضی اللہ عنہ کے ہجر و فراق میں دِل بے قرار اور تڑپتا رہتا ہے۔ جسم اور روح درزی کے کٹے ہوئے کپڑے کے ٹکڑوں کے مصداق پرزے پرزے ہے۔ محبت اور فراق میں دِل اور جان کے ان ٹکڑوں کا کفن پہن کر میں بغداد شہر کے ''فقراء'' کے ساتھ مل جاؤں گا اور شہرِ یار بغداد کی گلیوں میں وصالِ یار کی بھیک مانگوں گا اور ایسی حالت میں وصالِ یار میں امداد کے لیے غوث الاعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو پکاروں گا۔

راتیں رَتی نیندر نہ آوے، دِہاں رہے حیرانی ھُو
عارف دِی گل عارف جانے، کیا جانے نفسانی ھُو
کر عبادت پچھوتاسیں تیری، زایا گئی جوانی ھُو
حق حضور اُنہاں نوں حاصل باھُوؒ، جنہاں مِلیا شاہ جیلانیؓ ھُو

عشقِ محبوب میں رات کو نیند نہیں آتی اور دن بھی اسی طرح حیرانی میں گزر جاتا ہے۔ عارف کی بات کو عارف ہی سمجھ سکتا ہے اور عارف کی بات نفس پرست لوگوں کی سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ معرفتِ الٰہی کے حصول کی کوشش کرو ورنہ دورِ جوانی گزر جانے کے بعد اس کے ضائع جانے پر تجھے پشیمانی ہو گی۔ حضورِ حق تعالیٰ تو ان کو حاصل ہوتا ہے جن کے مرشد سیّدنا غوث الاعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؓ ہوتے ہیں۔

سن فریاد پیراں دیا پیرا، میں آکھ سناواں کینوں ھُو
تیرے جیہا مینوں ہور نہ کوئی، میں جیہیاں لکھ تینوں ھُو
پھول نہ کاغذ بدیاں والے، دَر توں دَھک نہ مینوں ھُو
میں وِچ ایڈ گناہ نہ ہوندے باھُوؒ، توں بخشیندوں کینوں ھُو

یا پیرانِ پیر سیّدنا غوث الاعظمؓ! میری التجا ذرا غور سے سنیے آپؓ کے علاوہ اور کون ہے جس سے میں یہ عرض کروں میرے جیسے تو لاکھوں آپؓ کے در کے بھکاری ہیں لیکن آپؓ جیسا فیض رساں تو زمانے میں کوئی اور نہیں ہے۔ آپؓ سے التجا ہے کہ آپؓ میرے گناہوں، غلطیوں اور خطاؤں پر توجہ نہ کریں اور نہ ہی مجھے اپنے در سے دھتکاریں میں آپؓ کا در چھوڑ کر کہاں جاؤں گا۔ اگر میرے دامن میں اتنے گناہوں کا بوجھ نہ ہوتا تو آپؓ جیسا کریم اور حلیم کیوں اور کسے بخشوا تا اور کیوں خطاؤں سے درگزر فرماتا۔ یہ میرے گناہ ہی ہیں جس کی وجہ سے آپؓ کی صفتِ حلیم وکریم حرکت میں آئی ہے۔

سن فریاد پیراں دیا پیرا، میری عرض سنیں کن دھر کے ھُو
بیڑا اڑیا میرا وِچ کپراندے، جتھے مچھ نہ بہندے ڈر کے ھُو
شاہِ جیلانی محبوبِ سبحانی، میری خبر لیو جھٹ کر کے ھُو
پیر جنہاندا میراںؓ باھُوؒ، اوہی کدھی لگدے تر کے ھُو

یا پیرانِ پیر سیّدنا غوث الاعظمؓ! میری عرض اور التجا ذرا غور سے سنیے۔ راہِ فقر میں، میں اس منزل تک پہنچ گیا ہوں جہاں پہنچنے سے بڑے بڑے عاشق ڈرتے اور خوف زدہ رہتے ہیں لیکن میں اس منزل پر گہرے بھنور میں پھنس گیا ہوں اور اگلی منزل کا راستہ نہیں مل رہا۔ یا شاہِ جیلانیؓ! میری خبر گیری کیجیے اور مجھے اس آزمائش سے نکالیے کیونکہ اس جگہ پر آپؓ کے علاوہ میری کوئی اور مدد نہیں کر سکتا۔ اے باھُوؒ! غمگین اور افسردہ نہ ہو جن کے پیر سیّدنا غوث الاعظم شاہِ میراںؓ ہوں وہی تمام مشکلات کو طے کرتے ہوئے فقر کی آخری منزل اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ (جہاں فقر کی تکمیل ہوتی ہے وہیں اللہ ہوتا ہے) پر پہنچ جاتے ہیں۔

طالب غوث الاعظمؓ والے، شالا کدے نہ ہووَن ماندے ھُو
جیندے اندر عشق دِی رَتی، سدا رہن کرلاندے ھُو
جینوں شوق مِلن دا ہووے، لے خوشیاں رَت آندے ھُو
دوہیں جہان نصیب تنہاندے باھُوؒ، جیہڑے ذاتی اِسم کماندے ھُو

سیّدنا غوث الاعظمؓ کے طالب (مرید) کبھی بھی پریشان نہیں ہوتے اور جس کے اندر رتی بھر بھی عشقِ حق تعالیٰ ہو وہ ہمیشہ دیدارِ یار کے لئے فریاد کرتے رہتے ہیں اور اس کے لئے بے قرار اور بے چین رہتے ہیں اور محبوبِ حقیقی سے ملاقات کی خوشی میں راہِ فقر میں آنے والی آزمائشیں اور مشکلات بڑی خوشی سے برداشت کرتے ہیں۔ دونوں جہانوں میں وہی بانصیب ہیں جو اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ذکر اور تصور کرتے ہیں۔

شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان
پیر سیّد محمد بہادر شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ

بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؓ
کرو ہر دم مہربانی اے محیّ الدین جیلانیؓ
توں ہیں مشہور و معروفی[1]
دیہو مقصود موقوفی[2]
کھلن احوال مکشوفی[3]
وکھایو رمز نورانی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؓ
ہمیشہ تکیہ[4] ہم تیرا
تساں بن کوئی نہیں میرا

---

[1] معروفی: مقام ومرتبہ میں مشہور۔ [2] موقوفی: مطلوبہ مقام [3] مکشوفی: اسرارِ غیوب کا ظاہر ہونا [4] تکیہ: سہارا

پائیو احسان دا پھیرا
کرو وَل وَل نگہبانی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؓ

تو ہے شاہ پیرِ پیراں دا
کلہ[1] دار ہیں امیراں دا
تو سرور ہیں فقیراں دا
دیہو کہ گنج ارزانی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؓ

تکیہ ہیں توں ہر ہر دا
ہر آزردہ[2] سر آدھر دا
میں بَردہ[3] ہاں تیرے در دا
کرو چا غور مہربانی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؓ

تسیں ہر رنج دے دارو[4]
کرو آزاد آزاروں
شفاء ہووے تیرے دارو
میرے مشکل کرو آسانی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؓ

تینوں چُنیا رسولؐ اللہ

---

[1] کلہ: کمان رکھنے کی جگہ، منہ، یعنی جہاں سبھی اکٹھے ہوں۔ [2] آزردہ: پریشان رنجیدہ [3] بردہ: غلام جسے خریدا گیا ہو [4] دارو: علاج

تو سہرا ہیں ولی اللہ
کھلایو اسم ذات اللہ
کرو چا دور حیرانی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؓ

خدا قدرت دتی تینوں
نوازش چا کریں جینوں
دیو حق الیقین[1] مینوں
ونجن خطرات گردانی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؓ

غوثِ اعظم ہیں توں بغدادی
کرو ویران کو آبادی
لین سب داد فریادی
کرو جئیں ول قدم رانی[2]
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؓ

تیرا سایہ ولّیاں پر
میرے سر تے قدم خوش دھر
نہ ہووم کوئی ضرورت ڈر
کرو چا فیض بارانی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؓ

---

[1] یقین کا آخری مرتبہ' یقین کے تین مراتب ہیں علم الیقین' عین الیقین' حق الیقین [2] قدم بڑھانا' مہربانی کرنا' توجہ کرنا

حسن تیرے دی وا گھلی[1]
تیری خوبی دو جگ ہُلی[2]
چھپائیو عیب چا کلی
کرو بخشائش عصیانی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؓ

توں واقف ہیں جباری دا
لقب ہیں مدد گاری دا
رہو ہمراہ ہاری دا
تو با توفیق مردانی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؓ

میرا سدّ[3] سن شتابی[4] آ
کرم دی جھات[5] میں ول پا
مہر سیتی[6] پہنچیں ہر جا
ونجے نس فوج شیطانی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؓ

ویکھایو اپنا چہرا
کرو چا صاف دل میرا
میں پکڑیا دامن ہے تیرا
کُھلایو سیر طبقانی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؓ

---

1 وا گھلی، ہوا چلی 2 ہلی، مشہور ہوئی 3 پکار 4 جلدی سے 5 توجہ 6 مہربانی کے ساتھ

تُسیں کُل راز دے محرم
رہو ہر دم، ونجاوَ غم
واقف کر، عدم[1] سب تَم[2]
اتے وہمات نفسانی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؓ

توں ہیں مخدوم یا میراں
دیویں خوشیاں توں دلگیراں[3]
کرو سب صاف تقصیراں[4]
دیو خاتم سلیمانی[5]
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؓ

تیرا شان ہے عالی
در آیاں دی لج پالیں
تیرا سائل نہیں خالی
دے اسمِ اعظم توں قرآنی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؓ

آئیم سائل میں در تیرے
دیو مطلوب سب میرے
تیرا کیتا نہ کوئی پھیرے
توئیں معشوقِ ربانی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؓ

---

[1] نیستی، نفی [2] سیاہی، تاریکی، اندھیرا، ظلمت [3] دل گرفتہ، پریشان [4] گناہ [5] سلیمانی انگوٹھی

آیا میں چھوڑ ہر گھر نوں
گدا کیتم تیرے در نوں
کریں توں شاہ گداگر نوں
دیو سر تاجِ سلطانی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؓ

توں خاص الخاص ربّ دا ایں
توں نائب شاہِ عربؐ دا ایں
توں صاحب اس نسب دا ایں
دیو شب قدر روحانی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؓ

میرا دعویٰ مُریدی ہے
تیرا دعویٰ فریدی ہے
تینوں قسم اُس نبیؐ دی ہے
کنہہ کن بخش اے جانی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؓ

تمامی لوک ناسوتی[1]
جو ملکوتی[2] تے جبروتی[3]
ہوئے در تیرے لاھُوتی[4]
کریں وچ ذات ھُو فانی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؓ

---

[1] ناسوت [2] ملکوت [3] جبروت [4] لاھُوت

ہوئیم سن تینوں مشتاقی
پلا ساغر توں مئے ساقی
فنا فی اللہ رہے باقی
جنائیو راز عرفانی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؒ

تیری مجلس تے مئے باقی
نہ شالا بھل ونجے ساقی
رہاں نت مست مشتاقی
وکھایو چال مستانی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؒ

توں ہیں چشمہ ہدایت دا
توں ہیں منبع ولایت دا
تیرا رتبہ نہایت[1] دا
کر ایہہ مقبول نادانی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؒ

تسلّی ہیں غریباں دا
توں دل خواہ ہیں حبیباں دا
نصیب ہیں بے نصیباں دا
دیو دیدار جانانی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؒ

---

[1] انتہائی مقام

کرو ہر وقت دِلداری
دیو امداد تے یاری
رہاں منظور عمر ساری
نہ ہووے کجھ پریشانی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؓ

توں ساکن ملک عجم دا ہیں
توں راہبر سِرّ قلم[1] دا ہیں
شہنشاہ ہر علم دا ہیں
عجب نے گر مرا خوانی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؓ

توں عبدالقادرؓ ہیں نوری
اٹھا پردہ نہ کر دوری
نہ ہووم پھیر مہجوری[2]
وکھائیو گنج پنہانی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؓ

اَلایا[3] غوث صمدانیؓ
سگم[4] درگاہِ جیلانیؓ
بخواہم[5] قرب ربانی
عطا کر لطف احسانی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؓ

---

[1] اسرارِ قلم، جملہ علوم و رموز [2] ہجر، دوری [3] پکار [4] خادم، غلام [5] میری خواہش، چاہت

کرو عاجز دی غم خواری
ملو ہر وقت ہر واری
کرو ہر دم مہر باری
کِھلن پُھل گُل گلستانی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؓ

آوَ فی الفور عنداللہ
کہ لاموجود الااللہ
محمدؐ الرّسول اللہ
بدل عبدالغفورانیؒ
یا محبوب سبحانیؓ

یا غوث صمدانی قطبِ ربانی
یا شیخ سیّد عبدالقادر جیلانیؓ
شیاءً لِلّٰہِ اُمْدُدْنِی فی سبیل اللہ
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؓ

سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ کی شان میں فرماتے ہیں:

شاہِ جیلان حضرت شاہ محی الدین رضی اللہ عنہٗ سر سے قدم تک انوار قربِ الٰہی میں ڈوبے ہوئے تھے اور ابتدا سے انتہا تک فقر کا بار گرانی اٹھائے ہوئے تھے آپ رضی اللہ عنہٗ کو خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دستِ بیعت فرمایا اور خزانہ فقر آپ کے توسط سے عطا کیا جاتا ہے اس لئے مرشد کامل جب طالب

کی تربیت مکمل کر لیتا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضری سے قبل تربیت کے لئے پیران پیر حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا جاتا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کی مہر کے بغیر کوئی ولایت کے مرتبہ پر فائز نہیں ہو سکتا۔

باب 10

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا سلسلہ فقر قادری

تاریخِ اسلام میں تمام اسلامی تحریکوں میں سے ''سلاسلِ طریقت'' کی تحریک سب سے زیادہ مضبوط' معتبر' دیرپا اور کامیاب رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا تعلق بطون یعنی ذاتِ حق کے قرب و معرفت سے ہے جو سیدھا دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے۔ اسلام کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔ اسلام کا ظاہری حصہ شریعت ہے اور باطنی حصہ طریقت ہے جو حقیقت اور معرفت تک رسائی کا راستہ ہے۔

اگرچہ تمام اکابرینِ صحابہ کرام سے روحانی فیوض و برکات اور رشد و ہدایت سینہ بہ سینہ ایک عرصہ تک جاری رہا لیکن جن سلاسلِ طریقت کو حق تعالیٰ نے بقائے دوام کا درجہ عطا فرمایا ہے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سلاسلِ طریقت ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جو روحانی سلاسل جاری ہوئے وہ جمع ہو کر آج سلسلۂ نقشبندیہ کی شکل میں ظاہر ہیں اور باقی تین بڑے سلسلے یعنی سلسلۂ چشتیہ' قادریہ' سہروردیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جاری ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلفا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے چار خلفا تھے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ' حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ' حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ اور حضرت امام کمیل رضی اللہ عنہ۔ ان کو تصوف میں چار پیر ارشاد یا چار خلفا کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ان چار اکابرین سے چودہ بڑے سلاسل جاری ہوئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روحانی نعمت سینہ بہ سینہ تمام مشائخ سلسلہ کے ذریعے آج تک اُمت میں چلی آرہی ہے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سلسلۂ روحانیت آئمہ اہلِ بیت کے ذریعے ہر زمانے میں جاری رہا ہے یہاں تک کہ بڑے بڑے اکابرینِ صوفیا مِثل حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے آئمہ اہلِ بیت سے روحانی فیوض حاصل کیے اور بلند روحانی مدارج تک رسائی حاصل کی۔

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کے خلفا

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہت خلفا تھے جن میں سے دو زیادہ مشہور ہیں۔ حضرت شیخ حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمتہ اللہ علیہ جن کے فیضِ تربیت سے تصوف کے چودہ بڑے خانوادے (سلاسل) وجود میں آئے۔ حضرت شیخ عبد الواحد بن زید رحمتہ اللہ سے پانچ خانوادے۔ یعنی سلسلہ زیدیہ، سلسلہ عیاضیہ، سلسلہ اَدھمیہ، سلسلہ ہبیریہ، سلسلہ چشتیہ اور حضرت شیخ حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ سے نو خانوادے یعنی سلسلہ عجمیہ، سلسلہ

طیفوریہ، سلسلہ کرخیہ، سلسلہ سقطیہ، سلسلہ جنیدیہ، سلسلہ گازرونیہ، سلسلہ طوسیہ، سلسلہ سہروردیہ، سلسلہ فردوسیہ جاری ہوئے۔

پیرانِ پیر سیّدنا غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری سے قبل عالمِ اسلام انتشار اور خلفشار کا شکار تھا۔ بہت سی اسلامی حکومتیں ختم ہو چکی تھیں اور جو باقی تھیں وہ اندرونی خلفشار کا شکار اور اغیار کے ظلم وستم کا نشانہ بنی ہوئی تھیں یہ تو سیاسی انتشار تھا۔ ظاہری طور پر بھی مسلمان بہت سے فرقوں میں تقسیم ہو چکے تھے۔ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں تہتّر (73) فرقوں کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ تہتر فرقے دس مسالک یا گروہوں سے وجود میں آئے تھے اور وہ دس مسالک یا گروہ یہ تھے: (1) اہلِ سنت (2) خوارج (3) شیعہ (4) معتزلہ (5) مرجیہ (6) مشبہہ (7) جہمیہ (8) ضراریہ (9) نجاریہ (10) کلابیہ۔ ان میں سے اہلِ سنت کا ایک ہی فرقہ تھا۔ خوارج کے پندرہ۔ معتزلہ کے چھ۔ مرجیہ کے بارہ۔ شیعہ کے بتّیس۔ مشبہہ کے تین۔ ضراریہ، کلابیہ، نجاریہ اور جہمیہ کا ایک ایک فرقہ تھا اس طرح کل تہتّر فرقے تھے۔

مسلمان بے معنی مباحثوں اور مناظرات میں الجھے ہوئے تھے۔ ادھر اہلِ باطن اور سلاسل کا حال اس سے بھی بُرا تھا اُن کے پاس بھی صرف ظاہر ہی رہ گیا تھا اور صرف گفتگو اور ظاہری علم کی وجہ سے اہلِ باطن بنے بیٹھے تھے۔ اور اس طرح تلقین وارشاد کی مسندوں پر گمراہ لوگ قابض تھے اور عوام کو گمراہ کر کے دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے تھے اس سلسلہ میں بڑے بڑے گمراہ کن سلاسل رائج اور جاری ہو چکے تھے جو سب گمراہ بدعتی اور منافقین تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب سرّ الاسرار میں ان سلاسل کا ذکر بڑی تفصیل سے کیا ہے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اہلِ تصوف ہونے کا دعویٰ کرنے والے لوگ بارہ قسم کے ہیں، پہلی قسم اُن لوگوں کی ہے جو سنی

کہلاتے ہیں اور اپنے ہر قول وفعل میں شریعت وطریقت کی موافقت کرتے ہیں۔ یہ اہلِ سنت و الجماعت کے لوگ ہیں۔ ان میں سے بعض تو حساب وعذاب کے بغیر جنت میں جائیں گے اور بعض سے آسان سا حساب لیا جائے گا اور انہیں تھوڑا سا عذاب دے کر جہنم سے جنت میں بھیج دیا جائے گا۔ انہیں کافروں اور منافقوں کی طرح ہمیشہ کے لیے دوزخ میں نہیں رکھا جائے گا۔ اس کے علاوہ باقی جتنے گروہ ہیں وہ سب کے سب بدعتی ہیں' وہ یہ ہیں (1) خلولیہ (2) حالیہ (3) اولیائیہ (4) شمرانیہ (5) حِبیّہ (6) حوریہ (7) اباحیہ (8) متکاسلہ (9) متجاہلہ (10) واقفیہ (11) الہامیہ۔ فقہِ باطن کے بارے میں اہلِ سنت والجماعت کا کہنا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کی قوت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اندر (انوار وتجلّیات کے) انتہائی جذبات بھر دیئے تھے جو بعد میں منتشر ہو کر مشائخ طریقت تک پہنچے اور پھر بے شمار سلسلوں میں تقسیم ہو گئے اور آہستہ آہستہ کمزور ہو کر اکثر سلاسل میں بالکل ہی ناپید ہو گئے اور بے جان مردہ جسم کی طرح محض رسمی طور پر بے معنی سلسلہِ مشائخ باقی رہ گیا جس سے اہلِ بدعت پیدا ہوتے چلے گئے۔ ان بدعتیوں میں سے بعض نے خود کو قلندریہ' بعض نے حیدریہ' بعض نے ادھمیہ اور بعض نے دوسرے سلسلوں سے منسوب کر لیا جن کی تفصیل طوالانی ہے۔ اس دور میں اہلِ فقہ واہلِ ارشاد کی تعداد قلیل سے بھی کم ہے۔ اہلِ نظر فقہاء کو اُن کے ظاہری عملِ حق سے اور اہلِ ارشاد کو اُن کے پاک باطن سے پہچانتے ہیں۔ ظواہر (اہلِ فقہ) شریعت پر ثابت قدم رہ کر اوامر ونواہی کی پابندی کرتے ہیں اور یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہے اور صاحبِ باطن وہ ہے جو راہِ سلوک کا مشاہدہ چشمِ بصیرت سے کرتا ہے اور اپنے مقتدیٰ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک کو چشمِ دل سے دیکھتا ہے۔ اس کا سلوک اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانیت کے درمیان واسطہ بن جاتا ہے' خواہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روحانیت محل کے لحاظ سے جسمانی ہو یا روحانی کیونکہ شیطان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل نہیں بن سکتا۔ اس فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ارادت مند سالکین کے لیے ایک اشارہ ہے تاکہ وہ راہِ سلوک میں اندھے بن کے نہ چلیں۔ حق وباطل کی تمیز کے لیے یہ ایسی دقیق علامات

ہیں جو ان کے اہل کے سوا کسی اور کی سمجھ میں نہیں آتیں۔'' (سرّ الاسرار فصل 23)

✿ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ نے اہلِ سنت والجماعت کو ظاہری اور پھر باطنی سلاسل میں بھی شامل فرمایا ہے اور اصل طریق یہی ہے اور یہی اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے کہ ظاہر و باطن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کامل اتباع کی جائے جیسا کہ سورہ آلِ عمران کی آیت نمبر 31 قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ (ترجمہ: کہہ دیجیے کہ اے مسلمانو اگر تم کو اللہ سے محبت ہے تو میری اتباع کرو حق تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تم اللہ کے محبوب بن جاؤ گے) اس آیت کریمہ میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے گا۔ اس آیتِ کریمہ میں اتباع سے مراد صرف نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری اتباع نہیں بلکہ باطنی اتباع بھی شامل ہے۔ ظاہری اتباع سے مراد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظاہری افعال و اعمال، حرکات و سکنات، لباس اور بود و باش کی پیروی ہے اور باطنی اتباع سے مراد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے باطنی کمالات، مثلِ فنا فی اللہ، بقا باللہ، قُرب و معرفتِ الٰہی، انوار و برکات و تجلیات کشف و کرامات، عشقِ الٰہی وغیرہ کا حصول ہے اور یہی صراطِ مستقیم صحابہ کرام اور اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کا طریق ہے۔ اور یہی سنت جماعت ہے۔

آپ نے غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ کی تحریر سے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ آپ رضی اللہ عنہٗ کے ظہور کے وقت حالات کیا ہوں گے۔ اس گمراہ اور پُرفتن دور میں اللہ تعالیٰ نے غوث الاعظم حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کو امام الاولیاء بنا کر بھیجا جنہوں نے ان تمام گمراہ باطنی سلاسل اور ظاہری مسالک کا خاتمہ کیا اور یوں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے چلے آ رہے تمام سلاسل آپ رضی اللہ عنہٗ کی ذاتِ مبارک میں جمع ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہٗ نے بحکمِ خدا اعلان فرما دیا:

قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ۔ ترجمہ: میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے چار سلاسل جاری ہوئے قادری، چشتی، سہروردی اور

نقشبندی۔ سلسلہ قادری آپ رحمتہ اللہ علیہ کا اپنا سلسلہ ہے اور دارا شکوہ کے مطابق چشتی سلسلہ کے بانی حضرت معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ بغداد میں غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے ایک دِن حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے حجرہ میں ٹھہرایا اور اُن کے باطن پر توجہ فرمائی۔ جب حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے وعظ کے دوران فرمایا قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے تو حضرت معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ خراسان کی پہاڑیوں میں چلہ کشی میں مصروف تھے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے وہاں یہ فرمان سنا اور گردن جھکا دی تو غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا جا ہم نے تجھے ہند کی ولایت عطا کی۔ (سکینۃ الاولیاء)

سہروردی سلسلہ کے بانی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ عین حیات میں غوث الاعظم رضی اللہ عنہ پیرانِ پیر کی بارگاہ میں حاضر ہوتے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی عراق کے چالیس مشائخ کے ہمراہ محفل میں بیٹھے ہوئے تھے اور اپنا سر تسلیم خم کر دیا۔ (قلائد الجواہر)

نقشبندیہ سلسلہ کے بانی حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے وصال کے تقریباً سوا دو سو سال بعد پیدا ہوئے۔ حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت سیّد امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ سے اسمِ ذات کا سبق حاصل کیا آپ رحمتہ اللہ علیہ لگاتار سولہ سال اسمِ اَللّٰہُ ذات قلب پر نقش کرتے رہے مگر کامیاب نہ ہو سکے ایک روز اس کوشش میں اتنے وارفتہ ہوئے کہ جنگل کی طرف نکل گئے وہاں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی حضرت خضر علیہ السلام نے پوچھا اے بہاؤالدین (رحمتہ اللہ علیہ) کیا کر رہے ہو۔ جواب دیا قلب روشن نہیں ہو رہا اس لیے بے حد پریشان ہوں انہوں نے کہا کہ تصورِ اسمِ ذات کیا کرو۔ عرض کی کہ سولہ سال سے اسی کوشش میں ہوں مگر کامیابی نہیں ہو رہی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا جاؤ جا کر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مزار پر عرض کرو کام بن جائے گا۔ چنانچہ حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ نے مزارِ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ پر حاضر ہو کر التجا کی۔

یا دستگیر عالم دستم مرا بگیر دستم چناں بگیر کہ گویندت دستگیر

ترجمہ: اے جہان بھر کی دستگیری کرنے والے میری بھی دستگیری فرمائیں۔ اس شان سے جس شان کے آپ رضی اللہ عنہ مالک ہیں۔

اس پر حضور غوث الاعظم سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنا دایاں ہاتھ مزار مبارک سے نکال کر اسمِ اَللّٰہُ ذات کی شکل میں اُن کے سامنے فرمایا:

اے نقشبند عالم نقشم را بہ بند نقشم چناں بہ بند کہ گویندت نقشبند

ترجمہ: اے نقشبندِ عالم میرے والا نقش (اسمِ ذات) جما اور ایسا جما کہ رہتی دنیا تک لوگ تجھے نقشبند کے نام سے یاد کریں۔

اس کے ساتھ ہی حضرت بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے دل پر اسمِ ذات نقش ہو گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ پکار اٹھے۔

بادشاہ ہر دو عالم' شاہ عبدالقادرؒ است سرورِ اولاد عالم' شاہ عبدالقادرؒ است

برزمین و آسمان' جن و بشر ہم قدسیان ساختہ وردِ زبان ہم' شاہ عبدالقادرؒ است

ترجمہ: دو جہانوں' اولادِ آدم' زمین و آسمان کے تمام انسانوں' جنوں' فرشتوں اور تمام مخلوق کے بادشاہ و راہنما حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور ہر ایک کی زبان پر آپ رضی اللہ عنہ کا ہی ذکر ہے۔ (مکتوبات مولانا علامہ فقیر اللہ شکار پوری مکتوب 49 صفحہ 209)

اس لیے حضرت بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو بھی فیض حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے ملا بلکہ قیامت تک فیض تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہی ملے گا لیکن ملے گا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے توسط سے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جب تک غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی منظوری حاصل نہ ہو تو کوئی ولی نہیں بن سکتا اور نہ ہی کوئی تلقین و ارشاد کی مسند پر فائز ہو سکتا ہے۔

غوث الاعظمؓ درمیان اولیا چوں محمدؐ درمیان انبیا

یوں تو ہر طالب کے نزدیک اس کا سلسلہ اعلیٰ و اولیٰ ہوتا ہے لیکن قادری طریقہ کے منسلکین نے ہمیشہ قادری طریقہ کی برتری کا دعویٰ زیادہ شد و مد سے کیا ہے۔ اس کی حقیقت کچھ بھی ہو لیکن دو

باتوں سے انکار ممکن نہیں اوّل یہ کہ ہندوستان میں جن چار سلسلوں قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ کو قبولیت عام حاصل ہوئی ان میں طریقہ قادریہ کو زمانی لحاظ سے اولیت حاصل ہے اور یہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا اپنا طریقہ ہے جبکہ باقی طریقوں یا سلسلوں کے بزرگوں نے اُن سے فیض حاصل کیا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ کے سلسلہ قادری کو ''فقر'' کی بدولت تمام سلاسل پر فضیلت حاصل ہے۔

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا فیضِ روحانی لامحدود ہے۔ اس کے بارے میں آپ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَ شَمْسُنَا اَبَدًا عَلٰی فَلَکِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

ترجمہ: پہلوں کے آفتاب ڈوب گئے لیکن ہمارے فضل و کمال کا آفتاب بلندیوں کے آسمان پر کبھی غروب نہ ہوگا۔

آفتاب سے مراد فیضانِ ہدایت وارشاد ہے اور غروب ہونے سے مراد اس فیض کا بند ہونا ہے جو کبھی نہ ہوگا۔

بعد میں آنے والوں نے آپ کے اس دعویٰ کی تصدیق کی ہے اور وفات کے بعد بھی آپ کی روحانی قوت کے تصرف اور اثر کا اقرار کیا ہے۔ یہاں ہم صرف دو حوالوں پر اکتفا کرتے ہیں جو شہرۂ آفاق محدث و مفکر حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی کتب سے لیے گئے ہیں۔ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ''ہمعات'' میں جو ایک لحاظ سے تصوف کی تاریخ ہے' یوں بیان فرمایا ہے:

- حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد اولیاء کرام اور اصحابِ طریقت کا سلسلہ چلتا ہے ان میں سے سب سے زیادہ قوی الاثر بزرگ جنہوں نے راہِ جذب کو باحسن وجوہ طے کر کے نسبت اویسی کی اصل کی طرف رجوع کیا اور اس میں نہایت کامیابی سے قدم رکھا' وہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی ہے۔ اسی بنا پر آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق کہا گیا ہے کہ موصوف اپنی قبر میں زندوں کی طرح تصرف کرتے ہیں۔

اسی طرح ''تفہیمات'' میں حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں اپنا کشف اس طرح بیان کرتے ہیں: اِنَّ الشَّیْخَ عَبْدَ الْقَادِرِ لَہٗ شُعْبَۃٌ مِنْ سَرَیَانٍ فِی الْعَالَمِ وَذَالِکَ اِنَّہٗ لَمَّامَاتَ صَارَ کَھَیْئَۃِ الْمَلَاِ الْاَعْلٰی وَانْطَبَعَ فِیْہِ الْوُجُوْدُ السَّارِیْ فِی الْعَلَمِ کُلِّہٖ۔

ترجمہ: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے سپرد جہان کو فیض پہنچانے کا شعبہ ہے۔ اسی لیے جب ان کا وصال ہوا' تو ان کی روح ملاء الاعلیٰ کی صورت اختیار کر گئی اور ان کا وجود تمام جہاں کے لیے فیض رساں بن گیا۔

سلسلہ سروری قادری کے عالی مرتبہ بزرگ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ جنہیں سلطان الفقر سید الکونین' سلطان العارفین کا بلند مرتبہ حاصل ہے نے اپنی کتب میں جابجا غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی تعریف اور سلسلہ قادری کی عظمت و رفعت کو بیان کیا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ جس نے بھی غوثیت وقطبیت ودرویشی وفقیری واولیائی وولایت وہدایت کی دولت ونعمت و سعادت پائی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ سے پائی کیونکہ دونوں جہان کی چابی آپ رضی اللہ عنہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ جو آپ رضی اللہ عنہ کا منکر ہوا وہ دونوں جہان میں مردود الحق ہو کر ابلیس خبیث کی طرح پریشان ہوا۔ ہر مومن بندۂ خدا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی ہے یا امتی تھا یا غوث و قطب ولی اللہ ہے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا مرید ہے۔ اُن میں سے کوئی بھی حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی مریدی سے باہر نہیں۔ جو اُن کی مریدی سے انحراف کرتا ہے وہ معرفتِ مولیٰ تک ہرگز نہیں پہنچ سکتا' اُس کے مراتب سلب ہو جاتے ہیں کیونکہ آپ کا خطاب ہی غوث الثقلین وغوث الجن والانس والملائکہ ہے۔ عقلمند کے لیے تو یہ اشارت وبشارت ہی کافی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا قدم مبارک آپ رضی اللہ عنہ کی گردن پر رکھا اور تمام ارواحِ فقرائے فنا فی اللہ کی گردن پر حضرت محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سیف اللہ بقا باللہ غوث الجن والانس والملائکہ کا قدم مبارک ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے آپ سے عرض کی ''آپ مجھے کوئی وصیت فرمائیں۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے

فرمایا ''اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کو لازم پکڑو' اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہ ڈرو نہ ہی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے کوئی غرض رکھو' اپنی تمام حاجات کو اللہ تعالیٰ کی مرضی پر چھوڑ دو کہ تمام نعمتیں اُسی کے پاس ہیں' اُس کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کرو' سب کچھ اُسی سے مانگو' کسی کو اُس کا شریک مت ٹھہراؤ اور اپنی نظر اُس کی توحید پر رکھو کہ اُس کی توحید ہر چیز کو محیط ہے۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا ''میرے' تمہارے اور تمام خَلق کے درمیان اتنا بُعد ہے کہ جتنا زمین و آسمان کے درمیان ہے لہٰذا مجھ کو کسی پر قیاس مت کرو اور نہ ہی کسی کو مجھ پر قیاس کرو۔'' (محک الفقر کلاں)

❁ جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ختم الانبیا ہیں اُسی طرح حضرت پیر دستگیر زندہ جان و نورِ دین و صاحبِ حق الیقین عارف باللہ شاہ محی الدین رضی اللہ عنہ ختم الاولیا و ختم الفقرا و ختم المعرفت و ختم الولایت و ختم الہدایت و ختم العنایت ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ فائضِ برکات بقا باللہ' غرقِ ذات' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وزیر اور صاحبِ حضور ہیں۔ آپ کلیدِ دو جہان ہیں اور ظاہر باطن میں دونوں جہان پر تصرف رکھتے ہیں۔ جو آدمی حیات و ممات میں اُن جیسے مراتب کا دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا کذاب ہے کہ میرے پیر شاہ محی الدین رضی اللہ عنہ دنیا و آخرت دونوں جہان میں زندہ جان ہیں۔ وہ میری جان ہیں بلکہ نزدیک از جان ہیں۔ جو مرید اپنے پیر کو اپنی جان سے عزیز تر و قریب تر نہیں جانتا اُسے مرید نہیں کہا جا سکتا' وہ محض پریشان ہے۔ حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ کا قدم شریعت پر ہے۔ شریعت ایک حرف ہے اور آپ کا شرف اُسی حرف سے ہے۔ وہ حرف بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کا ''ب'' ہے۔ جان لے کہ ''ب'' بنائے اسلام ہے جس پر تمام مسلمانی استوار ہے۔ حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ کی کلید تصرف ابد الآباد تک قائم ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے مرید عارف باللہ اور صاحبِ کلید ہیں کہ قادری طریقے میں تقلید نہیں ہے۔ آپ کے مرید معیتِ حق تعالیٰ میں دائم صاحبِ استغراق عارف باللہ ہیں۔ کوئی دوسرا خانوادہ طریقہ قادری طریقے کی ابتدا کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اگر کوئی اس کا دعویٰ کرے تو وہ باطن کا کھوٹا ولافزن ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ قادریہ کی شان بیان کرتے ہوئے

فرماتے ہیں: ''سُن! اگر تو عاقل ہے تو ہوشیار ہو جا' اگر غافل ہے تو غفلت کا پردہ اپنے کانوں سے ہٹا دے اور خبردار ہو جا' اگر عامل ہے تو صاحبِ اعتبار ہو جا اور اگر کامل ہے تو اس حقیقت کو سو بار و ہزار بار بلکہ ہمیشہ یاد رکھ کہ حضرت شیخ محی الدین شاہ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کا طریقہ قادری اسرارِ الٰہی کے خزانے بانٹنے والا اور ناقصوں کے وجود سے ریاضت کا بوجھ اتارنے والا طریقہ ہے۔ قادری طریقہ تیز دھار ننگی تلوار کی مانند ہے' جو شخص حضرت پیر و دستگیر قدس سرہٗ العزیز کے کسی طالب مرید سے دشمنی کا دم بھرتا ہے تو اُس کا سر گردن سے جدا کر دیا جاتا ہے۔ اگر حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ العزیز کی اولاد میں سے کوئی طالب مرید صالح ہو تو وہ آپ رضی اللہ عنہٗ کی آستین میں رہتا ہے اور اگر طالح ہو تو آپ رضی اللہ عنہٗ اُس کی آستین میں ہوتے ہیں' جب کوئی اُسے آزار پہنچاتا ہے تو حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ العزیز آستین جھاڑ کر اُسے سات پشتوں تک تباہ حال کر دیتے ہیں۔'' (نور الہدیٰ کلاں)

❁ ہر طریقہ خرقہ پوش ہے لیکن قادری طریقہ محبت و معرفتِ توحیدِ الٰہی کا دریا نوش ہے' ہر طریقہ میں سجادگی ہے لیکن قادری طریقہ میں غرق فنا فی اللہ ہو کر نفس سے آزادگی ہے۔ ہر طریقہ میں قائم مقام ہے لیکن قادری طریقہ میں ہدایتِ معرفت و فقر تمام ہے ہر طریقہ میں جبہ و دستار ہے لیکن قادری طریقہ میں مشاہدۂ جمالِ حضور اور شرفِ دیدار ہے۔ ہر طریقہ میں ورد و تسبیح ہے لیکن قادری طریقہ میں غرقِ وحدت و نفس ذبیح ہے' ہر طریقہ میں تقلیدی طور پر حجام کی طرح قینچی سے طالب مرید کے بال کاٹے جاتے ہیں لیکن قادری طریقہ میں توجہ دے کر عین توحید کا مشاہدہ کرایا جاتا ہے۔

ہر طریقہ مفلس و بر در سوال　　قادری صاحب غنایت باوصال

من قادریم' حاضریم باخدا　　طالباں را می نُمایم مصطفیٰ

ترجمہ: ہر طریقہ مفلس و در در کا سوالی ہے مگر قادری غنی و باوصال ہوتا ہے' میں قادری فقیر ہوں' ہر وقت بارگاہِ الٰہی میں حاضر رہتا ہوں اور طالبوں کو مجلسِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پہنچاتا رہتا

ہوں۔ فقیر نے جو کچھ کہا ہے حسد سے نہیں بلکہ حساب سے کہا ہے۔ (نورالہدیٰ کلاں)

دورانِ معراج حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رُوحِ حضرت پیر دستگیر قدس سرہُ العزیز کو حضورِ حق ہی میں دستِ بیعت فرما کر تعلیمِ علم و تلقینِ حلم وارشادِ معرفت سے نوازا اور اپنا قائم مقام بنا کر افتخار و سر بلندی سے شاد فرمایا اور شاہ عبدالقادر کا خطاب عطا فرمایا۔ (نورالہدیٰ کلاں)

حضرت پیر دستگیر قدس سرہُ العزیز مادر زاد ولی اللہ تھے جنہیں خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دست بیعت فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ جب کبھی ظاہری دستِ بیعت کرنے کی غرض سے کسی مرشدِ کامل کی تلاش میں نکلتے اور مرشدوں کو طلبِ ناقص میں گرفتار پاتے تو اپنی باطنی توجہ سے انہیں طلبِ ناقص سے نکال کر مرشدی کے انتہائی مرتبے پر پہنچا دیتے۔ دوسرے پیر لوگوں کو صرف طالب مرید کرتے تھے لیکن حضرت پیر دستگیر قدس سرہُ العزیز اپنے طالبوں کو مرتبہ مُرشدی عطا فرمایا کرتے تھے۔ ظاہر میں تو دوسرے بہت سے پیر تھے لیکن حقیقت میں وہ سب حضرت پیر دستگیر قدس سرہُ العزیز کے طالب مرید تھے، حضرت پیر دستگیر قدس سرہُ العزیز نے کسی کو بھی اپنے مرتبے کا نہ پایا اور جیسا اُس وقت تھا ویسا ہی اب ہے۔ (نورالہدیٰ کلاں)

جان لے کہ قادری طریقہ بادشاہ ہے اور دوسرے تمام طریقے اُس کی فرمانبردار و محکوم رعیت ہیں۔ طریقت میں ہر طریقے کی پیشوا ریاضت ہے لیکن کامل قادری (سروری قادری) طریقے میں پہلے ہی روز شرف دیدار، حضوریِ انوار اور قُربِ الٰہی ہے۔

سہروردی زاں فقر آگاہ نیست   نقش بندی راز فقرش راہ نیست
خواجہ چشتی ریاضت راہ بر   بہرِ دنیا عزّ و جاہ و سیم و زر
ابتدائے قادری را شُد لِقا   انتہائے قادری با مصطفیٰؐ

ترجمہ: ''طریقۂ سہروردی کو راہِ فقر سے آگاہی نہیں، طریقۂ نقشبندی کو راہِ فقر کی خبر نہیں اور طریقۂ چشتی کی راہبر ریاضت ہے جس سے دنیوی عزّ و جاہ اور مال و دولت کا تصرف ہاتھ آتا ہے جب کہ طریقۂ قادری کی ابتدا لقائے الٰہی ہے اور اُس کی انتہا مجلسِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دائمی

حضوری ہے۔''

مَنْ سَکَتَ عَنِ الْحَقِّ فَھُوَ شَیْطَانٌ اَخْرَسٌ۔ ترجمہ:''جو شخص حق بات کہنے سے چپ رہا وہ گونگا شیطان ہے۔'' اس لیے فقیر جو کچھ کہتا ہے حسد نہیں بلکہ حساب سے کہتا ہے کہ مرتبۂ قادری کسی کے وہم وفہم میں نہیں سما سکتا کہ اُس کی حد ہے نہ حساب۔[1]

❁ اے جانِ عزیز! عقل مندی کا تقاضا یہ ہے کہ دانش وتمیز سے کام لیا جائے' لہٰذا معرفت و فقر میں وہ شخص قدم رکھے جو سب سے پہلے طریقے کی ابتدا وانتہا کے ہر مقام پر حق وباطل کی تمیز اور باطنی تحقیق کی توفیق سے پیرو مرشد کی پرکھ کرلے اور توفیق بھی چار قسم کی ہوتی ہے۔ (۱) توفیقِ علم کہ جس کا تعلق انسانی شعور سے ہے۔ (۲) توفیقِ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کہ جو اہلِ حضور اولیا اللہ کا نصیبہ ہے۔ (۳) توفیقِ تصدیقِ دل کہ جو ذکرِ قلبی سے حاصل ہونے والے مشاہدۂ انوارِ توحید اور شرفِ دیدارِ پروردگار سے نصیب ہوتی ہے اور جس سے باطن آباد رہتا ہے (۴) وہ توفیق کہ جس سے بذریعہ تصور نفس فنا ہو جاتا ہے اور بذریعہ تصرف روح بقا حاصل کر لیتی ہے اور طالب عارف باللہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظور ہو جاتا ہے۔ طریقۂ قادری میں مرشد کامل پر فرضِ عین ہے کہ وہ طالب اللہ کو تلقین کے ذریعے چاروں قسم کی توفیق ضرور عطا کرے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ یاد رہے کہ دوسرے ہر طریقے میں رنجِ ریاضت کی آفات ہیں لیکن طریقہ قادری میں تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذریعے پہلے ہی روز غرق فنا فی اللہ کا مرتبہ نصیب ہوتا ہے۔ قادری طریقہ آفتاب کی مثل ہے اور دوسرے طریقے چراغ کی مثل ہیں۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ یاد رہے کہ ہر طریقے میں طالب مرید کو ذکر فکر ومراقبہ میں کوشش اور مرشد کو باطنی توجہ سے کشش کی حاجت ہوتی ہے لیکن قادری طریقے میں کوشش کی حاجت ہے نہ کشش کی بلکہ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی ایک ہی توجہ سے طالب مرید کو حضور میں پہنچا دیا جاتا ہے۔

---

[1] نور الہدیٰ کلاں۔ (۱) ترجمہ مع متن سید امیر خان نیازی (۲) ترجمہ فقیر میر محمدؒ (۳) فقیر الطاف حسین سروری قادری سلطانی اور فقیر نور محمد کلاچوی نے اِن فارسی ابیات کا ترجمہ اردو اشعار میں کیا ہے اور مفہوم یہی ہے۔

نیست کششے ونے کوشش ثواب   غرق فی التوحید فی اللہ بے حجاب
رفت نفس و قلب و رُوح وہم ہوا   غرق فی التوحید بینم روئے خدا

ترجمہ: ''طریقۂ قادری میں کشش کی حاجت ہے نہ ثواب کی خاطر کوشش کی بلکہ غرق فی التوحید فی اللہ ہو کر اللہ تعالیٰ کو بلا حجاب دیکھا جاتا ہے۔ نفس و قلب و رُوح و ہوا سے میری جان چھوٹی اور میں غرق فی التوحید ہو کر جمالِ خداوندی کا مشاہدہ کرتا رہتا ہوں۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ ہر خانوادہ (سلسلہ) کی انتہا قادری طریق کی ابتداء سے لگا نہیں کھا سکتی خواہ تمام عمر ریاضت میں سرگرداں رہے۔ قادری کی ابتدا لامکان اور فنا فی اللہ ہونا ہے اور قادری کی انتہا لاہوت اور بقا باللہ ہونا ہے۔ جو شخص فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مراتب پر نہیں پہنچا اُسے نہ ابتدا حاصل ہے نہ انتہا بلکہ وہ نفس کے تابع اور حرص و ہوا میں مبتلا ہے۔ سالہا سال کی ریاضت سے مشاہدہ وصال میں ایک دم کے لیے مستغرق رہنا بہتر ہے۔ (توفیق الہدایت)

❁ جان لے کہ ہر طریقے کی بنیاد ظاہر باطن میں اشتغال پر ہے جبکہ قادری طریقے کی بنیاد معرفتِ اِلَّا اللّٰہُ مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری اور اللہ تعالیٰ کے قرب و وصال پر ہے' اس میں زبان کا جواب زبان سے' دل کا دل سے' قلب کا قلب سے' روح کا روح سے' سِرّ کا سِرّ سے' مشاہدے کا مشاہدے سے' معرفت کا معرفت سے' نور کا نور سے' قرب کا قرب سے' جمعیت کا جمعیت سے اور حضور کا جواب حضور سے ملتا ہے۔ قادری طالب مریدوں کو ان مراتب کی چابی توحید (اسمِ اَللّٰہُ ذات) سے حاصل ہوتی ہے جو ہمیشہ اُن کے پاس رہتی ہے۔ قادری طریقہ میں تقلید اور مقلد کی کوئی گنجائش نہیں۔ چڑیوں کی کیا مجال کہ ہم نشین شہبازاں ہو سکیں؟ (کلید التوحید کلاں)

❁ قادری طالب مرید کا مرتبہ کسی دوسرے سے ہرگز سلب نہیں ہو سکتا کہ قادری طالب مرید دوسرے تمام طریقوں پر غالب ہوتا ہے کیونکہ طریقہ قادری اور فقرِ قادری امور خداوندی میں سے ایک امر ہے اور اللہ کا امر ہر چیز پر غالب ہے۔ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ (سورہ یوسف:21)

(ترجمہ: اور اللہ اپنے امر پر غالب ہے)۔(نورالہدیٰ کلاں)

❁ ہر یکے بہر از گدائی در طلب   قادری غالب بود با قُربِ رب

ترجمہ: انتہائی قُربِ ربانی کے باعث قادری طریقہ ہر طریقے پر غالب ہے اس لیے ہر طریقہ قادری طریقے کے در کا سوالی ہے۔(نورالہدیٰ کلاں)

❁ ہر طریقہ مے بود مثلِ چراغ   و ز آفتابِ قادری صد طُور داغ

ترجمہ: ہر طریقہ چراغ کی مثل ہے اور قادری طریقہ آفتاب کی مثل ہے' قادری طریقہ ایسا آفتاب ہے کہ جس کے سامنے سینکڑوں طُور شرمندہ ہیں۔(نورالہدیٰ کلاں)

❁ یاد رہے کہ عالم فاضل ہونا' شیخ مشائخ ہونا' غوث قطب ہونا اور فقیر درویش ہونا آسان کام ہے لیکن مومن مسلمان ہونا بہت مشکل و دشوار کام ہے مگر طریقۂ قادری کا فقیر حنفی العقیدہ اہلِ سنت و الجماعت' دوست دارِ چہار یار مومن مسلمان ہوتا ہے جو باطنی طور پر مست مگر ظاہری طور پر شریعت میں ہوشیار رہوتا ہے۔(نورالہدی کلاں)

❁ جان لو! کہ قادری طریقہ ہر دوسرے طریقہ پر قادر و قوی ہے قادری کی ابتداء تمام طریقوں کی انتہا (کے برابر) ہے اور قادری کو فتح (قادری طریقہ سے ہی ہوتی) ہے۔(گنج الاسرار)

❁ دوسرے ہر طریقہ کے لوگ اگر تمام عمر ریاضت اور مجاہدہ میں اپنی جان کھپاتے رہیں پھر بھی وہ قادری طریقہ کے ادنیٰ مراتب کو نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ قادری کا کھانا مجاہدہ اور اس کا خواب مشاہدہ ہوتا ہے۔ اس طریقہ والے کا سیر ہو کر کھانا یا بھوکا رہنا برابر ہوتا ہے۔ اس کی خواب و بیداری برابر اس کی مستی و ہشیاری برابر خاموشی اور گویائی برابر ہوتی ہے۔ اس طریقہ والوں کے متعلق لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ وہ ان سے ہم سخن ہے لیکن وہ ہمیشہ خدا' رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور شاہ محی الدین رضی اللہ عنہٗ سے ہم کلام رہتے ہیں۔ وہ روٹی تو اس جہان کی کھاتے ہیں لیکن کام اُس جہان کا کرتے ہیں۔ ان کی نظر ان کی توجہ ان کا وہم اور ان کا خیال حضوری وصال سے ہوتا ہے پس ان کی

حقیقت کو مادر زاد اندھا پریشان کیسے جان اور پہچان سکتا ہے؟ قادری طریقہ ہر دو جہان پر امیر کر دیتا ہے۔ کیونکہ اس کی اصل (بنیاد) اسمِ اَللّٰہُ کے تصور سے فنا فی اللہ عارف باللہ فقیر کے مراتب حاصل کرنے میں ہے اس قسم کے قادری کو نر شیر، شہنشاہ اور صاحبِ راز کہتے ہیں۔ (گنج الاسرار)

❁ تمام سلاسل چراغ کی مانند ہیں جسے نفسانی، شیطانی، دنیاوی آفتوں اور بلاؤں کی ہوا بجھا سکتی ہے۔لیکن سلسلہ قادریہ آفتاب کی مانند ہے کیونکہ اسے مخالف ہواؤں کا ڈر نہیں۔ چراغ کی کیا مجال کہ آفتاب کے سامنے چمکے۔ (اسرارِ قادری)

سلسلہ سروری قادری

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ سروری قادری ہیں اور آپ رحمتہ اللہ علیہ قادری سلسلہ کی دو شاخوں کا ذکر فرماتے ہیں، سروری قادری اور زاہدی قادری آپ رحمتہ اللہ علیہ سے ہی سلسلہ سروری قادری کو برصغیر میں عروج حاصل ہوا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ سروری قادری کو ہی کامل قادری یا اصل قادری سلسلہ تسلیم کرتے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ قادری طریقہ بھی دو قسم کا ہے ایک سروری قادری اور دوسرا زاہدی قادری۔ سروری قادری مرشد صاحبِ اسمِ اَللّٰہُ ذات ہوتا ہے اس لیے وہ جس طالبِ اللہ کو حاضراتِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی تعلیم و تلقین سے نوازتا ہے تو اُسے پہلے ہی روز اپنا ہم مرتبہ بنا دیتا ہے جس سے طالبِ اللہ اتنا لایحتاج و بے نیاز مُتَوَکِّلْ اِلَی اللّٰہ ہو جاتا ہے کہ اُس کی نظر میں مٹی و سونا برابر ہو جاتا ہے۔ زاہدی قادری طریقے کا طالب بارہ سال تک ایسی ریاضت کرتا ہے کہ اُس کے پیٹ میں طعام تک نہیں جاتا، بارہ سال کی ریاضت کے بعد حضرت پیر صاحب (محی الدین شاہ عبدالقادر

جیلانی قدس سرہٗ العزیز) اُس کی دستگیری فرماتے ہیں اور اُسے سالک مجذوب یا مجذوب سالک بنا دیتے ہیں۔اس کے مقابلے میں سروری قادری طالب کا مرتبہ محبوبیت کا مرتبہ ہے۔(کلید التوحید کلاں)

۞ زمان ولامکان پر مکمل تصرف رکھنے والا طریقہ صرف قادری ہے اور قادری بھی دو قسم کے ہوتے ہیں' ایک زاہدی قادری اور دوسرے سروری قادری۔ سروری قادری طریقہ وہ ہے جو اس فقیر کو حاصل ہے کہ یہ فقیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر ہوا۔حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے اسے دستِ بیعت فرمایا اور خندہ پیشانی سے فرمایا ''خلقِ خدا کی راہنمائی میں ہمت کرو۔'' بعد از تلقین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس فقیر کا ہاتھ پکڑ کر حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہٗ کے سپرد کر دیا۔ حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہٗ نے بھی سرفرازی بخشی اور خلقِ خدا کو تلقین کرنے کا حکم فرمایا۔ یہ اُن ہی کی نظرِ کرم کا کمال ہے کہ بعد میں اس فقیر نے جب بھی کسی طالب اللہ کے ظاہر و باطن پر توجہ کی اُسے ذکر اذکار اور مشقت و ریاضت میں ڈالے بغیر محض تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات اور تصورِ اسمِ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدد سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں پہنچا دیا۔ پھر اُس نے جدھر بھی نظر اُٹھائی اُسے اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی نظر آیا اور اس کے سامنے کوئی حجاب باقی نہ رہا۔سروری قادری طریقہ کم حوصلہ نہیں۔ یہ نہایت ہی فیض بخش طریقہ ہے جب کہ دیگر طریقوں میں لوگوں نے بعض طالبوں کو آتشِ اسم اَللّٰہُ ذات سے جلا کر مار ڈالا' بعض اسمِ اَللّٰہُ ذات کا بوجھ برداشت نہ کر سکے اور عاجز ہو بیٹھے اور بعض مردود و مرتد ہو گئے۔(عین الفقر)

۞ سروری قادری کامل کی ابتدا کیا ہے؟ قادری کامل (سروری قادری) نظر سے یا تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے یا ضربِ کلمہ طیب سے یا باطنی توجہ سے طالب اللہ کو معرفتِ الٰہی کے نور میں غرق کر کے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری میں پہنچا دیتا ہے کہ طریقہ قادری میں یہ پہلے ہی روز کا سبق ہے۔ جو مرشد اس سبق کو نہیں جانتا اور طالبوں کو مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری میں نہیں پہنچاتا وہ قادری کامل ہرگز نہیں۔اُس کی مستی حال محض خام خیالی ہے کہ قادری کامل معرفتِ الٰہی کے نور میں غرق

ہو کر ہمیشہ غرقِ وصال رہتا ہے اور وصال بھی دو قسم کا ہے' ایک تجلی الہام کا وصال اور دوسرا اُس تجلی میں دائم استغراقِ کامل کا وصال۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ یاد رہے کہ قادری طریقہ بھی دو قسم کا ہے' ایک قادری زاہدی طریقہ ہے جس میں طالب عوام کی نگاہ میں صاحبِ مجاہدہ و صاحبِ ریاضت ہوتا ہے جو ذکرِ جہر سے دل پر ضربیں لگاتا ہے' غور و فکر سے نفس کا محاسبہ کرتا ہے' ورد و وظائف میں مشغول رہتا ہے' راتیں قیام میں گزارتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے لیکن باطن کے مشاہدہ سے بے خبر قال (گفتگو) کی وجہ سے صاحبِ حال بنا رہتا ہے۔ دوسرا سروری قادری طریقہ ہے جس میں طالب قُرب و وصال اور مشاہدۂ دیدار سے مشرف ہو کر شوریدہ حال رہتا ہے اور ایک ہی نظر سے طالب اللہ کو معیتِ حق تعالیٰ میں پہنچا دیتا ہے اور وصالِ پروردگار سے مشرف کر کے حق الیقین کے مراتب پر پہنچا دیتا ہے۔ ایسا ہی سروری قادری فقیر قابلِ اعتبار ہے کہ وہ قاتلِ نفس ہوتا ہے اور کارزارِ حق میں پیش قدمی کرنے والا سالار ہوتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ سروری قادری اُسے کہتے ہیں جو نرشیر پر سواری کرتا ہے اور غوث و قطب اُس کے زیر بار رہتے ہیں۔ سروری قادری طالبوں اور مریدوں کو اللہ تعالیٰ کے کرم سے پہلے ہی روز یہ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے کہ ماہ سے ماہی تک ہر چیز اُن کی نگاہ میں آجاتی ہے۔ سروری قادری کی اصل حقیقت یہ ہے کہ سروری قادری فقیر ہر طریقے کے طالب کو عامل کامل مکمل مرتبے پر پہنچا سکتا ہے کیونکہ دیگر ہر طریقے کے عامل کامل درویش سروری قادری فقیر کے نزدیک ناقص و ناتمام ہوتے ہیں کہ دوسرے ہر طریقے کی انتہا سروری قادری کی ابتدا کو بھی نہیں پہنچ سکتی خواہ کوئی عمر بھر محنت و ریاضت کے پتھر سے سر پھوڑتا پھرے۔ اس طریقہ کے عاشق و طالب دنیا سے تارک فارغ ہوتے ہیں کہ عارف واصل ہونا سروری قادری طریقے کا ابتدائی مرتبہ ہے۔ سروری قادری طریقے کے طالبوں اور مریدوں میں غوث و قطب اور ابدال و اوتاد قیامت تک کم نہ ہوں گے کیونکہ اس طریقہ میں ابتدا و انتہا ایک ہی ہے یعنی تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی تاثیر طالب کو ذکر فکر میں مبتلا کیے بغیر تمام مراتب تک

پہنچا دیتی ہے۔ اس طریقہ کو شریعت سے پائیداری اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم و تلقین سے افتخار حاصل ہے۔ یاد رہے کہ حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ مادر زاد ولی اللہ، فقیر فنا فی اللہ، وزیر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور عارف باللہ معشوقِ اللہ ہیں۔ انہیں بارگاہِ ربّ الارباب سے پیر دستگیر محی الدین رضی اللہ عنہ، بقا باللہ قطب، فردانیت میں غوث اور وحدانیت میں غوث الاعظم کا خطاب اس لیے دیا گیا کہ آپ کے سروری قادری طالبوں اور مریدوں کو پہلے ہی روز اسمِ اعظم (اسمِ اَللّٰہُ ذات) عطا کر دیا جاتا ہے اور انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی حضوری بخش کر غالب الاولیا حبیب بنا دیا جاتا ہے۔ اس طریقہ سے فیض یاب ہونے والے باطن صفا اہلِ تصدیق طالب مرید ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر رہتے ہیں۔ دنیا میں ایسے سروری قادری لایحتاج فقیر بہت ہی کم پائے جاتے ہیں جو دنیا و عقبیٰ سے بے نیاز صاحبِ ہدایت و صاحبِ رازِ عنایت ہوتے ہیں، ایک ہی دم میں دونوں جہان طے کر کے صاحبِ جود و کرم ہو جاتے ہیں اور کشف و کرامات کو باعث ننگ سمجھ کر اُن سے مطلق شرم و حیا کرتے ہیں کہ سروری قادری فقیر کی نظر وحدانیت اِلٰہ پر ہوتی ہے، سروری قادری فقیر ایسا بادشاہ ہے جو معرفتِ الٰہی کے اسرار سے ہر وقت آگاہ رہتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

- سروری قادری اُسے کہتے ہیں جسے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دستِ بیعت فرماتے ہیں اور اس کے وجود سے بدخلقی کی خوبو ختم ہو جاتی ہے اور اُسے شرعِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی راہ پر گامزن ہونے کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔ (محک الفقر کلاں)
- ایک اس مراتب کے بھی سروری قادری ہوتے ہیں جنہیں خاتم النبیین رسول ربّ العالمین سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی مہربانی سے نواز کر باطن میں حضرت محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کے سپرد کر دیں اور حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ بھی اُسے اس طرح نوازتے ہیں کہ اُسے خود سے جدا نہیں ہونے دیتے۔ (محک الفقر کلاں)

سروری قادری طریقہ میں رنجِ ریاضت، چلہ کشی، حبسِ دم، ابتدائی سلوک اور ذکر فکر کی الجھنیں ہرگز

نہیں ہیں یہ سلسلہ ظاہری درویشانہ لباس اور رنگ ڈھنگ سے پاک ہے اور ہر قسم کے مشائخانہ طور طریقوں مثلاً عصا، تسبیح، جُبّہ و دستار وغیرہ سے بے زار ہے۔ اس سلسلہ کی خصوصیت یہ ہے کہ مرشد پہلے ہی روز سلطان الاذکار کا ذکر اور تصورِ اسمِ ذات اور مشق مرقومِ وجودیہ عطا کر کے طالب کو انتہا پر پہنچا دیتا ہے۔ جبکہ دوسرے سلاسل میں یہ سب کچھ نہیں ہے اس لیے حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سلسلہ سروری قادری کے طالب (مرید) کی ابتدا دوسرے سلاسل کی انتہا کے برابر ہوتی ہے۔

شجرہ فقر

سیّدنا غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ

سیّدنا غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کا سلسلہ فقر اس طرح سے ہے:

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت علی کرم اللہ وجہہ

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہٗ

حضرت شیخ حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ جعفر ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبدالعزیز بن حرث بن اسد تمیمی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ ابوالفضل عبدالواحد تمیمی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ محمد یوسف ابوالفرح طرطوسی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ ابوالحسن علی بن محمد بن جعفر القرشی ہنکاری رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رحمتہ اللہ علیہ

غوث الاعظم حضرت شیخ سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ کے بعد سلسلہ سروری قادری اس طرح سے جاری ہے:

حضرت شیخ تاج الدین ابوبکر سیّد عبدالرزاق جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ سیّد عبدالجبار جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ سیّد محمد صادق یحییٰ رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ سیّد نجم الدین برہان پوری رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ سیّد عبدالفتاح رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ سیّد عبدالستار رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ سیّد عبدالبقاء رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ سیّد عبدالجلیل رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ

سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

سلطان الصابرین حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ

شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمتہ اللہ علیہ

سلطان الاولیا حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ

سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ

سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اور آپ کے سلسلہ کے منکر

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

- جو غوث الاعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا منکر ہے وہ بے دین، بد مذہب اور پریشان حال ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

سلسلہ قادری کے دشمن کے بارے میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

- طریقہ قادری کا دشمن تین حکمت سے خالی نہیں ہوتا اوّل رافضی و خارجی دوم ناقص و کاذب و حاسد سوم مردود و منافق۔ (نور الہدیٰ کلاں)

باب 11

ازواج اور اولاد' تصنیفات' وصال مبارک

ازواج اور اولاد

آپ رضی اللہ عنہ نے چار شادیاں کیں آپ رضی اللہ عنہ کی ازواج پاک کے اسمِ گرامی یہ ہیں:

۱۔ سیّدہ بی بی مدینہ جیلانی رحمتہ اللہ علیہا

۲۔ سیّدہ بی بی صدیقہ جیلانی رحمتہ اللہ علیہا

۳۔ سیّدہ بی بی مومنہ جیلانی رحمتہ اللہ علیہا

۴۔ سیّدہ بی بی محبوبہ جیلانی رحمتہ اللہ علیہا

آپ رضی اللہ عنہ کے ستائیس صاحبزادوں میں دس صاحبزادوں کے نام ملتے ہیں جنہوں نے شہرت پائی اور اُن ہی سے اولاد کا سلسلہ چلا آپ رضی اللہ عنہ کے باقی صاحبزادے سنِ بلوغت تک پہنچنے سے پہلے ہی وصال فرما گئے اور یہ دس صاحبزادے ہی آپ رضی اللہ عنہ کے خلفاء بھی ہوئے۔

1۔ حضرت شیخ سیّد عبداللہ سیف الدین عبدالوہاب جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

2۔ حضرت سیّد ابوبکر تاج الدین عبدالرزاق جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

3۔ حضرت سیّد ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

4۔ حضرت سیّد ابو اسحاق ابراہیم جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

5۔ حضرت سیّد ابو الفرح سراج الدین عبد الجبار جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

6۔ حضرت سیّد ابوبکر شمس الدین عبد العزیز جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

7۔ حضرت سیّد ابو نصر ضیاء الدین موسیٰ جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

8۔ حضرت سیّد ابو عبد الرحمٰن شرف الدین عیسیٰ جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

9۔ حضرت سیّد ابو الفضل محمد جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

10۔ حضرت سیّد ابو زکریا یحییٰ جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

تصنیفات

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے بے شمار کتب تصنیف فرمائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی تصنیفات فقر کے اسرار کا مخزن ہیں۔ ان تصنیفات کے مطالعہ سے مردہ قلوب کو زندگی ملتی ہے چند اہم تصنیفات جن کے تراجم دستیاب ہیں' یہ ہیں: 1- الفتح ربانی (خطبات) 2-فتوح الغیب (مقالات) 3- سرالاسرار (فقر) 4-الرسالۃ الغوثیہ (فقر)۔5-غنیۃ الطالبین (فقہ) 6- دیوانِ غوثیہ (فارسی غزلیات)

وصالِ مبارک

علم وعرفان اور فقر کا یہ ماہتاب 91 برس کی عمر میں 11 ربیع الثانی 561ھ (12 فروری 1166ء) شبِ ہفتہ بعد از نمازِ عشاء کو دار الفنا سے دار البقا کو چلا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا مزار پاک آج

بھی بغداد (عراق) میں مرجع خلائق ہے۔ ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو آپ رضی اللہ عنہ کے عاشق گیارھویں شریف کا ختم دلاتے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کے یومِ وصال گیارہ ربیع الثانی کو بڑی گیارھویں شریف کا ختم اور آپ رضی اللہ عنہ کا عرس ہوتا ہے۔

کرامت دو قسم کی ہوتی ہے ایک مادی یا ظاہری دوسری روحانی یا باطنی ۔ مادی یا ظاہری کرامت عوام الناس کیلئے ہوتی ہے کیونکہ ظاہر بین ظاہری کرامت کو مانتے ہیں روحانی یا باطنی کرامت خواص کیلئے ہوتی ہے اور اس کرامت کو خواص ہی جانتے ہیں ۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی باطنی کرامات کے بارے میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ ''عارف باللہ مظہرِ متبرکاتِ قدرتِ سبحانی، محبوبِ ربانی پیر دستگیر حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز دورانِ حیات ہر روز پانچ ہزار مریدوں اور طالبوں کو اس شان سے بامراد فرماتے رہے کہ تین ہزار کو مشاہدہ نورِ واحدانیت اور معرفت ''اِلَّا اللّٰہ'' میں غرق کر کے ''اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ'' (جہاں فقر کی تکمیل ہوتی ہے وہیں اللہ ہوتا ہے۔ مقام فنا فی اللہ بقا باللہ) کے مرتبے پر پہنچاتے رہے اور دو ہزار کو مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری سے مشرف فرماتے رہے۔ (شمس العارفین)

❁ مرشد کو ایسا صاحبِ نظر ہونا چاہیے کہ جیسا کہ میرے مرشد محیّ الدین ؓ ہیں کہ ایک ہی نظر میں ہزاروں طالبوں، مریدوں میں سے بعض کو معرفتِ ''اِلَّا اللّٰہ'' میں غرق کر دیتے ہیں اور بعض کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی دائمی حضوری بخش دیتے ہیں۔(شمس العارفین)

سیّدنا غوث الاعظم ؓ کی کرامات وخرق عادات کتابوں کے اندر اس کثرت کے ساتھ منقول ہیں کہ کسی دوسرے بزرگ کی نہ ہوں گی۔ آپ ؓ کی بیشمار کرامات میں سے بقدر اختصار پیش کی جاتی ہیں:

❁ سیّدنا غوث الاعظم ؓ فرماتے ہیں: اِنَّ یَدِیْ عَلٰی مُرِیْدِیْ کَالسَّمَآءِ عَلَی الْاَرْضِ بیشک میرا ہاتھ میرا پنجہ میرے مرید کے اوپر اس طرح سایہ فگن ہے جیسے کہ آسمان زمین کے اوپر۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں اِنْ لَّمْ یَکُنْ مُرِیْدِیْ جَیِّدًا فَاَنَا جَیِّدٌ ''اگر میرا مرید طاقتور نہیں تو کوئی بات نہیں میں تو اس کا آقا طاقت والا ہوں''۔

دوسری جگہ آپ ؓ ارشاد فرماتے ہیں اگر میرا مرید میرا نام لیوا مشرق میں ہو اور میں مغرب میں ہوں اور اس کا ستر کھل جائے تو میں اس کی ستر پوشی اپنے ہی مقام سے بیٹھے بیٹھے کر دوں گا اور تا قیامت میرے سلسلہ والے اگر ٹھوکر کھا کر گرنے لگیں تو میں انہیں سنبھالتا رہوں گا اور سہارا دیتا رہوں گا۔

❁ ایک مقام پر سیّدنا غوث الاعظم ؓ ارشاد فرماتے ہیں ''اس شخص کا نصیبہ بہت بلند ہے جس نے میری زیارت کی یا میرے دیکھنے والے کی زیارت کا شرف حاصل کیا''۔

❁ سیّدنا غوث الاعظم ؓ قصیدہ غوثیہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

مریدی لاتخف واش فانی ۔۔۔ عزومٌ قاتِلٌ عند القتالی

میرے مرید خوف نہ کر کسی دشمن سے کہ بلاشبہ میں عزم مستحکم والا اور جنگ کے وقت سخت قتال کرنے والا ہوں۔

❁ ایک دفعہ سیّدنا غوث الاعظم ؓ اہلِ بغداد کی نظروں سے غائب ہو گئے۔ لوگوں نے

تلاش کرنا شروع کر دیا معلوم یہ ہوا کہ آپؓ دریائے دجلہ کی جانب تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں پہنچ کر لوگوں نے دیکھا کہ آپؓ پانی پر چل رہے ہیں اور دریائے دجلہ کی ساری مچھلیاں نکل نکل کر آپؓ کو سلام کرتی ہیں اور قدم مبارک کا بوسہ لے رہی ہیں۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے ایک بہترین قسم کا حسین مصلے فضا میں معلق ہو کر بچھ گیا اور اس کے اوپر دو سطریں لکھی ہیں۔

سطر اوّل میں اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ ط اور دوسری سطر میں سَلَامٌ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ اِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط لکھا ہے۔

اتنے میں بہت سے لوگ اس مصلےٰ کے قریب جمع ہو گئے ظہر کا وقت تھا تکبیر کہی گئی آپؓ نے امامت فرمائی جب تکبیر کہتے تو حاملان عرش آپؓ کے ساتھ تکبیر کہتے اور جب تسبیح پڑھتے تو ساتوں آسمان کے فرشتے آپؓ کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتے تو آپؓ کے لبوں سے نکل کر سبز رنگ کا نور آسمان کی طرف جاتا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو یہ دعا فرمائی کہ اے ربِ قدیر تیری بارگاہ میں تیرے محبوب کے واسطے سے دعا کرتا ہوں کہ تو میرے مریدوں اور میرے مریدوں کی روحوں کو جو میری طرف منسوب ہوں بغیر توبہ کے قبض نہ فرمانا۔ سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کی اس دعا پر ہم سبھوں نے فرشتوں کی ایک بڑی جماعت کو آمین کہتے ہوئے سنا۔ دعا کے بعد ایک ندائے غیبی سنائی دی۔ اَبْشِرْ فَاِنِّیْ قَدِاسْتَجِبْتُ لَکَ اے عبدالقادرؓ خوشخبری ہو تمہارے لئے یہ کہ میں نے تمہاری دعا قبول کر لی۔

✿ شیخ ابو عامر عثمان رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ عبدالخالق حریمی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم تین صفر 555ھ کو آپ کے مدرسہ میں حاضر تھے۔ اچانک آپ اٹھے اور کھڑاؤں کو پہن کر وضو فرمایا پھر دو رکعت نماز پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے تو ایک چیخ ماری اور ایک پیر کی کھڑاؤں کو ہوا میں پھینک دیا جو ہماری نگاہوں سے غائب ہو گئی پھر دوسرے پیر کی کھڑاؤں بھی ہوا میں پھینک دی۔ استفسار کی تو بھلا کس کو جرأت تھی۔ البتہ ہم نے دن اور تاریخ نوٹ کر لیا۔ تین دن کے بعد ایک قافلہ تاجروں کا آیا اور آپؓ کی خدمت میں کچھ کپڑے اور نقد روپے بطور نذر پیش کئے اور

ساتھ ہی اس دن والی کھڑاؤں کو بھی حاضر خدمت کیا ہم لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی- اس قافلے سے ہم نے حالات معلوم کیے تو انہوں نے بتلایا کہ ہمارا قافلہ جنگل سے گذر رہا تھا رہزنوں نے ہمیں گھیر کر لوٹ لیا- اس وقت ہم نے حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو پکارا فوراً ہم نے دو چیخیں ایسی سنیں کہ سارا جنگل دہل گیا۔ ہم سمجھے کہ شاید کوئی ہماری مدد کو آ گیا لیکن بظاہر کوئی نظر نہ آیا۔ قافلے کا ہر فرد غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی مدد کا منتظر تھا کہ اتنے میں ان رہزنوں میں سے دو شخص افتاں وخیزاں اور پریشان حال بھاگے ہوئے ہم سے آ کر کہنے لگے کہ خدارا ہمارا قصور معاف کر دو اور چل کر اپنا مال واپس لے لو- جب ہم لوگ اس جگہ پر پہنچے تو دیکھا کہ وہ دونوں سردار مُردہ پڑے ہیں اور یہ دونوں کھڑاؤں ان کے سینوں پر رکھی ہیں پھر ان رہزنوں نے پورا واقعہ بیان کیا اور ہمارا مال واسباب واپس کر دیا۔ پس اسی وقت اس مال میں حضور کی نذر مان لی۔ لہٰذا ہم لوگ اس وقت ادائے نذر کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں۔اس واقعہ کی تاریخ و دن ملانے سے بالکل مطابق ہوا۔

✿ شیخ ابو القاسم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک روز میں اور ابو مسعود ابو بکرؒ، شیخ ابو الخیرؒ، بسر بن محفوظؒ، شیخ ابو حفصؒ، عمر شیخ ابو العاص احمد امکانیؒ اور شیخ عبد الوہابؒ، سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ جمعہ کا دن تھا اور 560ھ جمادی الآخر کی 30 تاریخ تھی ایک خوبصورت و حسین نوجوان آ کر ادب سے بیٹھ گیا اور عرض کرنے لگا "اے اللہ کے ولی آپ پر سلام ہو میں رجب کا مہینہ ہوں آپ کو خوشخبری دینے آیا ہوں کہ یہ مہینہ لوگوں کے لئے بہت مبارک ہے چنانچہ اس مہینہ میں لوگ نیک کاموں میں زیادہ مصروف رہیں گے۔ اتوار کے دن یہ مہینہ ختم ہو گیا میں بھی حاضرِ دربار تھا ایک شخص آ کر سلام کے بعد باادب عرض کرنے لگا کہ میں شعبان کا مہینہ ہوں آپ کو کوئی خوشخبری سنانے نہیں آیا ہوں بلکہ یہ بتلانے آیا ہوں کہ اس مہینہ میں ملک حجاز کے اندر گرانی زیادہ ہوگی۔ خراسان میں خونریزی و غارتگری ہوگی۔ تلواریں چلیں گی اور شہر بغداد میں بیماری سے بہت سے لوگ مر جائیں گے۔ چنانچہ چند ہی دنوں کے بعد اس قسم کی اطلاعات موصول ہونے لگیں اور بغداد میں بیماری کا ایسا زور ہوا کہ کافی لوگ مر گئے"

پھر ایک دن شیخ نجیب الدین سہروردی، شیخ ابوالحسن جوزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ قاضی ابوالعلی محمد بن بزاز رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے۔ ایک وجیہہ و باوقار شخص آیا اور سلام کے بعد عرض کیا "میں رمضان کا مہینہ ہوں اب آئندہ آپ سے ملاقات نہ ہو سکے گی"۔ چنانچہ آنے والے سال کے ربیع الثانی ہی میں آپ رضی اللہ عنہ وصال فرما گئے۔ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں جن کے پاس مہینے مجسم ہو کر آتے ہیں اس کی اچھائی برائی سے انہیں خبر دیتے ہیں۔ آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ سیف الدین عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سال کا کوئی مہینہ ایسا نہیں ہوتا تھا کہ شروع ہونے سے قبل آپ کے پاس نہ آتا ہو اور اگر اس میں نزول خیر ہونے والا ہوتا تو اچھی شکل میں حاضر ہوتا تھا اور کوئی برائی پیش آنے والی ہوتی تو بری شکل میں۔

✽ ایک روایت میں حضرت ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اپنی مجلس میں برملا زمین سے کرۂ ہوا میں چہل قدمی فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ آفتاب طلوع نہیں ہوتا ہے تاوقتیکہ میری بارگاہ میں سلام نہ بھیجے۔ میرے ربّ کی عزت وجلال کی قسم تمام شقی وسعید میرے پیشِ نظر کیے جاتے ہیں۔ میری نگاہیں لوحِ محفوظ پر لگی رہتی ہیں۔ پروردگار عالم کے علم ومشاہدہ کے سمندر میں غوطہ زن رہتا ہوں مخلوق پر میں حجۃ الٰہیہ ہوں اپنے جد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نائب خاص ہوں اور زمین پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وارث۔

✽ شیخ ابوالحسن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مدرسہ میں حاضر تھا۔ ایک مالدار تاجر ابوغالب فضل اللہ ابن اسمعیل بغدادی ازجئی حاضر ہوا اور بصدِ ادب عرض کیا کہ حضور آپ رضی اللہ عنہ کے جدِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے "جب کوئی شخص دعوت پیش کرے تو قبول کر لینی چاہیے خادم آپ کی خدمت میں عرض گذار ہے کہ میری دعوت قبول فرمالیجئے۔" آپ نے فرمایا! اگر مجھ کو اجازت مل گئی تو ضرور شریک ہوں گا۔ اس کے بعد تھوڑی دیر آپ رضی اللہ عنہ نے مراقبہ میں سر کو جھکا لیا۔ پھر سر مبارک اٹھا کر فرمایا مجھے اجازت مل گئی اب میں ضرور آؤں گا، مطمئن

رہو۔ وقت معینہ پر آپ ؓ اپنی سواری پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ شیخ ابوالحسن ہیئتی نے آپ ؓ کی دائیں رکاب تھامی اور ابوالحسن نے بائیں رکاب پکڑی اور تاجر کے مکان پر پہنچ گئے وہاں علماء و مشائخ کرام کی ایک بڑی جماعت پہلے سے موجود تھی۔ دستر خوان بچھایا گیا اور طرح طرح کے کھانے چنے گئے پھر ایک بڑا سا ٹوکرا جس کے اوپر چادر پڑی تھی دو شخص اٹھائے ہوئے لائے اور دستر خوان کے ایک کنارے پر رکھ دیا۔ اس کے بعد داعی نے کہا بسم اللہ کیجئے لیکن سرکارِ غوث الاعظم ؓ ہنوز مراقبہ میں سر جھکائے بیٹھے رہے۔ آپ نے کھانا شروع نہیں فرمایا اس لئے کسی کو بھی جرأت نہ ہو سکی۔

چند لمحے کے بعد آپ ؓ نے اپنے دونوں محترم رفقاء کو حکم دیا کہ اس ٹوکرے کو کھولو۔ حکم عالی کے مطابق دونوں نے مل کر اس ٹوکرے کو کھولا اور آپ کے سامنے لا کر رکھ دیا اس میں سے ایک مادر زاد اندھا مفلوج ومجذوم بچہ نکلا یہ بچہ ابوغالب سوداگر ہی کا تھا۔ سیّدنا غوث اعظم ؓ نے یہ دیکھتے ہی فرمایا ''اللہ حیی قیوم کے حکم سے تندرست ہو کر کھڑے ہو جاؤ'' یہ فرماتے ہی وہ بچہ بالکل صحیح و سلامت اور تندرست ہو کر کھڑا ہو گیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے یہ بچہ کبھی بیمار ہی نہیں تھا۔

شیخ ابوسعید قلیولی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ سنا تو فرمایا سیّدنا غوث الاعظم ؓ مادر زاد اندھے اور جذامیوں ہی کو نہیں اچھا کر دیتے بلکہ اللہ کے حکم سے مردوں کو بھی زندہ فرما دیتے ہیں۔

❁ قُدوۃ العارفین حضرت ابوالحسن علی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ رافضیوں کی ایک جماعت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور دو بڑے خشک کدو سر بمہر آپ کے سامنے رکھ دیئے اور دریافت کیا بتلایئے اس میں کیا ہے؟ آپ نے ان دونوں میں سے ایک کے اوپر دستِ مبارک رکھ کر فرمایا اس میں ایک آفت رسیدہ بچہ ہے پھر وہ کھولا گیا تو ایک اپاہج بچہ گوشت کے لوتھڑے کی طرح نکلا فرمایا ''قم باذن اللہ'' وہ بچہ اسی وقت تندرست وتوانا ہو گیا اور چلنے لگا۔

پھر سیّدنا غوث الاعظم ؓ نے دوسرے کدو کے اوپر ہاتھ رکھ کر فرمایا اس میں ایک صحیح بچہ ہے کھولا گیا تو ایک تندرست بچہ نکلا حضرت نے اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر فرمایا ''اپاہج ہو جا'' اتنا کہنا تھا کہ اس

وقت وہ بچہ اپاہج ہو گیا۔

یہ کرامات دیکھ کر رافضیوں نے اپنے باطل مذہب کو چھوڑ کر سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اس واقعہ کو دیکھ کر تین مردانِ حق جاں بحق ہو گئے۔

❁ فقیہہ ابوالمعالی عبدالرحیم بن مظفر قرشی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہٗ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ آپ اس وقت مکان کی چھت پر نماز چاشت ادا فرما رہے تھے میں بھی وہیں چلا گیا اچانک جو میری نظر میدان کی جانب اٹھی تو دیکھا کہ رجال الغیب کی چالیس صفیں دست بستہ کھڑی ہیں اور ہر ہر صف میں ستر افراد ہیں۔ جب ان سے پوچھا گیا تم لوگ بیٹھتے کیوں نہیں ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ جب تک قطبِ زماں بیٹھنے کی اجازت نہ عطا فرمائیں گے اس وقت تک ہم لوگ نہیں بیٹھ سکتے کیونکہ ہمارے اوپر انہی کا سایہ انہی کا ہاتھ ہے اور ہم سب انہی کے زیرِ حکومت ہیں۔ اس کے بعد جب آپ نے سلام پھیرا اور نماز سے فارغ ہو گئے تو رجال الغیب کی صفوں میں کچھ حرکت پیدا ہوئی پھر یکے بعد دیگرے آپ کی خدمت میں قدمبوسی کے لئے حاضر ہونے لگے ان میں سے ایک ایک آتا تھا اور قدم بوسی کر کے پیچھے چلا جاتا تھا۔ جب سب فارغ ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہٗ نے انہیں بیٹھنے کا حکم دیا اور وہ سب مؤدب ہو کر بیٹھ گئے پھر انہیں نصیحت فرمانے لگے۔

❁ شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہٗ وعظ فرما رہے تھے کہ اچانک بارش ہونے لگی لوگوں میں انتشار پیدا ہو گیا تو آپ رضی اللہ عنہٗ نے رخ مبارک آسمان کی جانب اٹھا کر فرمایا "اے پروردگارِ عالم میں تو لوگوں کو تیری باتیں سنانے کیلئے بلاتا ہوں اور تیری بارش انہیں بیٹھنے نہیں دیتی" اتنا فرمانا تھا کہ بارش منقطع ہو گئی۔

❁ دریائے دجلہ میں ایک مرتبہ بہت ہولناک سیلاب آیا اور پانی اتنا بڑھ گیا کہ بغداد مقدس کے ڈوب جانے کا خطرہ لاحق ہو گیا لوگ حیران و پریشان حال آپ رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور دُعا کیجیے ورنہ بغداد تباہ ہو جائے گا۔ آپ رضی اللہ عنہٗ نے اسی وقت اپنا عصائے مبارک ہاتھ

میں لیا اور چند لوگوں کے ہمراہ ساحل پر تشریف لے گئے۔ ایک مقام پر عصائے مبارک رکھ کر فرمایا ’’خبردار اے دجلہ اس سے آگے مت بڑھنا۔‘‘ کیا مجال تھی کہ غوثِ زماں رضی اللہ عنہ کی حکم عدولی کر جاتا فوراً دجلہ کا پانی اسی جگہ ٹھہر گیا۔

❁ حضرت عبداللہ احمد بن منظور کنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں بارگاہِ غوثیت پناہ میں حاضر تھا اس وقت شیخ عارف محمد کو چھینک آئی اور ریزش نکل آئی انہوں نے جھٹ رومال سے صاف کر لیا مگر اس پر انہیں سخت ندامت محسوس ہوئی اور دل میں کہنے لگے کہ مجھے ایسے پاکیزہ دربار میں ناک صاف کرنی نہیں چاہیے اور یہ کیا خلاف ادب نہیں ہے مگر واہ رے نگاہِ غوثیت پناہ کہ شیخ عارف کے دل کی اس کشیدہ تحریر کو پڑھ لیا اور فرمایا ’’اے محمد کوئی مضائقہ نہیں ہے گھبراؤ مت آج سے تمہیں کبھی تھوک اور ریزش نہ آئے گی۔‘‘

شیخ عارف محمد اس واقعہ کے بعد کافی عرصہ تک باحیات رہے مگر پوری زندگی میں اس کے بعد انہیں تھوک اور ریزش کبھی نہ آئی حتیٰ کہ کھانسی ونزلہ کی حالت میں بھی انہیں بلغم تک نہ آیا۔

❁ ابو محمد عبدالواحد بن صالح بن یحییٰ قرشی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ شیخ علی الہٰی رحمۃ اللہ علیہ جب علیل ہو جاتے تھے تو شیخ ابو المظفر اسمٰعیل بن سنان حمیری رحمۃ اللہ علیہ کے پُرضیا باغیچہ میں چلے جاتے تھے اور کئی کئی روز وہیں تشریف رکھتے تھے۔ اس باغ میں دو درخت کھجور کے بالکل خشک و بیکار ہو گئے تھے اور چار سال سے ان میں پھل وغیرہ کچھ نہیں آتا تھا اب ان کے کٹوانے کا ارادہ کر لیا گیا تھا۔

حضرت شیخ علی ایک مرتبہ بیمار ہوئے تو سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کے لئے اس باغ میں تشریف لے گئے عیادت سے فارغ ہو کر آپ رضی اللہ عنہ نے بذات خود ان درختوں میں سے ایک کے نیچے بیٹھ کر وضو کیا اور دوسرے کے نیچے دو رکعت نماز پڑھی۔ اللہ اللہ آپ رضی اللہ عنہ کے قدم مبارک کی برکت ملاحظہ کیجئے کہ یک بیک وہ درخت شاداب ہو گئے اور گو کہ اس وقت پھلوں کے آنے کا موسم بھی نہیں تھا مگر ایک ہفتہ کے اندر ان درختوں سے کھجوریں بھی پیدا ہونے لگیں۔

حضرت شیخ صالح ان درختوں سے کھجوریں لے کر سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے

آپ نے ان میں سے چند کھجوریں تناول فرمائیں اور دعا دی پرور دگارِ عالم تمہاری زمین تمہارے درہم تمہارے صاع اور تمہارے مویشیوں میں برکت عطا فرمائے۔

شیخ صالح کا خود بیان ہے کہ اس دعا کی ایسی برکت ہوئی اور آپ کا اتنا کرم ہوا کہ اب میں ایک درہم خرچ کرتا ہوں تو اس کے دوگنے فوراً کہیں سے آجاتے ہیں گھر کے اندر اگر سو بوریئے گیہوں کے رکھتا ہوں اور پچاس صرف کر ڈالتا ہوں اور پھر دیکھتا ہوں تو سو کی سو موجود پاتا ہوں۔ مویشی اس قدر بچے دینے لگے ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہے۔ دودھ کی اس قدر فراوانی ہے کہ ختم کرنے کی کوشش کے باوجود ختم نہیں کر پاتا۔ غرضیکہ آپ رضی اللہ عنہ کی اس دعا کی برکت سے برابر مالدار ہوتا چلا جا رہا ہوں۔

✱ شیخ ابوالفتوح محمد بن ابی العاص یوسف بن اسمٰعیل بن احمد علی قرشی تمیمی بکری بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ شیخ ابوسعید عبداللہ بن احمد بن علی بن محمد بغدادی ازجئ رحمۃ اللہ علیہ نے سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری بچی فاطمہ جس کی عمر سولہ سال ہے اور بڑی حسین و جمیل ہے ایک دن چھت پر چڑھی اور وہیں سے غائب ہوگئی۔ آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں آج رات کو کرخ کے جنگل میں جاؤ اور پانچویں ٹیلے پر بیٹھ جانا لیکن دیکھو خیال رکھنا اپنے چاروں طرف ایک دائرہ کھینچ لینا اور دائرہ کھینچتے وقت ”بسم اللہ عبدالقادر“ پڑھتے رہنا۔ رات کا کچھ حصہ گذرنے کے بعد جنوں کی جماعتیں گذرنی شروع ہوں گی ان کی شکل وصورت بڑی بھیانک اور ڈراؤنی ہوں گی مگر تم بے خوف و خطر بیٹھے رہنا وہ تمہیں کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔ عین صبح کے وقت جنوں کا سب سے بڑا بادشاہ اس راستے سے گذرتے ہوئے خود ہی تم سے تمہارا مقصد دریافت کرے گا تب تم اس کے استفسار پر اپنے مقصد کا اظہار کر دینا اور یہ کہہ دینا مجھے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے اس کے بعد اپنی لڑکی کے غائب ہونے کا پورا واقعہ بیان کرنا۔ محمد بغدادی ازجئ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق عمل کیا اور ٹیلے پر جا کر اپنے چاروں طرف لکیر کھینچ کر بیٹھ گیا۔ چند ساعت کے بعد خوفناک صورت کے جنوں کا قافلہ گذرنا شروع ہو گیا۔ ان کی رہگذر میں بیٹھ کر دخل دینا انہیں سخت ناگوار گذرا مگر دائرے کے اندر

انہیں داخل ہونے کی جرات نہ ہوسکی ساری رات اس ٹیلے کے قریب سے جنات کا قافلہ گذرتا رہا صبح ہوتے ہی جنوں کا بادشاہ شاہانہ ٹھاٹ کے ساتھ عالیشان گھوڑے پر سوار ہو کر ادھر سے گذرا۔ بادشاہ نے مجھے دیکھتے ہی از خود کلام کیا اور کیفیت معلوم کی تو میں نے جواب دیا کہ مجھے شیخ عبدالقادر جیلانی غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا اسمِ گرامی سنتے ہی بادشاہ گھوڑے سے نیچے اتر آیا اور زمین ادب سے چومی پھر مؤدب ہو کر دائرے کے باہر بیٹھ گیا اور اس کے ہم رکاب جتنے بھی تھے سبھی دائرے کے کناروں پر صفیں جما کر بیٹھ گئے بس وہ عجیب منظر تھا۔ حدِ نگاہ تک جن ہی جن نظر آتے تھے جب بادشاہ نے دوبارہ واقعہ کی تفصیل معلوم کی تو میں نے اپنا پورا واقعہ بیان کیا کہ میری بچی کس طرح چھت پر گئی اور کیسے یک بیک وہاں سے غائب ہوگئی۔

تفصیلی حالات معلوم کرنے کے بعد بادشاہ اپنے ساتھ کے تمام جنوں کی طرف متوجہ ہوا اور بولا کہ بتاؤ تم میں سے کون ہے وہ جس نے یہ حرکت ناشائستہ کی ہے۔ سارے جن لرز اٹھے اور کہنے لگے ہمیں اس کا قطعی کوئی علم نہیں ہے پھر بادشاہ نے اپنے مقرب سپاہیوں کو حکم دیا کہ جس نے بھی یہ ناشائستہ حرکت کی ہے اسے جلد سے جلد گرفتار کر کے میرے پاس لاؤ۔

تھوڑی دیر میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جن پا بجولاں بادشاہ کی خدمت میں حاضر کیا گیا جس کے ہمراہ میری غائب شدہ بچی بھی ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ چین کا سرکش جن ہے۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تجھے کس طرح جرأت ہوئی کہ قطبِ زماں کی رکاب تلے چوری کرے۔ اس جن نے کہا میں پرواز کرتا ہوا چلا جا رہا تھا اس لڑکی کا حسن دیکھ کر میں عاشق ہوگیا اور اس کو ساتھ اٹھا لیا۔ بادشاہ کو جلال آ گیا اور اسی وقت اس کا سر تن سے جدا کر دیا اور میری بچی میرے حوالے کر دی۔ میں نے بادشاہ سے دریافت کیا کہ تم لوگ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے بہت مطیع و فرمانبردار ہو۔ بادشاہ نے جواب دیا بیشک ہم ان کے فرمانبردار ہیں آپ رضی اللہ عنہ تو اپنے مقام سے ہماری نقل و حرکت کو ملاحظہ فرماتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جب کسی کو قطبِ زماں مقرر کرتا ہے تو اسے جن و انس پر قدرت

واختیار عطا فرما دیتا ہے۔

670ھ کی بات ہے حضرت ابو عبداللہ بن خضر حسینی موصلی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے والد محترم تیرہ سال تک حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہے وہ فرماتے تھے کہ میں نے آپ رضی اللہ عنہ کی بہت سی کرامتیں دیکھیں جن میں سے ایک تو یہ ہے کہ جس مریض کے علاج سے بڑے بڑے حکماء اور اطباء جواب دیتے تھے وہ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لایا جاتا ہے آپ رضی اللہ عنہ اس کے لئے دعا فرما دیتے تھے اور اس کے جسم پر اپنا دست مبارک پھیر دیتے تھے مشاہدہ شاہد ہے کہ فوراً وہ آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے ہی اٹھ کھڑا ہو جاتا اور فضلِ الٰہی سے بالکل تندرست وتوانا ہو جاتا۔

ایک مرتبہ خلیفہ مستنجد باللہ کا ایک عزیز خاص آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت بابرکت میں لایا گیا جس پر مرض استسقاء شدید طور پر اثر کر چکا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے پھولے ہوئے شکم پر دستِ مبارک پھیر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی برکت اور کرامت سے ہاتھ پھیرتے ہی اس کا شکم برابر ہو گیا اور فوری صحت ہو گئی۔

حضرت ابو حفص عمر بن صالح حداوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کمزور و لاغر اونٹنی لئے آپ رضی اللہ عنہ کے دربار میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حج بیت اللہ شریف کا ارادہ رکھتا ہوں مگر میری یہ اونٹنی بہت کمزور ہے جس سے سفر طے کرنا مشکل ہے اور اس کے علاوہ نہ تو دوسری اونٹنی ہے اور نہ ہی پیسے ہیں کہ خرید سکوں۔ حضور کوئی تدبیر فرما دیں آپ رضی اللہ عنہ نے اس نحیف اونٹنی کی پیشانی پر اپنا دست مبارک رکھ دیا بس پھر کیا تھا اسی وقت وہ اونٹنی تندرست وتیز رفتار ہو گئی اور ساری اونٹنیوں سے آگے چلنے لگی۔

ایک مرتبہ آپ شیخ ابوالحسن علی بن احمد کنانی رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے دوران گفتگو انہوں نے کہا کہ حضور میرے یہاں کبوتری اور ایک قمری ہے لیکن نہیں معلوم نو ماہ سے دونوں بولتی ہی نہیں ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ اُٹھے اور کبوتری کے پاس جا کر فرمایا تو اپنے مالک کو فائدہ پہنچا کر خوش کیا کر۔ پھر قمری کے پاس جا کر فرمایا اب تو بھی اپنے مالک کی تسبیح شروع کر دے اللہ اکبر۔ اسی دن سے کبوتری انڈے بھی دینے لگی اور بچے بھی نکالنے لگی اور بولنا بھی شروع کر دیا۔ ادھر قمری نے بھی پلٹ کر ذکرِ ھُو شروع کر دیا۔

✿ شیخ مظفر منصور رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آ کر سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے ایک بزرگ کا ذکر کیا جو واقعتاً باکمال تھے۔ وہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ میں یونس علیہ السلام کے مقام سے بھی گزر چکا ہوں۔ یہ سنتے ہی حضرت سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے غضبناک ہو کر فرمایا ''اس کی روح قبض کر لی گئی'' وہ بزرگ بالکل تندرست تھے مگر جوں ہی آپ رضی اللہ عنہ کی زبان سے یہ لفظ نکلا وہ فوراً انتقال کر گئے۔ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی ایک عادت یہ بھی تھی کہ فقرا کے غرور پر سخت غضبناک ہوتے تھے۔

✿ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کے دولت کدہ پر ایک چور چوری کی نیت سے آیا، مکان کے اندر قدم رکھتے ہی دونوں آنکھوں سے اندھا ہو گیا ادھر ادھر ٹکراتا پھرا نکلنے کے لئے راستہ بھی نہ مل سکا۔ بالآخر مجبور ہو کر ایک گوشہ میں بیٹھ گیا صبح گرفتار ہو کر خدمت میں آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ''یہ میرے یہاں دنیا کی دولت چرانے آیا تھا، ہم اسے ایسی دولت دیتے ہیں جو ہمیشہ اس کے پاس رہے گی''۔ آنکھوں پر دستِ کرامت پھیر دیا جس کی برکت سے زائل شدہ بینائی پھر لوٹ آئی اس کے بعد ایک توجہ فرمائی تو منصبِ ولایت پر پہنچ گیا نیز کسی مقام کے ابدال کا وصال ہو گیا تھا، ان کا قائم مقام بنا کر ان کی جگہ پر بھیج دیا گیا۔

✿ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ وعظ فرما رہے تھے۔ مجلس ہی میں ایک شخص ابوالمعالی کے نام سے بھی موجود تھے۔ اسی اثناء میں ان کو حاجتِ بشری کا احساس ہوا لیکن آدابِ مجلس کے خیال سے حرکت کی جرأت نہ کر سکے۔ جب بے اختیار ہو گئے تو سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی جانب دیکھنے لگے۔ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ منبر سے ایک زینہ نیچے اترے تو پہلے زینہ پر ایک سر مثل آدمی کے سر کے ظاہر ہوا آپ رضی اللہ عنہ دوسرے زینہ پر اترے تو اس سر سے مونڈھا اور سینہ ظاہر ہوا جیسے جیسے آپ رضی اللہ عنہ نیچے اترتے تھے وہ شکل بڑھتی جا رہی تھی حتیٰ کہ وہ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی شکل کے ہم مثل ہو گئی۔ اندازِ کلام، رفتار، گفتار بالکل حضور کی طرح ہو گیا۔ اس شبیہ کو ماسوا ابوالمعالی یا جس کو بھی اللہ نے چاہا اور کوئی نہ دیکھ سکا۔ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے نیچے تشریف لا کر اپنا رومال یا آستین مبارک

ان کے سر پر ڈال دیا اس کے بعد ابوالمعالی اپنے آپ کو ایک بہت بڑے جنگل میں پاتے ہیں جس میں ایک نہر جاری ہے اور ایک درخت بہت ہی بڑا ہے۔ انہوں نے اپنی کنجی کا گچھا اس درخت کی ایک ٹہنی میں لٹکا دیا اور رفع حاجت سے فارغ ہونے کے بعد اسی نہر میں وضو کیا۔ پھر دو رکعت نماز پڑھی۔ ادھر سیّدنا غوث الاعظمؓ نے سر سے رُومال ہٹا لیا اور ادھر وہ اپنے آپ کو ویسے ہی مجلس میں موجود پاتے ہیں ان کے اعضا پر وضو کے پانی کی تری بھی باقی تھی اور سیّدنا غوث الاعظمؓ بعینہٖ منبر پر وعظ فرماتے رہے کسی کو احساس بھی نہیں ہوا کہ آپؓ نیچے بھی اترے تھے یا نہیں۔ ابوالمعالی بہت حیرت زدہ ہوئے کہ ابھی تو میں نے کسی جنگل میں رفع حاجت کیا ہے، کسی نہر میں وضو کر کے نماز پڑھی ہے اور میں یہیں بیٹھا ہوں حسبِ سابق وعظ بھی سن رہا ہوں، وعظ کا کوئی جملہ مجھ سے نہیں چھوٹا۔ انہی خیالات میں گم تھے کہ اچانک کنجیوں کا خیال آیا تو موجود نہیں تھیں۔ پھر ذہن میں بات آئی کہ کنجیوں کا گچھا تو اسی درخت پر لٹکا دیا تھا۔ ایک زمانہ کے بعد ان کو بلادِ عجم کا سفر کرنے کا اتفاق ہوا۔ بغداد شریف سے چودہ دن مسلسل سفر کرنے کے بعد اسی جنگل میں پہنچے غور سے دیکھا وہی جنگل ہے جس میں اس وقت رفع حاجت کی تھی اور وہی نہر ہے جس میں وضو کیا تھا اور آگے بڑھے تو وہ درخت جس پر کنجیوں کا گچھا لٹکا دیا تھا، اب تک اسی میں لٹک رہا ہے۔ ابو المعالی فرماتے ہیں کہ واپس لوٹا تو خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا۔ آپؓ نے کان پکڑ کر ہدایت کی ابوالمعالی میری زندگی میں یہ واقعہ کسی کے سامنے مت بیان کرنا۔

❁ ایک مرتبہ آپؓ معمول کے مطابق طلبہ کو درس دے رہے تھے۔ اچانک آپؓ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور دونوں ہاتھوں کو چادر کے اندر چھپا لیا۔ چند ساعت کے بعد دست مبارک باہر نکالا تو آستین سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ طلبہ کہتے ہیں ہیبت وجلال کے سبب استفسار تو نہ کر سکے لیکن تاریخ اور دن لکھ کر رکھ لیا گیا۔ دو مہینہ کے بعد کچھ سوداگر تحفہ وتحائف کے ساتھ خدمت میں حاضر ہوئے تاجروں سے جب یہ کیفیت پوچھی گئی تو انہوں نے اپنا سارا واقعہ بیان کیا کہ یہاں سے دو ماہ کی مسافت پر ہمارا جہاز چلا آ رہا تھا کہ یک بیک سمندر میں تلاطم پیدا

ہوا عنقریب جہاز ڈوبنے ہی والا تھا کہ ہم نے اس عالم بیچارگی میں شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا نعرہ بلند کیا۔اسی وقت دریا سے ایک ہاتھ نمودار ہوا جس نے ہماری کشتی کو ساحل سے لگا دیا۔تاریخ و دن ملایا گیا تو مطابق ٹھہرا۔

۞ ایک روایت میں ہے کہ رمضان المبارک کے مہینے میں ایک خادم نے حاضر بارگاہ ہو کر عرض کیا حضور میری تمنا ہے کہ آج میرے غریب خانہ پر روزہ افطار فرمائیں۔آپ رضی اللہ عنہ نے منظور فرمالیا وہ خوشی خوشی واپس چلے گئے ان کے بعد ایک دوسرے خادم حاضر خدمت ہوئے اور انہوں نے بھی یہی خواہش ظاہر کی کہ آج میرے یہاں افطار فرمائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی بھی دعوت قبول فرمالی۔ان کے جاتے ہی تیسرے خادم آئے اور بڑی عاجزی کے ساتھ انہوں نے بھی یہی مدعا پیش کیا ان سے بھی وعدہ فرمالیا اسی طرح ستر خادم آئے اور ہر ایک نے یہی عرض کیا آپ رضی اللہ عنہ نے کسی کا دل نہ توڑا اور سب سے وعدہ فرماتے گئے۔جب افطار کا وقت آیا حضور ایک ہی وقت میں ہر ایک کے یہاں رونق افروز ہوئے اور روزہ افطار کیا۔صبح کو جب خدام اکٹھے ہوئے تو ایک نے دوسرے سے فخریہ بیان کیا کہ کل حضور کا میرے اوپر بڑا کرم ہوا کہ میرے غریب خانہ پر روزہ افطار فرمایا۔ دوسرے نے کہا تم غلط کہتے ہو کل تو حضور میرے یہاں تشریف لے گئے تھے اور میرے غریب خانہ پر روزہ افطار فرمایا تھا۔غرضیکہ وہ جتنے بھی دعوت دینے والے تھے سبھی جمع ہو گئے اور آپس میں بحث ہونے لگی۔ چلتے چلتے یہ خبر مدرسہ میں پہنچی تو مدرسہ والوں نے کہا کل تو حضور نے مدرسہ سے باہر قدم بھی نہیں نکالا یہیں موجود رہے اور مدرسہ ہی میں افطار کیا تھا۔بالآخر سب لوگ خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ حضور یہ کیا بات ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اولیا اللہ کو اتنی طاقت بخشی ہے کہ وہ بیک وقت متعدد مقامات پر پہنچ سکتے ہیں۔

۞ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی تاب وطاقت کا کیا پوچھنا ہے عہدِ شیر خوارگی میں دایہ کی گود سے دودھ پیتے پیتے جست فرما کر آفتاب میں چھپ جاتے تھے۔جب سنِ شعور کو پہنچ گئے تو ایک دن دایہ حاضرِ خدمت ہو کر عرض کرنے لگی اے ماہتابِ قادریت جس طرح آپ رضی اللہ عنہ بچپن میں اڑ کر آفتاب

میں چھپ جاتے تھے کیا اب بھی ایسا ہوتا ہے؟ فرمایا وہ زمانہ تو میرے بچپنے اور کمزوری کا تھا اس وقت میں آفتاب میں چھپ جاتا تھا اب میری طاقت وقوت کا یہ عالم ہے کہ اگر ایسے ہزار آفتاب آجائیں تو مجھ میں غائب ہو جائیں ان کا کہیں پتہ بھی نہ چلے۔

❁ حضرت شیخ علی بن ادریس یعقوبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے پیرو مرشد حضرت شیخ علی بن ہیئتی رحمۃ اللہ علیہ مجھ کو سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا حضور یہ میرا مرید ہے۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے جسمِ اطہر پر ایک چادر پڑی تھی اسے اتار کر مجھے اوڑھا دی اور ارشاد فرمایا ''اے علی تم نے صحت وتندرستی کا جامہ پہن لیا''۔ چنانچہ اس وقت سے پینسٹھ سال تک مجھ کو کوئی مرض نہیں چھو سکا۔

❁ ایک مرتبہ شیخ ابو المعالی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بارگاہِ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے لڑکے کو ڈیڑھ سال سے بخار آتا ہے دوا علاج کرتے کرتے عاجز آچکے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جاؤ اس کے کان میں کہہ دینا ''شیخ عبدالقادر جیلانی نے کہا ہے کہ اے بخار تو اب تو قریہ حلہ میں چلا جا،'' حسبِ ارشاد اس کے کان میں یہ جملہ کہہ دیا گیا پھر اس کو آئندہ کبھی بخار آیا ہی نہیں۔

❁ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ جو سلسلہ سہروردیہ کے امام ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا سے پوچھا ''اے چچا آپ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا اس قدر کیوں ادب کرتے ہیں''۔ فرمایا ''میں ان کا کیوں نہ ادب کروں جبکہ اللہ نے ان کو تصرفِ کامل عطا فرمایا ہے۔ عالمِ ملکوت پر بھی ان کو فخر حاصل ہے میرے کیا تمام اولیا اللہ کے احوال ظاہری و باطنی پر ان کو قابو دیا گیا، جس کو چاہیں روک لیں جس کو چاہیں چھوڑ دیں''۔

❁ اصبہان کے باشندوں میں سے ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا میری عورت کو جن بہت ستاتے ہیں۔ کثرت سے دورے پڑتے ہیں بڑے بڑے عالم عاجز آگئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ سراندیپ کے جنگل کا سرکش جن ہے جاؤ تم اپنی عورت کے کان میں کہہ دینا کہ بغداد والے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے آئندہ کبھی مت آنا ورنہ ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ اس

نے آکر اسی طرح کہہ دیا اسی وقت آرام ہو گیا اور پھر کبھی یہ شکایت نہ ہوئی۔

✻ حضرت احمد بن صالح جیلی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مدرسہ نظامیہ بغداد میں آپ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھا اور بہت سے علما و مشائخ بیٹھے تھے۔ مسئلہ قضا و قدر پر گفتگو ہو رہی تھی۔ اچانک چھت سے ایک بہت بڑا سانپ آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے گرا لوگ گھبرا کر کھڑے ہو گئے مگر سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اطمینان وسکون سے بیٹھے رہے اور اسی طرح تقریر فرماتے رہے۔ پھر وہ سانپ آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے پھن نکال کر کھڑا ہو گیا جیسے باتیں کر رہا ہو۔

جب وہ سانپ چلا گیا تو لوگوں نے دریافت کیا حضور اس نے کیا باتیں کیں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ کہہ رہا تھا کہ میں نے بہت سے اولیا اللہ کو آزمایا مگر آپ رضی اللہ عنہ جیسا کسی کو نہ پایا۔

✻ حضرت سیّد عمر بزاز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا دستِ مبارک میرے اوپر مارا۔ فوراً ایک نور کا ٹکڑا آفتاب کے مثل میرے دل میں چمک اٹھا اس وقت میرے دل میں حقائق کے دروازے کھل گئے آج تک وہ نور برابر ترقی کر رہا ہے۔

✻ ایک ضعیفہ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کی اے میرے آقا میرے اس لڑکے کا دل آپ کی طرف بہت مائل ہے حضور اس کو اپنی غلامی میں قبول فرمالیں۔ آپ نے کوئی عذر نہ کیا اور اس کو مجاہدہ و ریاضت کی تعلیم دینی شروع فرمادی۔ کچھ دنوں کے بعد وہ ضعیفہ اپنے بچے کو دیکھنے کی غرض سے آئیں تو دیکھا کہ ان کا بچہ جو کی خشک روٹی کھا رہا ہے اور بہت کمزور ہو گیا ہے۔ وہ ضعیفہ وہاں سے سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئیں تو دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ پکا ہوا مرغ کھا رہے ہیں اور ہڈیوں کو توڑ توڑ کر ایک طشت میں جمع فرماتے جا رہے ہیں۔ عرض کی حضور آپ تو مرغ کھا رہے ہیں اور میرا لڑکا سوکھی روٹی کھاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا دستِ مبارک ان ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا: قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ الَّذِیْ یُحْیِ وَهِیَ رَمِیْمٌ ۝ کھڑا ہو جا بوسیدہ ہڈیوں سے زندہ کرنے والے ربّ کے حکم سے۔

فوراً ان ہڈیوں سے مرغ زندہ ہو کر بانگ دینے لگا پھر آپ نے فرمایا ”جب تیرا بیٹا اس قابل ہو جائے گا تو وہ بھی جو چاہے گا کھایا کرے گا۔“

❁ جس وقت سیّدنا غوث الاعظمؓ نے بغداد شریف میں یہ ارشاد فرمایا: قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجریؒ عین شباب کے عالم میں ملک خراسان کے ایک پہاڑ کی کھوہ میں مجاہدہ وریاضت کی منزلیں طے فرما رہے تھے۔ بغداد مقدس میں یہ اعلان ہوتے ہی آپ نے اپنا سر جھکا لیا اور اتنا جھکایا کہ سر مبارک زمین سے لگ گیا اور وہیں سے جواب دیا بَلْ قَدَمَاکَ عَلٰی عَیْنِیْ وَ رَاسِیْ بلکہ آپؓ کے قدم مبارک میری آنکھوں اور سر پر۔ اس نیازمندی کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت غریب نواز قدس سرہٗ العزیز سلطان الہند مقرر ہو گئے۔

❁ حضرت بقا بن بطورؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سیّدنا غوث الاعظمؓ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے مزار پر تشریف لے گئے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ قبر سے باہر تشریف لائے اور غوث الاعظمؓ کو اپنے سینے سے لگا کر ارشاد فرمایا: ”اے شیخ عبدالقادرؓ! علمِ شریعت وطریقت میں، میں بھی تمہارا محتاج ہوں۔“

❁ احمد کبیرؒ کے بھتیجے بغداد شریف جانے لگے تو انہوں نے چلتے وقت ان کو تاکید کی کہ دیکھو جس وقت بغداد شریف میں داخل ہونا تو سب سے پہلے حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کی خدمت میں حاضری دینا کیونکہ ان کے متعلق عہد لیا جا چکا ہے۔ جو شخص بغداد میں آئے پہلے ان کی زیارت کو حاضر ہو ورنہ اس کا سلسلہ سلب کر لیا جائے گا۔

❁ حضرت عبداللہ زیالؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رات کے وقت سیّدنا غوث الاعظمؓ کے مدرسہ میں کھڑا تھا کہ آپؓ اندر سے دستِ مبارک میں ایک عصا لئے ہوئے باہر تشریف لائے معاً میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کاش آپؓ اس عصا کے ذریعہ کوئی کرامت دکھاتے۔ یہ خیال میرے دل میں آتے ہی آپؓ نے عصا کو زمین میں نصب فرما دیا۔ بس وہ مشعل کی طرح روشن ہو گیا اور کافی دیر تک روشن رہا جب آپؓ نے اسے زمین سے اکھیڑا تو پھر اپنی اصلی حالت میں آ

گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ''اے عبداللہ تم یہی چاہتے تھے''؟

- سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ تمہارا ظاہر و باطن میرے سامنے آئینہ ہے اگر میری زبان پر شریعت کی روک نہ ہوتی تو میں بتلاتا کہ تم کیا کھاتے ہو کیا پیتے ہو اور کیا جمع کرتے ہو۔

- حضرت عمر بزاز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں پندرہ جمادی الآخر 556ھ کو جمعہ کے دن سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ جامع مسجد جارہا تھا راستہ میں کسی شخص نے آپ رضی اللہ عنہ کو سلام نہ کیا میں نے حیرت واستعجاب میں ڈوب کر اپنے دل میں کہا کہ ہر جمعہ کو تو خلائق کا اتنا زبردست اژدھام ہوتا تھا کہ بدِقت تمام ہم مسجد تک پہنچتے تھے نہیں معلوم آج کیا ماجرا ہے کہ کوئی آپ کو سلام تک نہیں کرتا۔ پورے طور پر ابھی یہ بات میرے دل میں آنے بھی نہ پائی تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے تبسم فرماتے ہوئے میری جانب دیکھا اس کے ساتھ ہی اس کثرت سے لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی دست بوسی کو ٹوٹ پڑے کہ میرے اور آپ رضی اللہ عنہ کے درمیان حائل ہوگئے اور اسی ہنگامہ میں، میں آپ رضی اللہ عنہ سے دور ہوگیا، میں اپنے دل میں سوچنے لگا کہ اپنے لئے تو اس وقت سے پہلا ہی حال اچھا تھا کہ دولتِ قُرب حاصل تھی۔

یہ خیال میرے دل میں آتے ہی آپ رضی اللہ عنہ نے پھر تبسم فرماتے ہوئے میری جانب دیکھا اور ارشاد فرمایا ''اے عمر تم ہی نے تو اس کی خواہش کی تھی اَوْ مَا عَلِمْتَ اَنَّ قُلُوْبَ النَّاسِ بِیَدِیْ اِنْ شِئْتُ صَرَّفْتُھَا عَنِّیْ وَاِنْ شِئْتُ اَقْبَلْتُ بِھَا اِلَیَّ۔ کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں اگر میں چاہوں تو اسے اپنی طرف سے پھیر دوں چاہوں تو اپنی طرف پھیر لوں''۔

غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی تمام تعلیماتِ فقر کو اِن محدود صفحات میں بیان نہیں کیا جا سکتا اس کے لیے آپ رضی اللہ عنہ کی کتب کا صدق اور خلوص سے مطالعہ ضروری ہے لیکن آپ رضی اللہ عنہ کی منتخب تعلیماتِ فقر، فقر کے مقامات و منازل کے مطابق جمع کر کے برائے عمل درج کی جا رہی ہیں۔

عرفانِ نفس

(حقیقتِ انسان، خود شناسی)

1. جس شخص نے اپنے نفس کو پہچان لیا اور اس پر غالب آ گیا تو نفس اس کی سواری بن جاتا ہے اور اس کا بوجھ اٹھاتا ہے اور اس کا حکم مانتا ہے اور مخالفت نہیں کرتا۔ تیرے اندر کوئی خوبی نہیں یہاں تک کہ تو اپنے نفس سے واقف ہو جائے اور اس کو لذت سے روکے اور اس کا حق ادا کرے۔ ہاں اس وقت تجھے دل سے قرار حاصل ہو گا اور دل کو باطن کے ساتھ قرار ملے گا اور باطن کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ قرار ملے گا۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 62)

2. اے ابنِ آدم تو کون ہے؟ تو تو ایک ذلیل و حقیر پانی سے پیدا کیا گیا ہے اس لیے تو اپنی حقیقت کو پہچان۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے تواضع کر اور اس کے سامنے جھک جا۔ جب تیرے پاس

تقویٰ نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے نیک بندوں کے نزدیک تیری کوئی عزت نہیں ہے۔(الفتح الربانی۔مجلس 26)

3. تو اپنے مرتبہ کو پہچان اور کسی ایسی چیز کی طرف پیش قدمی نہ کر جو تیرے مقدر میں نہ ہو۔(الفتح الربانی۔مجلس 54)

4. ترکِ دنیا، زہد اور معرفت سے پہلے اور اس سے پہلے کہ تو بادشاہ (اللہ تعالیٰ) کی طرف پہنچے، اس سے پہلے تو اپنے آپ کو پہچان اور جان کہ تو کون ہے۔(الفتح الربانی۔ملفوظاتِ غوثیہ)

5. عقلمند آدمی کو چاہیے کہ پہلے اپنے وجود اور اس کی ترکیب پر غور کرے۔ پھر جمیع مخلوقات اور موجودات پر نگاہ ڈالے اور ان سے ان کے خالق اور عدم سے وجود بخشنے والے پر دلائل پکڑے کیونکہ ہر صنعت صانع کی متقاضی، فاعل کی حکمت اور مضبوط قدرت کی نشانی ہے۔ تمام اشیاء اس کی صنعت سے موجود ہیں۔(فتوح الغیب۔مقالہ 74)

6. آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے غوث الاعظمؓ! میں کسی شے میں ایسا ظاہر نہیں ہوا جیسا انسان میں۔''

پھر مجھے فرمایا ''اے غوث الاعظمؓ! انسان میرا راز ہے اور میں انسان کا راز ہوں اگر انسان جان لے کر اس کا مرتبہ میرے نزدیک کیا ہے تو ہر سانس میں کہے کہ آج کے دن ساری بادشاہت میرے سوا کسی اور کو سزاوار نہیں۔'' ''اے غوث الاعظمؓ! انسان کوئی چیز نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ کھڑا ہوتا ہے، نہ بیٹھتا ہے نہ بولتا ہے نہ سنتا ہے، نہ کوئی کام کرتا ہے، نہ کسی چیز کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور نہ اس سے روگردان ہوتا ہے مگر یہ کہ اس میں میں ہوتا ہوں۔ میں ہی اس کو حرکت میں لاتا ہوں اور میں ہی اس کو ساکن رکھتا ہوں۔'' پھر مجھے فرمایا ''اے غوث الاعظمؓ! انسان کا جسم، اس کا نفس، اس کا دل، اس کی روح، اس کے کان، اس کی آنکھ اور اس کے ہاتھ پاؤں ہر ایک چیز کو میں نے اپنے لیے ظاہر کیا ہے۔ وہ نہیں ہے مگر میں ہی ہوں اور میں اس سے غیر نہیں ہوں۔''(الرسالۃ الغوثیہ)

طالبِ مولیٰ

1. دنیا کے طالب (ارادت مند) بہت ہیں اور عقبیٰ (آخرت) کے کم اور طالبِ مولیٰ (اللہ کے طالب) بہت ہی کم ہیں لیکن وہ اپنی کمی اور نایابی کے باوجود اکسیر کا درجہ رکھتے ہیں ان میں تانبے کو زرِ خالص بنانے کی صلاحیت ہے، وہ بہت ہی شاذ و نادر پائے جاتے ہیں۔ وہ شہروں میں بسنے والوں پر کوتوال مقرر ہیں۔ ان کی وجہ سے خلقِ خدا سے بلائیں دور ہوتی ہیں انہی کے طفیل اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش نازل کرتا ہے اور انہی کے سبب زمین قسم قسم کی اجناس اور پھل پیدا کرتی ہے۔ ابتدائی حالت میں وہ شہر در شہر اور ویرانہ در ویرانہ بھاگتے پھرتے ہیں۔ جہاں پہچانے جاتے ہیں وہاں سے چل دیتے ہیں پھر ایک وقت آتا ہے ان کے گرد خدائی قلعے بن جاتے ہیں۔ الطافِ ربانی کی نہریں ان کے دلوں کی طرف جاری ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا لشکر انہیں اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے، وہ مکرم و محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اب خلقت پر توجہ کرنا ان پر فرض ہو جاتا ہے، وہ طبیب بن کر مخلوقِ خدا کے مردہ اور زنگ آلود قلوب کا علاج کرتے ہیں۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 12)

2. مسلمان شخص پہلے ان چیزوں کو سیکھتا ہے کہ جن کا سیکھنا اس پر فرض ہوتا ہے پھر وہ مخلوق سے کنارا کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں خلوت نشین ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں پہنچ کر وہ مخلوق کو پہچان کر ان سے عداوت کرنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو پہچان کر اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے اور اس کا طالب بن کر اس کی خدمت کرنے لگتا ہے۔ مخلوق اس کے پیچھے پڑی پس وہ ان سے بھاگا اور ان کے غیر کو طلب کیا اور ان سے بے نیاز بنا اور ان کے غیر میں رغبت کی تو وہ جان لیتا ہے کہ مخلوق کے ہاتھوں میں نہ نفع ہے اور نہ ہی نقصان۔ نہ بھلائی ہے اور نہ ہی بُرائی اور اگر ان چیزوں میں سے کوئی چیز مخلوق کے ہاتھوں پر جاری بھی ہو جائے پس وہ اللہ تعالیٰ ہی سے سمجھ لیتا ہے نہ کہ مخلوق کی جانب سے اور وہ جان لیتا ہے کہ مخلوق سے دوری ہی اچھی ہے (تو وہ اللہ کی طرف لوٹ

آ تا ہے) اس نے جڑ کی طرف رجوع کیا اور شاخ کو چھوڑ دیا اور اس نے جان لیا ہے کہ شاخیں بہت زیادہ ہیں اور جڑ صرف ایک ہی ہے پس اس نے اصل کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیا۔ فکر کے آئینہ میں اس نے نظر کی اور معلوم کر لیا کہ بہت سے دروازوں پر پڑا رہنے سے بہتر ہے کہ ایک دروازہ پر پڑا رہنا چاہیے تو پس ایک دروازہ پر پڑا رہا اور اسی کا ہو گیا۔ جس میں ایمان و یقین اور اخلاص ہو وہ ہی عقل مند ہے کہ اس کو تمام عقلوں کی عقل عطا کی گئی ہے اور اس لیے وہ آدمیوں سے بھاگا اور ان سے ایک کنارہ ہو گیا۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 30)

3. پس خاصان کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنا قرب عطا فرمایا اور ان کو اپنی پہچان کروا دی۔ انہوں نے اس کو پہچان لیا اور ان میں سے جب کوئی اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے اور اپنے نفس، خواہش، طبیعت اور شیطان مردود کی لڑائی سے فارغ ہو جاتا ہے اور ان دشمنوں سے اور اپنی دنیا سے چھوٹ جاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنے قرب کا دروازہ کھول دیتا ہے اور جب وہ کسی کام کا خواہاں ہوتا ہے اور اس کو کرنے لگتا ہے، پس اس کو حکم ہوتا ہے کہ پیچھے لوٹ جا اور مخلوق کی خدمت میں مشغول ہو جا اور ان کو ہم تک آنے کا راستہ دکھا اور ہمارے طالبوں اور ارادت والوں کی خدمت کرتا رہ۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 19)

4. اللہ تعالیٰ کے طالب کا دل تمام مسافتوں منزلوں کو قطع کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر چیز کو اپنے پیچھے چھوڑ دیتا ہے، جب کبھی اس کو بعض راستہ میں ہلاکت کا خوف ہونے لگتا ہے، تو وہیں اس کا ایمان ظاہر ہو کر اس اللہ کے طالب کو بہادر بنا دیتا ہے تو وحشت و خوف کی آگ بجھ جاتی ہے اور اس کے بدلہ میں انس کی روشنی اور اللہ تعالیٰ کے قرب کی مسرت اس کو حاصل ہو جاتی ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 1)

5. جو دنیا کو پہچان لیتا ہے وہ دنیا کو چھوڑ دیتا ہے اور آخرت کو پہچان لیتا ہے اس کو معلوم ہو جاتا ہے وہ بھی مخلوق ہے۔ اس کے بعد کہ وہ نہ تھی اور پیدا ہوئی۔ پس وہ آخرت کو بھی چھوڑ دیتا ہے اور اس کو پیدا کرنے والے سے وابستہ ہو جاتا ہے۔ پس دنیا و آخرت اس کے دل کی آنکھوں میں

ذلیل ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے باطن کی آنکھوں میں عظیم ہو جاتا ہے، پس وہ اسی کا طالب بن جاتا ہے اور غیر اللہ سے قطع تعلق کر لیتا ہے۔ اس کے سامنے مخلوق چیونٹی کی طرح ہو جاتی ہے۔ (الفتح الربانی۔ملفوظات غوثیہ)

6. مرید صادق کی یہ شان ہوتی ہے کہ جو بھی حالت اس کو پیش آتی ہے وہ اس کے ظاہری اعمال کو آئینہ شریعت پر اور باطنی اعمال کو آئینہ علم پر پیش کر کے حق و باطل معلوم کرتا ہے۔ (الفتح الربانی۔ملفوظاتِ غوثیہ)

7. جب دل دنیا سے اٹھ جاتا ہے اور قربِ خداوندی کا مہمان بن جاتا ہے تو عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک مخلوق میں کسی کی محافظت گوارا نہیں کرتا۔ گویا کہ مخلوق پیدا ہی نہیں ہوئی۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اس کے سوا کسی کو پیدا ہی نہیں کیا۔ اس کے سوا کوئی مخلوق ہے ہی نہیں۔ یعنی ایسے دل والا جس کا ذکر کیا گیا ایک شخص ہے۔ ایک ذات ہے۔ محبّ ہے اور محبوب طالب ہے اور مطلوب۔ ذاکر ہے اور مذکور کہ کوئی دوسرا اس کے سوا ہے ہی نہیں۔ (الفتح الربانی۔ملفوظاتِ غوثیہ)

8. مرید صادق جو اللہ تعالیٰ کی ارادت (طلب) میں سچا ہوتا ہے، اپنی ابتدائی حالت میں مخلوق کے دیکھنے اور ان سے ایک کلمہ سننے اور دنیا کا ایک ذرہ دیکھنے سے بھی تنگی کرتا ہے اور وہ مخلوق میں سے کسی ایک چیز کو بھی نہیں دیکھ سکتا۔ اس کا دل ابتدا میں حیران ہوتا ہے اور اس کی عقل غائب ہوتی ہے اور اس کی آنکھیں پتھرائی ہوئی ہوتی ہیں اور یہ حالت اس وقت تک رہتی ہے جب تک رحمت الٰہی کا ہاتھ اس کے دل کے سر پر نہ آ جائے اور پھر اس کو اس وقت نشہ آ جاتا ہے اور پھر وہ ہمیشہ مست رہتا ہے، یہاں تک کہ قربِ خداوندی کی بو اس کے دماغ میں پہنچتی ہے تو وہ ہوش میں آ جاتا ہے اور جب وہ توحید اور اخلاص اور معرفتِ خداوندی اور علم و محبتِ خداوندی میں قرار پکڑتا ہے تو اس کو ثابت قدمی اور مخلوق کی گنجائش حاصل ہو جاتی ہے تو اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک قوت آ جاتی ہے۔ پس اس وقت وہ بغیر تکلیف کے ان کے بوجھ اپنے اوپر لا دلیتا ہے اور مخلوق کے قریب ہو جاتا ہے اور ان کا طالب بنتا ہے اور اس کا شغل ان کی مصلحتوں میں ہوتا ہے اور

اس حالت میں بھی ایک لمحہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں ہوتا اور نہ ہی اعتراض کرتا ہے۔(الفتح الربانی۔مجلس 20)

مرشد کامل

جمالِ الٰہی کا مشاہدہ (دیدارِ حق تعالیٰ) اُس مقبولِ الٰہی شیخِ واصل (مرشدِ کامل اکمل) کی تلقین کے بغیر حاصل نہیں ہوتا جو سابقین[1] میں سے ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کے حکم اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وساطت سے ناقصوں کو کامل بنانے کے لیے بھیجا گیا ہو کیونکہ اولیا کرام (مرشد کامل اکمل) کو محض خواص کی تربیت کے لیے بھیجا جاتا ہے نہ کہ عوام کی تربیت کے لیے۔ نبی اور ولی (مرشد) میں فرق یہ ہے کہ نبی کو عوام و خواص دونوں کی تربیت کے لیے بھیجا جاتا ہے اور وہ مستقل بالذّات ہوتا ہے۔ جب کہ ولی (مرشد) کو فقط خواص کی تربیت کے لیے بھیجا جاتا ہے اور وہ مستقل بالذّات نہیں ہوتا بلکہ اپنے نبی علیہ السلام کے تابع ہوتا ہے۔ اگر وہ دعویٰ کرے کہ وہ مستقل بالذّات ہے تو کافر ہو جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ فرمایا ہے ''میری امّت کے علما انبیائے بنی اسرائیل جیسے ہیں۔'' تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انبیائے بنی اسرائیل ایک ہی نبی مرسل موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی اتباع کرتے چلے آئے اور کسی اور شریعت کو اپنانے کی بجائے اسی ایک شریعت کے احکام کی تجدید و تاکید کرتے چلے آئے۔ اسی طرح اِس امت کے علما کو کہ جن کا تعلق گروہ اولیا سے ہے خواص کی تربیت کے لیے بھیجا جاتا ہے تاکہ وہ (شریعتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اوامر و نواہی کی تجدید کریں' استحکامِ اعمال کی تاکید کریں' اصل شریعت ''دِل'' میں مواضعاتِ معرفت کا تصفیہ کریں اور انہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے آگاہ کریں جیسا کہ اصحابِ صفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم (نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے اس قدر آگاہ تھے کہ) حضور علیہ

---

[1] یعنی جس کا سلسلہ کڑی در کڑی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچتا ہو۔

الصلوٰۃ والسلام کے خبر دینے سے پہلے ہی شبِ معراج کے اسرار پر بحث فرما رہے تھے۔ پس ولی کامل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس ولایت کا حامل ہوتا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوتِ باطن کا جزو ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے اُس (ولی کامل) کے پاس ''امانت'' (امانتِ الٰہیہ امانتِ فقر) ہوتی ہے۔ اس سے مراد وہ علما ہرگز نہیں جنہوں نے محض علمِ ظاہر حاصل کر رکھا ہے کیونکہ اگر وہ ورثائے نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں داخل ہوں بھی تو ان کا رشتہ ذوی الارحام (وہ بہن بھائی جن کی ماں ایک اور باپ مختلف ہوں) کا سا ہے۔ پس وارثِ کامل وہ ہوتا ہے جو حقیقی اولاد (فرزندِ حقیقی، محرمِ راز، دِل کا محرم، وہ طالب جس کو مرشد اپنا روحانی ورثہ منتقل کرتا ہے) ہو کیونکہ باپ سے اُس کا رشتہ تمام عصبی رشتہ داروں (عصبی یعنی نسلی اولاد) سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ پس بیٹا (وارثِ کامل، فرزندِ حقیقی) ظاہر باطن میں باپ کے اوصاف کا سِرّ (وارث) ہوتا ہے۔ (سِرّ الاسرار)

1. حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یا عباد اللہ۔ اے اللہ کے بندو۔ تم حکمت کے گھر میں ہو لہٰذا واسطہ کی ضرورت ہے۔ تم اپنے معبود سے ایسا طبیب (مرشد) تلاش کرو جو تمہارے دلوں کی بیماریوں کا علاج کرے۔ تم ایسا معالج طلب کرو جو تمہیں دوا دے۔ ایسا رہنما تلاش کرو جو تمہاری رہنمائی کرے اور تمہارے ہاتھ کو پکڑ لے۔ تم اللہ تعالیٰ کے مقرب اور مؤدب بندوں اور اس کے قرب کے دربانوں اور اس کے دروازہ کے نگہبان کی نزدیکی حاصل کرو۔ (الفتح الربانی۔ ملفوظاتِ غوثیہ)

2. تو نابینا ہے' تو اس کو تلاش کر جو تیرا ہاتھ پکڑ لے' تو جاہل ہے تو ایسے علم والے کو تلاش کر اور جب تجھے ایسا قابل مل جائے تو پس اس کا دامن پکڑ لے اور اس کے قول اور رائے کو قبول کر اور اس سے سیدھا راستہ پوچھ۔ جب تو اس کی رہنمائی سے سیدھی راہ پر پہنچ جائے گا تو وہاں جا کر بیٹھ جا تاکہ تو اس کی معرفت حاصل کر لے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 4)

3. تو ایسے شخص (مرشد) کو تلاش کر جو کہ تیرے دین کے چہرہ کے لیے آئینہ ہو۔ تو اس میں

ویسے ہی دیکھے گا جیسا کہ آئینہ میں دیکھتا ہے اور اپنا ظاہری چہرہ اور عمامہ اور بالوں کو درست کر لیتا ہے ان کو سنوارتا ہے تو عقل مند بن' یہ ہوس کیسی ہے اور کیا ہے۔ تو کہتا ہے مجھے کسی شخص کی ضرورت نہیں جو مجھے تعلیم دے حالانکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے ''مومن مومن کا آئینہ ہے۔'' جب مسلمان کا ایمان درست ہو جاتا ہے تو وہ تمام مخلوق کے لیے آئینہ بن جاتا ہے کہ وہ اپنے دین کے چہروں کو اس کی گفتگو کے آئینہ میں اس کی ملاقات اور قرب کے وقت دیکھتے ہیں۔ (الفتح الربانی مجلس۔61)

4. اگر تو نجات چاہتا ہے تو ایسے شیخ کامل (مرشد) کی صحبت اختیار کر جو اللہ تعالیٰ کے حکم اور علمِ خداوندی کو جاننے والا ہو اور وہ تجھے علم پڑھائے اور ادب سکھائے اور تجھے اللہ تعالیٰ کے راستہ سے واقف کر دے۔ مرید کو دستگیر اور رہبر اور رہنما کے بغیر چارہ نہیں کیونکہ وہ ایک ایسے جنگل میں ہے کہ جس میں کثرت کے ساتھ اژدھے اور بچھو ہیں اور طرح طرح کی آفات' پیاس اور ہلاک کرنے والے درندے ہیں۔ پس وہ شیخ کامل دستگیر اس کو ان آفات سے بچائے گا اور اس کو پانی اور پھل دار درختوں کی جگہ بتاتا رہے گا۔ جب مرید بغیر رہنما اور شیخ کامل کے ہوگا تو درندوں اور سانپ اور بچھوؤں اور آفات سے بھرے ہوئے جنگل میں چلے گا تو نقصان اٹھائے گا۔ (الفتح الربانی مجلس۔ 50)

5. دنیا میں (ظاہری آنکھ سے) دیدارِ الٰہی نہیں ہوسکتا البتہ تجلیاتِ الٰہی کا مشاہدہ آئینہ دل میں کیا جاسکتا ہے' جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: ''میرے دل نے میرے رب کو اسی کے نور سے دیکھا۔'' پس انسان کا دل ایک آئینہ ہے جس میں عکسِ جمالِ الٰہی نظر آتا ہے۔ جمالِ الٰہی کا یہ مشاہدہ اُس مقبولِ الٰہی شیخِ واصل کی تلقین کے بغیر حاصل نہیں ہوتا جو سابقین میں سے ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کے حکم اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وساطت سے ناقصوں کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہو۔ (سِرّ الاسرار۔ فصل نمبر 5)

6. اگر تیرے لیے مقدر ساز گار ہو اور تقدیر تجھے ایسے مرشد کامل کی بارگاہ میں لے جائے جو

رموزِ حقیقت سے آشنا ہو تو اس کی خوشنودی میں مصروف ہو جا۔اس کے حکم کی اتباع کر اور ان تمام اُمور کو ترک کر دے جن میں پہلے تو جلد بازی کرتا تھا اور مرشد کامل اکمل کے جن اُمور سے تو ناواقف ہے ان پر اعتراض نہ کر کیونکہ اعتراض صرف لڑائی جھگڑا پیدا کرتا ہے۔(غنیۃ الطالبین)

7. مرشدانِ کامل کی مجالس کو اختیار کر کیونکہ ان کی مجالس میں شرکت سے حلاوت اور مٹھاس حاصل ہوتی ہے اور ان کی نورانی صحبت اور مجلس میں انسانوں کے قلوب کے اندر اللہ تعالیٰ کی خالص محبت کے چشمے جاری کیے جاتے ہیں جن کی قدر و قیمت صرف وہی جانتے ہیں جن کو خفی ذکر اللہ (ذکر اسم اَللّٰہُ ذات) کی توفیق حاصل ہو چکی ہے۔(غنیۃ الطالبین)

8. جان لے کہ (معرفت اور حقیقت کے) مدارج و مراتب مرشد کامل کی تربیت کے بغیر حاصل ہو ہی نہیں سکتے جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے ''اُن پر لازم کیا کلمہ تقویٰ'' (الحجرات 46) اور کلمہ تقویٰ کلمہ توحید ہے یعنی ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' شرط یہ ہے کہ اس کلمے کو کسی متقی قلب (مرشد کامل) سے اخذ کیا جائے۔اس سے مراد وہ زبانی کلمہ نہیں جسے ہر کوئی پڑھتا ہے۔گو کہ کلمے کے الفاظ ایک ہی ہیں لیکن معنوی طور پر ادائیگی میں بہت فرق ہے کہ توحید کا بیج اگر کسی زندہ دل مرشد سے اخذ کیا جائے تو دل زندہ ہو جاتا ہے کہ وہ بیج نہایت عمدہ اور کامل ہوتا ہے۔اس کے برعکس خام و ناقص بیج اُگنے کے قابل نہیں ہوتا۔(سِرّ الاسرار۔فصل نمبر 5)

9. وہ کلمہ جو عوام کی زبان سے ادا ہوتا ہے لوحِ محفوظ سے اترا ہے' جو عالم جبروت میں ہے اور اس کا تعلق درجات سے ہے اور وہ کلمہ جو واصلین زبانِ قدسی سے بلا واسطہ پڑھتے ہیں عالم قرب میں لوحِ اکبر سے اترا ہے۔پس ہر چیز اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے اس لیے اہلِ تلقین (مرشد کامل) کی تلاش حیات قلب کے لیے فرض ہے۔(سِرّ الاسرار۔فصل نمبر 5)

10. انسان پر واجب ہے کہ دنیا میں ہی مرنے سے پہلے کسی اہلِ تلقین (مرشد کامل) سے آخرت کے لیے حیاتِ قلب حاصل کر لے کیونکہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور جب وہ اس میں کچھ بوئے گا ہی نہیں تو آخرت میں کاٹے گا کیا؟ اس کھیتی سے مراد اس دنیوی نفسانی وجود کی زمین

ہے۔(سِرّ الاسرار۔فصل نمبر 8)

11. حدیث قدسی ''اور میرے پیروکار نورِ بصیرت کے مالک ہیں'' میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ میرے بعد میرے وارث کامل مرشد ہوں گے جو صاحبِ ارشاد ہوں گے اور میری طرح باطنی بصیرت کے مالک ہوں گے یعنی وہ ولایت کاملہ کے مالک ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے کلام میں ''وَلِیًّا مُّرْشِدًا'' کہہ کر اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔(سِرّ الاسرار۔فصل نمبر 22)

صحبتِ مرشد

1. اے اللہ کے بندے تو اولیا کرام کی صحبت اختیار کر کیونکہ ان کی یہ شان ہوتی ہے کہ جب کسی پر نگاہ اور توجہ کرتے ہیں تو اس کو زندگی عطا کر دیتے ہیں۔ اگرچہ وہ شخص جس کی طرف نگاہ پڑی ہے یہودی یا نصرانی یا مجوسی ہی کیوں نہ ہو۔ (الفتح الربانی۔ملفوظاتِ غوثیہ)

2. مرشدانِ کامل کی مجالس کو اختیار کرو کیونکہ ان کی مجالس میں شرکت سے حلاوت اور مٹھاس حاصل ہوتی ہے اور ان کی نورانی صحبت اور مجلس میں انسانوں کے قلوب کے اندر اللہ تعالیٰ کی خالص محبت کے چشمے جاری کیے جاتے ہیں جن کی قیمت صرف وہی جانتے ہیں جن کو خفی ذکر اللہ (اسم اَللّٰہُ ذات) کی توفیق حاصل ہو چکی ہوتی ہے۔

3. تم کسی ایسے شیخ کامل کی صحبت اختیار کرو جو حکم خداوندی اور علم لدنی کا واقف کار ہو اور وہ تمہیں اس کا راستہ بتائے۔ جو کسی فلاح والے کو نہ دیکھے گا فلاح نہیں پا سکتا۔ تم اس شخص کی صحبت اختیار کرو جس کو اللہ کی صحبت نصیب ہو۔ (الفتح الربانی۔مجلس 61)

4. اے اللہ کے بندے! تو اس شخص کی صحبت اختیار کر جو تیرے نفس کے جہاد پر تیری مدد کرے نہ اس کی جو تیرے مقابلے میں نفس کا مددگار بنے۔ جب تو جاہل اور منافق جو کہ نفس کا پیروکار ہے

اس کی صحبت اختیار کرے گا، وہ تیرے مقابلے میں نفس کا مددگار ہوگا۔ مشائخ عظام کی صحبت دنیا کے لیے اختیار نہیں کی جاتی بلکہ ان کی صحبت آخرت کے لیے اختیار کی جاتی ہے۔ جب کوئی شیخ خواہش اور طبیعت کا پیروکار ہوگا تو اس کی صحبت دنیا کے لیے اختیار کی جائے گی اور جب کوئی شیخ صاحبِ دل ہوگا تو اس کی صحبت آخرت کے لیے ہوگی اور جب وہ صاحبِ باطن ہوگا تو اس کی صحبت اللہ تعالیٰ کے لیے اختیار کی جائے گی۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 49)

4. اہلِ اللہ کے پاس بیٹھنا ایک نعمت ہے اور اغیار کے پاس بیٹھنا جو کہ جھوٹے اور منافق ہیں ایک عذاب ہے۔ (الفتح الربانی مجلس 55)

5. محبّ تو محبین کے پاس ہی جاتے ہیں تاکہ ان کے پاس اپنے محبوب کو پالیں۔ اللہ تعالیٰ کو چاہنے والے اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں پس اللہ تعالیٰ ان کو دوست بنالیتا ہے اور ان کی مدد فرماتا ہے اور ان میں ایک کو دوسرے سے تقویت پہنچاتا ہے۔ پس وہ مخلوق کو دعوتِ الٰہی دیتے ہیں اور ایک دوسرے کے معاون بنتے ہیں۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 17)

اسمِ ذات
(اسمِ اعظم)

1. حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ملفوظاتِ غوثیہ میں ایک روایت بیان فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ ملک شام کی مسجد میں بھوک کی حالت میں پہنچے اور اپنے نفس سے کہا کہ کاش میں اسمِ اعظم جانتا ہوتا۔ دفعتاً دو شخص آسمان کی طرف سے اترے اور ان کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ پس ایک نے دوسرے سے کہا تیری خواہش اسمِ اعظم جان لینے کی ہے دوسرے نے کہا ہاں! اس نے جواب دیا کہ تو "اللہ" کہہ یہی اسمِ اعظم ہے۔ وہ بزرگ کہتے ہیں میں نے دل میں کہا کہ اس کو تو میں کہا ہی کرتا ہوں مگر اسمِ اعظم کی جو خاصیت ہے وہ ظاہر نہیں ہوتی۔ اس آدمی نے جواب دیا یہ بات نہیں ہمارا مطلب یہ ہے کہ 'اللہ' اس طرح سے کہو کہ دل میں کوئی دوسرا نہ ہو۔ (الفتح الربانی۔

ملفوظاتِ غوثیہ)

2. بُری صفات سے نجات کا ذریعہ یہ ہے کہ آئینہ دل کو ظاہر و باطن میں مصقل توحید (تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات) وعلم وعمل وشدید مجاہدہ سے صاف کیا جائے حتیٰ کہ نورِ توحید (نورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات) و صفاتِ الٰہیہ سے دل زندہ ہو جائے اور اس میں وطنِ اصلی کی یاد تازہ ہو جائے اور وطنِ حقیقی کی طرف مراجعت کا شوق پیدا ہو۔ (سرّ الاسرار۔ فصل نمبر 10)

3. جب کسی کے دل میں اسمِ اَللّٰہُ (ذات) آ جاتا ہے تو اس سے دو چیزیں پیدا ہوتی ہیں ایک نار دوسری نور۔ نار سے تمام غیر اللہ تصورات اور مادی محبتیں جل جاتی ہیں اور نور سے دل منور آئینہ بن جاتا ہے۔

4. بے شک اللہ تعالیٰ ذاکرین کا ہادی ہے۔ ہر ایک مقام کے لیے خصوصی ذکر ہے۔

☆ ذکرِ لسانی یہ ہے کہ زبان سے دل کو ذکرِ الٰہی سے تازہ کرے لیکن یہ اس طرح ہو کہ دل اور زبان یکساں ہوں یہ نہ ہو کہ زبان ذکر کر رہی ہو اور دل کسی اور طرف متوجہ ہو۔

☆ ذکرِ نفسی ایسے ذکر کو کہتے ہیں جو حروف وآواز کے بغیر ہو۔ یہ ذکر صرف اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ہی ہوسکتا ہے۔

☆ ذکرِ قلبی دل کے اندر اللہ تعالیٰ کے جمال و جلال کو دیکھنا۔

☆ ذکرِ روحی اللہ تعالیٰ کے صفاتی انوار و تجلیات کا مشاہدہ کرنا۔

☆ ذکرِ سرّی اسرارِ الٰہیہ کے مکاشفات جو اس پر ظاہر ہو چکے ہوں کی نگہداشت کرنا۔

☆ ذکرِ خفی اس قادر قدرت کے انوار و تجلیات کا دل کی آنکھ سے معائنہ کرنا۔

☆ ذکرِ اخفیٰ حقیقت ذاتِ الٰہیہ کا دل کی آنکھ سے یقین کے ساتھ دیکھنا کہ سوائے اللہ کے کسی کو آگاہی نہ ہو۔ (سرّ الاسرار۔ فصل نمبر 7)

5. اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک کلام میں فرمایا ''جس شخص کو میرے ذکر نے سوال کرنے سے مشغول بنائے رکھا اس کو مانگنے والوں سے زیادہ عطا کروں گا۔'' بغیر ''قلب'' کے صرف ''زبان''

کے ذکر میں نہ تیری کوئی عزت ہے اور نہ ہی بزرگی۔ اصل ذکر تو قلب و باطن کا ذکر ہے پھر زبان کا ذکر ہے جب کسی بندے کا ذکرِ الٰہی درست ہو جاتا ہے پس اللہ تعالیٰ اس کا ذکر کرتا ہے جیسا کہ اس نے فرمایا ہے ''تو میرا ذکر کر میں تیرا ذکر کروں گا اور میرا ذکر کر و ناشکری نہ کرو'' تو اس کا ذکر یہاں تک کر کہ ذکر کی وجہ سے تیرے تمام گناہ جھڑ جائیں اور تو گناہوں سے پاک اور صاف ہو جائے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 58)

6. جب دل ذکرِ خداوندی میں مشغول رہتا ہے تو اس کو معرفتِ خداوندی اور علمِ خداوندی اور توحید اور توکل اور جملہ ماسویٰ سے اعراض نصیب ہوتا ہے۔ ذکر خداوندی میں مشغول رہنا دنیا اور آخرت میں بھلائی حاصل کرنے کا سبب ہے۔ جب دل صحیح ہو جاتا ہے تو ذکر اس میں ہر وقت رہنے لگتا ہے۔ اس کی تمام طرفوں اور تمام بدن پر وہی لکھ دیا جاتا ہے۔ پس اس کی دونوں آنکھیں تو سوتی ہیں اور اس کا دل ذکرِ خداوندی میں مشغول رہتا ہے۔ یہ اس کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے وراثتاً حاصل ہو جاتا ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 59)

7. اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو جانا دلوں کی موت ہے۔ پس جو کوئی اپنے دل کو زندہ کرنا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ دل کو ذکر خداوندی کے لیے چھوڑ دے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 49)

8. اے ذکر کرنے والے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر یہ جانتے ہوئے کیا کر کہ تو اس کے سامنے ہے تو محض زبان سے اور دل کو غیر اللہ کی طرف متوجہ کر کے ذکر خدا نہ کیا کر۔ (الفتح الربانی۔ ملفوظاتِ غوثیہ)

9. طالبانِ مولیٰ پر ہر وقت ذکر اللہ میں مشغول رہنا فرض کر دیا گیا ہے جیسا کہ فرمان حق تعالیٰ ہے۔ ''پس اللہ کا ذکر کرو چاہے تم کھڑے ہو یا بیٹھے ہو یا لیٹے ہو۔'' (سرّ الاسرار۔ فصل نمبر 7)

10. سرّ کی صفائی ماسویٰ اللہ سے اجتناب کرنے، اللہ سے محبت کرنے اور سرّی زبان کے ساتھ اسمائے توحید (اسمِ اَللّٰہُ ذات) کا دائمی ذکر کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ (سرّ الاسرار۔ فصل نمبر 6)

11. مردانِ خدا ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور ذکرِ الٰہی ان کے بوجھوں کو دور کر

دیتا ہے اور یہ غیر اللہ کے ساتھ مفقود ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ موجود ہیں کیونکہ انہوں نے یہ فرمانِ خداوندی سن لیا ہے تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا اور میرا شکر کرو کفر نہ کرو۔'' (سورۃ البقرہ۔152) پس انہوں نے اس طمع کے ساتھ اس کے ذکر کو لازم پکڑ لیا ہے تاکہ اللہ ان کا ذکر کرے۔(الفتح الربانی۔مجلس 3)

12. اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والا ہمیشہ کے لیے زندہ ہے اور وہ ایک زندگی سے دوسری زندگی کی طرف منتقل ہوتا ہے۔سوائے ایک لمحہ کے اس کے لیے موت نہیں۔(الفتح الربانی۔مجلس 16)

1. غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا پھر میں نے سوال کیا اے رب! عشق کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا ''اے غوث الاعظمؓ! عشق میرے لیے کر، عشق مجھ سے کر اور میں خود عشق ہوں اور اپنے دل کو، اپنی حرکات کو میرے ماسوا سے فارغ کر دے۔اے غوث الاعظمؓ جب تم نے ظاہری عشق کو جان لیا پس تم پر لازم ہو گیا کہ عشق سے فنا حاصل کرو کیونکہ عشق، عاشق اور معشوق کے درمیان پردہ ہے۔پس تم پر لازم ہے کہ غیر سے فنا ہو جاؤ کیونکہ ہر غیر، عاشق اور معشوق کے درمیان پردہ ہے۔'' (الرسالۃ الغوثیہ)

2. سچا محبّ اور عاشق اپنے قبضہ میں کوئی چیز نہیں رکھتا بلکہ وہ تو ہر چیز اپنے محبوب کے حوالے کر دیتا ہے۔محبت اور ملکیت ایک جگہ اکٹھی نہیں ہو سکتی۔اللہ تعالیٰ کا محبّ جس کو اس کی سچی محبت ہوتی ہے وہ اپنا مال اور اپنا نفس اور اپنے انجام کو اسی کے سپرد کر دیتا ہے اور وہ اپنے اور غیروں کے بارے میں اپنے اختیار کو چھوڑ دیتا ہے اور نہ اپنے محبوب کے تصرفات میں الزام لگاتا ہے اور نہ اس سے جلدی چاہتا ہے اور نہ اس کو بخیل سمجھتا ہے بلکہ جو کچھ بھی محبوب کی طرف سے اس کو پہنچتا ہے وہ

اس کو محبوب اور شیریں سمجھتا ہے۔ اس کی تمام جہتیں مسدود ہو جاتی ہیں۔ اس کے لیے صرف ایک جہت ہی محبوب رہ جاتی ہے۔ اے اللہ کی محبت کا دعویٰ کرنے والے! تیری محبت اس وقت تک کامل نہ ہوگی جب تک تیرے حق میں تمام جہتیں بند نہ ہو جائیں اور صرف ایک جہت تیرے محبوب کی باقی نہ رہ جائے۔ اس حالت میں تیرا محبوب عرش سے لے کر فرش تک تمام مخلوقات کو تیرے دل سے نکال دے گا۔ پس نہ تجھے دنیا کی محبت رہے گی اور نہ ہی آخرت کی محبت، تو اپنے آپ سے بھی وحشت کھائے گا اور اللہ تعالیٰ سے ہی انس پائے گا۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 40)

3. شرطِ محبت یہ ہے کہ محبوب کے ساتھ نہ تیرے لیے ارادہ باقی رہے اور نہ اس کو چھوڑ کر دنیا یا آخرت یا کسی مخلوق سے مشغولیت ہو۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کوئی آسان بات نہیں جو ہر ایک اس کا دعویٰ کرنے لگے اور کتنے ہی لوگ ہیں جو اس کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ محبت ان سے دور ہوتی ہے اور کتنے ہی لوگ ہیں جو محبت کا دعویٰ نہیں کرتے حالانکہ محبت ان کے نزدیک موجود ہوتی ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 60)

4. تو اس کی محبت کو اپنے اوپر لازم کر لے تو اس کی محبت کو تمام ضروری چیزوں سے جن کا تو حاجت مند ہے زیادہ اہم مقصد بنا لے۔ اسی کی محبت تجھے نفع دے گی۔ تمام مخلوق اپنے فائدہ کے لیے تجھے چاہتی ہے اور اللہ تعالیٰ تجھے تیرے لیے ہی چاہتا ہے اور دوست رکھتا ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 19)

5. اے انسان جب تو جملہ خواہشاتِ نفسانی سے پاک ہو کر اللہ عزوجل سے صدق دل سے محبت کرے گا تو وہ تیرے دل کو ایسا آئینہ بنا دے گا کہ جب تو اس آئینے میں جھانکے گا۔ دنیا و آخرت کے اسرار و حقائق تیرے سامنے منکشف ہو جائیں گے۔

6. تجھ پر افسوس ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے لیے کچھ شرائط ہیں اور وہ یہ ہیں:

ا۔ اپنے اور غیر کے معاملات میں اللہ تعالیٰ کی موافقت کرنا۔

ب۔ ماسویٰ اللہ تعالیٰ کے سکون نہ کرنا۔

ج۔ اللہ تعالیٰ ہی سے انس رکھنا اور اس کے ساتھ رہنے میں وحشت میں نہ پڑنا۔

جب اللہ تعالیٰ کی محبت کسی شخص کے دل میں ٹھہر جاتی ہے تو بندہ اس سے مانوس ہو جاتا ہے اور ہر اس چیز کو دشمن سمجھنے لگتا ہے جو اس کو اللہ تعالیٰ کے انس سے غافل کر دے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 4)

7. جب محبت غالب ہوتی ہے تو دنیا اور آخرت' دینے نہ دینے' ماننے اور نہ ماننے کا امتیاز جاتا رہتا ہے۔ اس کا دل محبت سے لبریز ہوتا ہے اور برائی اور بھلائی ایک ہو جاتی ہے۔ (الفتح الربانی ملفوظات غوثیہ)

8. جو شخص اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتا ہے اور اس کے غیر کو دوست نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ اس کے دل سے اپنے ماسوا کی محبت کو زائل کر دے گا۔ جب کسی شخص کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو جاتی ہے تو اس کے دل سے غیر اللہ کی محبت نکل جاتی ہے۔ (الفتح الربانی مجلس 58)

دیدارِ الٰہی

1. سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے محبوب کو دیکھ لیا پس اس نے اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اپنے دل سے دیکھ لیا وہ باطن سے اس کی حضوری میں داخل ہو گیا اور ہمارا پروردگار موجود ہے اور دیکھا جا سکتا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ''عنقریب تم اپنے ربّ کو اس طرح دیکھو گے جیسا کہ تم چاند سورج کو دیکھتے ہو'' کہ اس کے دیکھنے میں باہم کشمکش نہ ہوگی۔ وہ آج بھی نورِ بصیرت سے دیکھا جاتا ہے اور کل بھی دیکھا جاتا ہے اور قیامت کے دن سرّ کی آنکھوں سے دیکھا جائے گا۔ اس جیسی کوئی چیز نہیں ہے اور وہ

سب کی سننے والا اور سب کو دیکھنے والا ہے اور جو لوگ اس کے محبّ ہیں وہ اسی سے راضی رہتے ہیں نہ کہ غیر سے، وہ اسی سے مدد مانگتے ہیں اور اس کے سوا سب سے رُک جاتے ہیں۔(الفتح الربانی۔مجلس 33)

2. اگر کوئی سائل پوچھے کہ اللہ تعالیٰ کو کس طرح دیکھا جا سکتا ہے تو پس میں اس کا جواب یہ دوں گا کہ بندہ کے دل سے جب مخلوق نکل جاتی ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا تو اللہ تعالیٰ جس طرح بھی چاہتا ہے اپنا دیدار کرواتا ہے اور اس کے قریب آجاتا ہے، جس طرح اس کو اور چیزیں ظاہراً دکھاتا ہے اسی طرح اپنی ذات کو باطناً دکھا دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے شب معراج ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے دیدار سے مشرف فرمایا۔

یہ بندہ جس طرح خواب میں اس کی ذات پاک کو دیکھتا ہے اس کے قریب ہو جاتا ہے اور اس سے گفتگو کرتا ہے۔اسی طرح کبھی حالت بیداری میں بھی اس کا دل اس سے گفتگو کرتا ہے۔وہ اپنے وجود کی آنکھیں بند کر لیتا ہے، پس باعتبارِ ظاہر اس کو جیسا بھی وہ حقیقت میں ہے اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس کو ایک معنوی صفت عطا فرما دیتا ہے، جس سے یہ بندہ اس کو دیکھتا ہے اور اس کے قریب ہو جاتا ہے۔اس کی صفات اور اس کی کرامتوں اور فضل واحسان اور اس کے لطف و شفقت و بندہ نوازی کو دیکھتا رہتا ہے۔(الفتح الربانی۔مجلس 59)

3. اہلِ اللہ جب تک اللہ تعالیٰ سے ملاقات نہیں کر لیتے نہ تو ان کے غم کو خوشی نصیب ہے نہ ان کے بوجھ کو سر سے اترنا اور نہ ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک اور نہ ان کی مصیبت کو تسلی حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے ان کی ملاقات دو قسم کی ہے۔ایک دنیا میں ملنا دل اور اسرار سے ہے اور وہ نادر ہے اور دوسری ملاقات آنکھوں سے آخرت میں ملنا ہے۔جب وہ اللہ سے جا ملیں گے تو ان کو خوشی اور فرحت حاصل ہوگی۔(الفتح الربانی۔مجلس 28)

4. صاحب یقین و معرفت مسلمان کے لیے دو ظاہری اور دو باطنی آنکھیں ہیں۔پس وہ ظاہری آنکھوں سے زمین میں بسنے والی مخلوق کو دیکھتا ہے اور باطنی آنکھوں سے آسمان پر بسنے

والی مخلوق کو دیکھتا ہے۔ اس کے بعد اس کے دل سے تمام پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کو بلا شبہ و بلا کیف دیکھتا ہے۔ پس وہ مقرب اور اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ اس لیے کہ محبوب سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہوتی' جب یہ اپنے نفس' طبیعت' خواہشات اور شیاطین اور مخلوق سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور اپنے ہاتھوں سے زمین کے خزانوں کی کنجیاں بھی پھینک دیتا ہے تو اس کے نزدیک مٹی اور سونا برابر ہوتے ہیں' تو اس کے دل سے حجاب اٹھا دیئے جاتے ہیں۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 3)

5. جان لے کہ دل کی دو آنکھیں ہیں' عین صغریٰ (چھوٹی آنکھ) اور عین کبریٰ (بڑی آنکھ)۔ عین صغریٰ اسمائے صفات کے نور سے عالمِ درجات میں اس کی انتہا تک تجلیاتِ صفات کا مشاہدہ کرتی ہے اور عین کبریٰ توحید احدیت کے نور سے عالمِ لاھوت و عالمِ قرب میں انوارِ تجلیات ذات کا مشاہدہ کرتی ہے۔ انسان کو یہ مراتب موت اور بشری نفسانیت کے فنا ہونے سے پہلے حاصل ہو جاتے ہیں لیکن بندے کی اس عالم میں رسائی کا دارومدار اس کے درجہ انقطاع نفسانیت پر ہے۔ اللہ تعالیٰ تک یہ رسائی اس طرح نہیں ہوتی جس طرح کہ جسم کی اہلِ جسم تک' علم کی معلوم تک عقل کی معقول تک اور وہم کی موہوم تک ہوتی ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ بندہ ترکِ ماسویٰ اللہ کر کے فنائیت کے اس مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ جہاں قرب و بُعد' جہت و مقابلہ اور وصال و جدائی کا نام و نشان تک نہیں پایا جاتا۔ پس پاک ہے وہ معبود ذات جو ظاہر ہے اپنی پوشیدگی میں' پوشیدہ ہے اپنی تجلی میں اور غیر معروف ہے اپنی معرفت میں۔ (سرالاسرار۔ فصل 10)

6. جب اہلِ قرب جمالِ الٰہی کا دیدار کر لیتے ہیں تو پھر اُن کی آنکھیں کسی غیر کو دیکھنا گوارا نہیں کرتیں اور وہ ذاتِ حق کے سوا کسی کو نگاہِ محبت سے نہیں دیکھتے کہ دونوں جہان میں اُن کا محبوب و مطلوب صرف اللہ ہی ہوتا ہے اور نہ ہی وہ اللہ کے سوا کسی چیز کا قصد کرتے ہیں۔ (سِرّ الاسرار۔ فصل 12)

1. جس شخص کی تابعداری حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ صحیح ہو جاتی ہے اس کو حضور ﷺ اپنی زرہ خود پہناتے ہیں اور اپنی تلوار اس کے گلے میں ڈالتے ہیں اور اس کو اپنے طریقوں اور خصلتوں کا خلعت عطا فرما دیتے ہیں اور اس سے حضور نبی کریم ﷺ بہت زیادہ خوش ہوتے ہیں کہ یہ آپ کی امت میں کیسا ہونہار نکلا۔ اس پر سرکارِ دو عالم ﷺ اپنے رب تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ پھر اس کو حضور نبی کریم ﷺ اپنی اُمت میں نائب اور رہنما اور اس کو اللہ تعالیٰ کے دروازے کی طرف بلانے والا مقرر فرما دیتے ہیں مگر جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا اور آپ ﷺ کا وصال باکمال ہو گیا تو آپ ﷺ کے لیے آپ ﷺ کی اُمت میں وہ لوگ مقرر کر دیئے گئے جو آپ ﷺ کے سچے جانشین تھے اور وہ لاکھوں مخلوق میں ایک دو ہی ہوتے ہیں۔ وہ مخلوق کی راہنمائی کرتے ہیں اور وہ ہر وقت مخلوق کی خیر خواہی کرتے رہتے ہیں اور ان کی ایذاؤں کو برداشت کرتے ہیں اور وہ منافقوں اور فاسقوں کے منہ پر مسکراتے ہیں اور طرح طرح کے حیلہ کرتے ہیں کہ کسی طرح منافقت اور فسق ان سے چھوٹ جائے اور ان کو اللہ تعالیٰ کے دروازہ کی طرف لے جائیں۔ (الفتح الربانی۔مجلس 23)

2. مومن کو نہ تو اس دنیا میں سکون ملتا ہے اور نہ ہی اس کی چیزوں سے جو دنیا میں ہیں۔ وہ دنیا سے اپنا مقسوم لیتا ہے اور اپنے دل سے اللہ سے یکسو ہو جاتا ہے۔ وہاں پہنچ کر وہ ٹھہر جاتا ہے یہاں تک کہ اس سے دنیا کی سوزش دور کر دی جاتی ہے اور اس کے دل کو دربارِ خداوندی میں داخل ہونے کی اجازت دی جاتی ہے۔ اس کے باطن کی سفارت اس کے باطن کو دل کی طرف اور دل سے نفس مطمئنہ اور فرمانبردار اعضا کی طرف لے جاتی ہے تمام اعضا پر اسے قابو مل جاتا ہے اور وہ اسی حال میں ہوتا ہے کہ یکا یک اس کو اس کے متعلقین سے بے نیاز بنا دیا جاتا ہے اور درمیان میں

آڑ کر دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مخلوق کی ایذاؤں سے اس کی حفاظت خود فرماتا ہے اور سب کو اس کا تابعدار بنا دیتا ہے اور اس کے اور ان کے قلوب میں خود حائل ہو جاتا ہے۔ تو یہ بندہ اپنے پروردگار کی معیت میں باقی رہ جاتا ہے۔ گویا اس کے اعتبار سے مخلوق پیدا ہی نہیں ہوئی۔ گویا اس کے پروردگار کے سوائے کسی کا وجود ہی نہیں۔ پس اس کا پروردِگار فاعل مختار رہتا ہے اور یہ اس کا محل فعل، اللہ تعالیٰ اس کا مطلوب رہ جاتا ہے اور یہ اس کا طالب۔ وہ اس کی اصل رہ جاتا ہے اور یہ اس کی شاخ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو پہچانتا ہی نہیں اور نہ اس کے سوا کسی کو دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو مخلوق سے پوشیدہ کر دیتا ہے۔ اس کے بعد جب چاہے گا اس کو لوگوں کے لیے اٹھا کر کھڑا کر دے گا۔ ان کی ہدایت اور مصلحت کے لیے اس کو موجود کر دے گا اور یہ بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مخلوق کی ایذاؤں پر صبر کرتا رہے گا۔ اولیا اللہ دلوں اور اسرار کے محافظ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی معیت میں قائم اور غیر اللہ کی معیت سے جدا ہوتے ہیں۔ ان کا ہر کام اور ہر عمل اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتا ہے۔ نہ غیر اللہ کے لیے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 423)

3. اولیا اللہ تمام قبیلوں میں منتخب اور لاکھوں کروڑوں میں آخر دم تک ایک دو ہی ہوتے ہیں جو کہ کلام خداوندی کو اپنے دلوں اور معانی سے سنتے ہیں اور اس سننے کو اپنے اعضا کے اعمال سے سچا کر دکھاتے ہیں۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 420)

4. اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوق جن وانس اور فرشتوں اور ارواح کے سامنے اس بندہ پر فخر فرماتا ہے اور اس کو آگے بڑھاتا ہے اور اپنا قرب عطا فرما دیتا ہے اور اپنی مخلوق پر اس کو حاکم و مالک بنا دیتا ہے اور اس کو قدرت دیتا ہے اور اس کو محبوب رکھتا ہے اور تمام مخلوق میں اس کو محبوب بنا دیتا ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 22)

5. جب یہ بندہ اپنے وجود اور مخلوق سے فنا ہو جاتا ہے تو گویا وہ گمشدہ اور نابود ہو جاتا ہے۔ اس کا باطن مصائب کے آنے سے متغیر نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا حکم آنے پر موجود ہو جاتا ہے۔ بس امر کو بجا لاتا ہے اور نہی سے پرہیز کرتا ہے۔ نہ کسی چیز کی وہ تمنا کرتا ہے اور نہ وہ کسی چیز پر حریص ہوتا

ہے۔ تکوین اس کے دل پر وارد ہوتی ہے اور دنیا کی تمام چیزوں میں تصرف کا اختیار اس کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 51)

6. جب بندے کا دل اپنے پروردگار کی طرف پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو مخلوق سے بے نیاز کر دیتا ہے اور اپنا قرب عطا کر دیتا ہے اور اس کو صاحب اختیار بادشاہ بنا دیتا ہے اور اس سے ارشاد فرماتا ہے کہ تو میرے نزدیک قدرت والا اور امانت دار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے ملک اور اپنے خدام اور اپنے ملک کے انتظام واسباب میں اپنا خلیفہ بنا دیتا ہے اور اس کو اپنے خزائن کا امین بنا دیتا ہے۔ اسی طرح جب دل صحیح ہو جاتا ہے اور اس کی شرافت اور طہارت ماسوا اللہ سے ظاہر ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی مخلوق کے دلوں پر قبضہ دے دیتا ہے اور اس کو اپنی سلطنت یعنی دنیا اور آخرت میں حکومت بخشتا ہے۔ پس وہ اپنے مریدین وقاصدین کا کعبہ بن جاتا ہے تو سب اسی طرف جوق در جوق کھنچے چلے آتے ہیں۔ اس کا طریقہ علمِ دین سکھانا اور علم ظاہر پر عمل کرانا ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 22)

7. تمہارے درمیان صورتاً کوئی نبی موجود نہیں ہے تا کہ تم اس کی اتباع کرو۔ پس جب تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متبعین کا اتباع کرو گے جو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حقیقی اتباع کرنے والے اور اتباع میں ثابت قدم تھے تو گویا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اتباع کیا۔ جب تم ان کی زیارت کرو گے تو گویا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 14)

معرفتِ الٰہی

1. فرمانِ حق تعالیٰ ہے ”میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔“ یعنی اپنی معرفت کے لیے پیدا کیا ہے۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ کو پہچانتا نہیں وہ اس کی عبادت کس طرح کر سکتا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کی معرفت آئینہ دل کو حجاباتِ نفس کی کدورت سے پاک کر کے اُس

کے اندر مقامِ سرّ میں مخفی خزانے کے مشاہدے سے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں فرمان حق تعالیٰ ہے ''میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا' میں نے چاہا کہ میری پہچان ہو' پس میں نے اپنی پہچان کے لیے مخلوق کو پیدا کیا۔'' لہٰذا یہ حقیقت تو کھل کر سامنے آ گئی کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو محض اپنی معرفت و پہچان کے لیے پیدا فرمایا ہے۔

معرفت دو قسم کی ہے: (1) معرفت صفاتِ الٰہی اور (2) معرفت ذاتِ الٰہی۔ صفاتی معرفت یہ ہے کہ دونوں جہان میں اس کے بے کیف وجود کا ظہور ہے اور معرفتِ ذات یہ ہے کہ نورِ بصیرت سے دیدارِ الٰہی نصیب ہو جائے اور یہ عارفین کا مقام ہے۔ چنانچہ فرمانِ خداوندی ہے ''اور ہم نے اس کی پاک روح سے مدد فرمائی۔'' یہ ہر دو قسم کی معرفت' معرفت ذاتی و صفاتی ہر دو علم کے بغیر نہیں پا سکتے۔ علمِ ظاہری اور علمِ باطنی۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے ''علم دو طرح کا ہے ایک جس کا تعلق زبان سے ہے اور دوسرا علم جس کا تعلق دل سے ہے۔'' پہلا برہان خداوندی ہے' جبکہ دوسرا حصولِ مقصد کے لیے مفید ترین ہے۔ پس انسان کو اولاً علم شریعت کی ضرورت ہے تا کہ بدن عالم معرفتِ صفات میں اس ذات کریمہ کی معرفت سے بہرہ مند ہو سکے اور وہ درجات پر محیط ہے۔ بعدہٗ، علم باطنی کی محتاجی ہے تا کہ روح عالمِ معرفت میں اللہ کی معرفت کو حاصل کر سکے۔ اسے حاصل کرنے کے لیے ایسی جسمانی و روحانی مشقتوں اور ریاضتوں کی ضرورت ہے جو محض رضائے الٰہی کے لیے مختص ہوں تماشہ کرنے یعنی سنانے' دکھاوے کی غرض سے نہ ہوں جیسے کہ ربّ العالمین کا ارشاد ہے ''پس جو شخص لقائے الٰہی (دیدار) چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ صالح عمل بجا لائے اور اپنے ربّ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔'' (سورۃ الکھف) (سِرّ الاسرار۔ مقدمہ)

2. طہارتِ معرفت دو قسم کی ہے۔ طہارتِ معرفت صفات حق تعالیٰ اور دوسری طہارتِ معرفتِ ذاتِ حق تعالیٰ۔ طہارت معرفتِ صفات تلقینِ مرشد اور اسمائے توحید کے ذکر سے آئینہ قلب کو نقوشِ بشریت و حیوانیت سے صاف کیے بغیر ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب آئینہ قلب

صاف ہو جاتا ہے تو چشمِ قلب کو اللہ تعالیٰ کے صفاتی نور سے ایسی نظر حاصل ہو جاتی ہے کہ جس سے وہ آئینۂ قلب میں جمالِ الٰہی کا نقش دیکھتا ہے۔ چنانچہ حضور علیہ والصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: (1) مومن اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے (2) مومن آئینۂ قلب ہے۔ (3) عالم نقش و نگار کرتا ہے اور عارف صیقل کرتا ہے۔'' جب آئینۂ قلب اسمائے توحید کے دائمی ذکر سے صاف و شفاف ہو جاتا ہے تو اس میں صفاتِ حق تعالیٰ کے جلوے نظر آتے ہیں جس سے معرفتِ صفات حاصل ہوتی ہے۔

طہارتِ معرفتِ ذات اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ بارہ اسمائے توحید میں سے آخری تین اسما کا دائمی شغل اختیار کر کے چشمِ سِرّ کو نورِ توحید سے روشن نہ کر لیا جائے کہ جب انوارِ توحید ذات کی تجلی ہوتی ہے تو بشریت پگھل جاتی ہے اور مکمل طور پر فنا ہو جاتی ہے۔ (سر الاسرار۔ فصل نمبر 15)

3. تم معرفتِ خداوندی حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ معرفت خداوندی اس کے ساتھ غائب ہو جانے اور اس کے قضا و قدر اور علمِ قدرت کے ساتھ قائم ہو جانے کا نام ہے۔ معرفتِ افعال و مقدراتِ الٰہی میں فنا ہو جانا ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 59)

4. اللہ تعالیٰ نے غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''اے غوث الاعظمؒ! اپنے دوستوں سے کہہ دو تم میں سے جو کوئی مجھ سے ملنا چاہے اسے چاہیے کہ میرے سوا ہر چیز سے نکل جائے ''اے غوث الاعظمؒ! دنیا کی گھاٹی سے نکل آؤ تاکہ آخرت سے مل جاؤ اور آخرت کی گھاٹی سے نکل آؤ تاکہ مجھ سے مل لو۔ اے غوث الاعظمؒ! اجسام اور نفوس سے باہر نکل آؤ پھر قلوب اور ارواح سے باہر نکل آؤ، پھر اسرار حکم سے بھی باہر نکل آؤ کہ مجھ سے مل لو۔'' (الرسالۃ الغوثیہ)

5. اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو فقط اپنی معرفت و وصال کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ لہٰذا انسان پر واجب ہے کہ وہ دونوں جہان میں اُس چیز کی طلب کرے جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس کی عمر لایعنی کاموں (فضول کاموں) میں ضائع ہو جائے اور مرنے کے بعد اس

تضیعِ عمر کی دائمی ندامت اٹھانی پڑے۔(سرّ الاسرار۔فصل نمبر 12)

1. توحید کے معنی یہ ہیں کہ تمام مخلوق کو معدوم سمجھے اور ہر ایک سے جدا ہو جائے اور طبیعت بدل کر فرشتوں کی پاکیزگی حاصل کرے اس کے بعد فرشتوں کی طبیعت سے بھی فنائیت حاصل ہو اور اپنے پروردگار کے ساتھ مل جائے۔(الفتح الربانی۔اوّل الفتوح)

2. تو اللہ تعالیٰ کی توحید کو اپنے دل میں اس قدر مضبوط کر کہ تیرے دل میں مخلوق میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے۔نہ تجھے گھر نظر آئے نہ ہی کوئی شہر۔توحید سب کو نابود کر دیا کرتی ہے۔ساری دوا اللہ تعالیٰ کو ایک سمجھنے اور دنیا کے سانپ سے اعراض کرنے میں ہے۔(الفتح الربانی۔مجلس ثانی)

3. توحیدِ باری تعالیٰ انسان اور جنات کے شیطانوں کو جلا دیتی ہے کیونکہ شیطانوں کے لیے آگ اور اہل توحید کے لیے نور ہے۔تو لا اِلٰہ اِلا اللہ کس طرح کہتا ہے حالانکہ تیرے دل میں بکثرت معبود موجود ہیں۔اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر وہ چیز جس پر تیرا اعتماد اور بھروسہ ہے وہ تیرا بت ہے۔دل کے مشرک ہونے پر زبان کی توحید تجھے کوئی فائدہ نہ دے گی۔دل کی گندگی کے ساتھ جسم کی پاکیزگی تجھے کوئی نفع نہ دے گی۔صاحبِ توحید اپنے شیطان کو لاغر بنا دیتا ہے اور مشرک کو اس کا شیطان لاغر بنا دیتا ہے۔(الفتح الربانی۔مجلس 38)

4. کامل دوا تو دل سے اللہ کو ایک ماننے میں ہے نہ کہ محض زبان سے اقرار کرنے سے۔توحید اور زہد جسم اور زبان پر نہیں ہوتے۔توحید تو دل میں ہوتی ہے اور زہد بھی دل میں تقویٰ اور معرفت بھی دل میں۔اللہ تعالیٰ کا علم اور محبت بھی دل میں اور قربِ خداوندی بھی دل میں۔(الفتح الربانی مجلس 13)

5. اللہ تعالیٰ واحد و یکتا ہے۔وہ ایسا واحد ہے جو کہ شریک کو قبول نہیں کرتا۔وہی تیرے ہر امر کی

تدبیر فرماتا ہے جو تجھ سے کہا جاتا ہے اس کو قبول کر۔ مخلوق تو عاجز و بے بس ہے' وہ تجھے کوئی نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی ان کے ہاتھوں پر نفع ونقصان جاری فرما دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فعل تیرے اور ان کے اندر تصرف کرتا ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 44)

6. توحید عبادت ہے اور شرک عادت' اس لیے تو عبادت کو لازم پکڑ اور عادت کو چھوڑ دے۔ جب تو خلافِ عادت کرے گا تو تیرے حق میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی خلافِ عادت برتاؤ ہوگا تو اپنی حالت میں تغیر کرتا کہ اللہ تیری حالت میں تغیر فرما دے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے ''بے شک اللہ تعالیٰ اس قوم کی حالت کو نہیں بدلتا ہے' جب تک کہ وہ اپنے نفوس کی حالت کو نہ بدلے۔'' (الفتح الربانی۔ مجلس 44)

7. اللہ کے سوا ہر شے غیر اللہ ہے۔ تو اللہ کے مقابلے میں غیر اللہ کو قبول نہ کر' اس لیے کہ اس نے تجھے اپنے لیے پیدا کیا ہے۔ غیر اللہ میں مشغولیت ومحویت کی وجہ سے اللہ سے اعراض کر کے اپنے اوپر ظلم نہ کر' ورنہ اللہ تجھے ایسی آگ میں جھونک دے گا جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ (فتوح الغیب مقالہ نمبر 13)

8. تو اپنی جیسی مخلوق کے آگے گردن کو نہ جھکا۔ بلکہ تیرا جھکنا تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہو اور تیرا ہر معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اسی کے لیے ہو نہ کہ غیر کے لیے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 6)

9. کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ کے سوا کوئی دینے والا نہیں ہے۔ منع کرنے والا' نفع ونقصان پہنچانے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ذات اللہ کی ذات سے مقدم ہے اور نہ ہی کوئی مؤخر اور لافانی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اگر تو یہ کہے کہ میں اسے جانتا ہوں' میں تجھے کہوں گا کہ تو اسے کیسے جانتا ہے اگر تو اس کو جانتا پھر غیر اللہ کو اس پر کیسے مقدم رکھتا ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 9)

10. آج جنت کی کنجی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنا ہے اور کل یہ تیرے اپنے وجود اور اپنے غیر کے وجود اور تمام ماسوا اللہ تعالیٰ سے فنا ہو جانا ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 24)

11. جب تو توحید پر جما رہے گا تو تجھے واحد حقیقی کے ساتھ اُنس حاصل ہو جائے گا۔ جب تو فقر پر صبر کرے گا تو تجھے غنا حاصل ہو جائے گا۔ پہلے تو دنیا کو چھوڑ پھر آخرت کو طلب کر۔ پھر آخرت کو چھوڑ اور اللہ تعالیٰ کے قرب کو طلب کر۔ مخلوق کو چھوڑ اور خالق کی طرف لوٹ آ۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 36)

12. حقیقتِ توحیدِ خداوندی' اخلاص اور دنیا و آخرت کی محبت دل سے زائل کر دینا اور تمام چیزوں سے یکسو ہو جانے کا نام ہے۔ جب بندہ کو مکمل طور پر یہ مرتبہ حاصل ہو جائے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ محبوب بنا لے گا اور اس کو اپنے قریب کر لے گا اور دوسروں پر اس کو بلندی عطا فرما دے گا۔ اے واحد تو ہمیں موحد بنا اور مخلوق سے ہمیں رہائی عطا فرما اور اپنے لیے خاص بنا لے۔ (آمین) (الفتح الربانی۔ مجلس 36)

13. دل کی زینت توحید اور اخلاص اور اللہ پر بھروسہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے اور غیر اللہ کو بھلا دینے میں ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 48)

14. صاحبِ توحید کے لیے اس کی توحید کی قوت کے وقت نہ کوئی باپ باقی رہتا ہے' نہ مال اور نہ مرتبہ اور نہ کسی چیز کے ساتھ قرار و سکون۔ بجز اللہ تعالیٰ کے دروازہ اور اس کے احسانات سے تعلق رکھنے کے اس کے لیے کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 45)

15. توحید نور ہے اور مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھنا تاریکی اور اندھیرا ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 62)

16. اگر تو ہزار برس بھی آگ پر سجدہ کرے اور غیر کی طرف متوجہ رہے تو تیرا یہ سجدہ ہرگز تجھے نفع نہ دے گا' تیرے لیے کچھ نتیجہ خیز نہ ہوگا جب تک تو ماسویٰ اللہ کو دوست بنائے رہے گا۔ تو خدا کی دوستی میں جب تک کل مخلوق کو معدوم نہ کردے سعادت حاصل نہیں کر سکتا۔

17. دنیا آخرت سے حجاب ہے اور آخرت پروردگارِ دنیا و آخرت سے حجاب ہے اور تمام مخلوق خالق سے حجاب ہے۔ جب تو ان میں سے کسی چیز کے ساتھ ٹھہرے گا پس وہ تیرے لیے حجاب

ہے۔تو اللہ تعالیٰ کے سوا مخلوق اور دنیا کی طرف متوجہ نہ ہو۔ یہاں تک کہ تو اپنے باطن کے قدموں اور ماسویٰ اللہ تعالیٰ میں زہد کے صحیح ہو جانے سے ہر ایک سے برہنہ اور جدا ہو کر ذاتِ الٰہی میں متحیر ہو۔ اسی سے فریاد کر اسی سے مدد مانگ اور اس کے علم اور تقدیر کی طرف متوجہ ہونے والا ہو کر دروازہ خداوندی تک پہنچ جا۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 21)

18. تو جو کچھ بھی عمل کرے اللہ تعالیٰ کے لیے کرے نہ کہ اس کے غیر کے لیے۔ تیرا عمل غیر اللہ کے لیے کفر ہے اور تیرا غیر اللہ کے لیے چیز کا چھوڑنا ریا کاری ہے، جو اس کو نہ پہچانے اور غیر اللہ کے لیے عمل کرے وہ ہوس میں مبتلا ہے۔

19. تجھ پر افسوس ہے کہ تو اپنے دل کے قول کی تائید کر رہا ہے، جب تو لا الٰہ کہتا ہے، پس یہ نفی کلی ہے، یعنی کوئی معبود نہیں ہے اور الا اللہ اثبات کلی ہے یعنی اللہ ہی معبود ہے کوئی دوسرا نہیں۔ پس جب تیرے دل نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے پر اعتماد اور بھروسا کیا پس تو اپنے اثبات کلی میں جھوٹا ہو گیا اور جس پر تو نے بھروسا کیا وہ تیرا معبود بن گیا۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 150)

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اللہ تعالیٰ تجھے اپنی چاہت و رضا کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے روحِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے نورِ جمال سے پیدا کیا جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے۔ ''میں نے روحِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے چہرے کے نور سے پیدا فرمایا۔'' یا جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔

1. اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میری روح کو پیدا فرمایا۔
2. اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا۔
3. اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا۔

4. اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا فرمایا۔

ان سب سے مراد ایک ہی چیز ہے اور وہ ہے حقیقتِ محمدیہ جس کا نام نور اس لیے رکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات ظلماتِ جلالیہ سے بالکل پاک ہے جیسا کہ حق تعالیٰ کا فرمان ہے ''بیشک تمہارے پاس آیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور اور کتابِ مبین۔'' اور عقل اس لیے نام رکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات تمام کلیات پر محیط ہے اور قلم اس لیے نام رکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات علم کو منتقل کرنے کا ذریعہ ہے جیسا کہ قلم عالمِ حروفات میں علم نقل کرنے کا ذریعہ ہے۔ پس روحِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جملہ موجودات کا خلاصہ اور کائنات کی ہر چیز کی ابتدا اور اصل ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے ''میں اللہ سے ہوں اور تمام مومنین مجھ سے ہیں۔'' (مقدمہ سِرّ الاسرار)

2. سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی ارواح کے حاکم ہیں اور مریدوں کے مربّی اور سرپرست ہیں اور مرادوں کے سردار ہیں اور صالحین کے بادشاہ اور مخلوق میں حالات و مقامات کے تقسیم فرمانے والے ہیں۔ اس لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے سرکارِ دوجہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تمام کائنات کا امیر بنایا ہے اور تمام امور اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سپرد فرما دیئے ہیں۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 44)

3. نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے دل اور اپنی ہمت اور توجہ سے اہلِ اللہ کے دلوں سے کسی وقت بھی نہیں ہٹتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے دلوں کو معطر اور خوشبودار بنانے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باطن کا تصفیہ کرنے والے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی ان کو زینت بخشنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی ان کا بناؤ سنگھار کرنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی قلوب و اسرار اور ان کے ربّ عزوجل کے درمیان سفیر ہیں۔

جب تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف ایک قدم بھی بڑھے گا تو تیری خوشی بڑھ جائے گی تو جس شخص کو یہ حال نصیب ہوا اس پر واجب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا شکر کرے اور اس کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تابعداری کی طرف بڑھنا لازم ہے اور اس کے علاوہ خوش ہونا ہوس ہی ہوس ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 16)

4. تم اپنی نسبتوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ صحیح کرلو۔ جس کی اتباع آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ درست ہوگئی اس کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ صحیح ہوگئی اور تیرا بغیر اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے یہ کہنا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا امتی ہوں تیرے لیے مفید نہیں۔ جب تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال و افعال میں تابعداری کرو گے تو تمہیں آخرت میں ان کی مصاحبت نصیب ہوگی۔

کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا:

''اور جو کچھ تمہیں رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔''

(سورۃ الحشر) (الفتح الربانی مجلس 25)

5. بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہر قسم کی غلطیوں اور نقصان سے پاک بنایا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں فرمایا ''اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے مگر جو نہیں وحی کی جاتی ہے۔'' (النجم 4)

یعنی جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمہارے پاس لائے ہیں وہ اُن کی ذاتی خواہش سے نہیں بلکہ میری جانب سے ہے۔ اس کی اتباع کرو! پھر فرمایا ''اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کہہ دیجیئے لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار بن جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔'' (آلِ عمران:31) اس سے یہ بات پوری طرح واضح ہوگئی کہ محبتِ الٰہی کا سارا راز آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمان و عمل کی پیروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے ''کسب حلال میرا طریقہ اور توکّل میری حالت ہے۔'' تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حالت کے درمیان ہے اگر تیرا ایمان کمزور ہے تو تیرے لیے کسب ہے جو اپنی جگہ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے اور اگر تیرا ایمان قوی ہے تو تیرے لیے توکل ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حالت ہے۔ (فتوح الغیب۔ مقالہ نمبر 36)

علم

1. علم ظاہری کی طرح علم باطنی بھی بارہ قسم پر مشتمل ہے جو عام و خاص کی استعداد اور قابلیت پر

منحصر ہے جس کو میں نے چار ابواب میں تقسیم کیا ہے۔

- علمِ شریعت' ظاہری احکام میں افعال و اعمال کا نفاذ یعنی امر و نہی پر عمل پیرا ہونے نہ ہونے کا نام شریعت ہے۔
- علمِ باطن جسے میں نے معرفتِ صفات سے موسوم کیا ہے۔
- علمِ باطن جسے میں نے معرفتِ ذات سے موسوم کیا ہے۔
- وہ علم جو تمام تر باطنوں کی بنیاد ہے جسے میں نے علمِ حقیقت سے موسوم کیا ہے۔

ان تمام علوم کا حاصل کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے "شریعت درخت ہے، طریقت اس کی شاخیں ہیں، معرفت اس کے پتے ہیں، حقیقت اس کا پھل ہے اور قرآن کریم ان تمام علوم کا جامع ہے۔" (سرّ الاسرار۔ فصل 4)

2. علمِ ظاہر عارضی بارش کی مثل ہے اور علمِ باطن چشمہ اصلی کی مثل ہے اس لیے یہ اوّل الذکر (علمِ ظاہر) سے زیادہ منافع بخش ہے۔ (سرالاسرار۔ فصل 3)

3. علومِ ظاہری کے اعمال کی جزا فقط جنت ہے جہاں صرف صفاتِ الٰہی کا عکس ہے۔ محض علمِ ظاہر کا عالم حرم قدسی میں اللہ تعالیٰ کے قرب میں نہیں پہنچ سکتا کہ وہ بلند پروازی کا جہان ہے' جہاں دونوں بازوؤں کے بغیر نہیں اُڑا جا سکتا۔ پس جو بندہ علمِ ظاہر اور علمِ باطن دونوں علوم کو زیرِ عمل لاتا ہے' وہ اس عالم (عالمِ لاھوت) میں پہنچ جاتا ہے۔ (سرّ الاسرار۔ فصل 4)

4. علم کتابوں سے حاصل نہیں کیا جاتا بلکہ مردوں کے منہ سے حاصل ہوا کرتا ہے۔ وہ مرد کون' مردانِ خدا' متقی' تارک الدنیا' وارثِ انبیاء' صاحبانِ معرفت اور باعمل اور اہلِ اخلاص ہیں۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 38)

5. جاہل شخص کی عبادت کچھ بھی قدر و قیمت نہیں رکھتی بلکہ وہ سرتاپا فساد اور ظلمت میں ڈوبی ہوئی ہے اور علم بھی بغیر عمل کے کچھ نفع نہیں دیتا اور عمل بغیر اخلاص کے نافع نہیں ہوتا۔ کوئی عمل بغیر اخلاص کے نفع نہیں دیتا اور نہ وہ عمل اس کا قبول کیا جاتا ہے۔ جب تو علم کو حاصل کرے گا اور اس پر

عمل کرے گا تو وہ علم تیرے اوپر چھت بنے گا۔ (الفتح الربانی۔مجلس 53)

6. اے جاہل! اللہ کے لیے علم سیکھ اور اس پر عمل کر وہ تجھے باادب بنا دے گا۔ علم زندگی ہے اور جہالت موت ہے۔ صدیق جب علمِ مشترک کے سیکھنے سے فراغت حاصل کر لیتا ہے تو اس کو علمِ خاص میں جو کہ علمِ قلوب و علمِ باطن ہے' اس میں داخل کر دیا جاتا ہے پس جب وہ اس علم میں مہارت حاصل کر لیتا ہے تو وہ دینِ حق تعالیٰ کا بادشاہ بن جاتا ہے۔ پھر اپنے بادشاہ بنانے والے کی اجازت سے حکم کرتا ہے۔ باز رکھتا ہے' منع کرتا ہے اور دیتا ہے اور وہ مخلوق کا بادشاہ بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حکم دیتا ہے اور اس کے منع فرما دینے سے منع کرتا ہے۔ (الفتح الربانی۔مجلس 45)

7. حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''علم کا ایک حصہ مخفی رکھا گیا ہے جسے علمائے ربانی (علمائے باطن اولیا' فقرا) کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔'' جب وہ اُس کے متعلق گفتگو کرتے ہیں تو اہلِ عزت اس کا انکار نہیں کرتے۔ یہ وہ بھید ہے کہ اسے معراج کی رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلبِ مبارک کے تیس ہزار بطون میں سب سے گہرے بطن میں ودیعت کیا گیا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے عوام میں سے کسی پر ظاہر نہیں فرمایا سوائے اصحابِ مقربین اور اصحابِ صفہ کے۔ اسی بھید کی برکت سے شریعت قائم رہے گی۔ اس بھید تک صرف علمِ باطن ہی کے ذریعے پہنچا جا سکتا ہے۔ باقی تمام علوم و معارف اس بھید کی حفاظت کے لیے چھال یا چھلکا ہیں۔ علمائے ظاہر بھی وارثِ انبیاء ہیں کہ ان میں سے بعض صاحبِ فروض (فرائض و احکام جاننے والے) ہیں اور بعض بمنزلہ ذوی الارحام (وہ بہن بھائی جن کی ماں ایک لیکن باپ مختلف ہوں) ہیں ان کے سپرد علم کا چھلکا ہے جس سے وہ لوگوں کو مواعظِ حسنہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں لیکن مشائخ عظام کہ جن کا سلسلۂ طریقت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک تسلسل کے ساتھ پہنچتا ہے بابِ علم سے گزر کر علم کے صدرِ مقام (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تک پہنچتے ہیں اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف حکمت کے ذریعے بلاتے ہیں جیسا

کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے: اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ ''لوگوں کو اپنے ربّ کی طرف بلاؤ حکمت اور مواعظِ حسنہ سے اور اُن سے بحث کرو احسن طریقے سے۔'' (سورہ نحل 125)

علمائے ظاہر اور علمائے باطن کا قول اصل کے لحاظ سے ایک ہی ہے لیکن فروعات کے لحاظ سے مختلف ہے۔ یہ تینوں معانی (1۔حکمت سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا۔2۔مواعظ حسنہ سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا۔3۔احسن طریقہ سے اُن کے ساتھ بحث کرنا) جو مذکورہ بالا آیت میں جمع ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات میں جمع تھے۔اُن کے بعد کسی میں ہمت نہیں کہ ان کا متحمل ہو سکے۔پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں تین قسموں میں تقسیم فرمایا:

قسمِ اوّل: یہ علم الحال ہے جو ان تینوں کا لُبّ (مغز یا گودا) ہے اور یہ مَردوں (طالبانِ مولیٰ) کو عطا فرمایا۔اس سے مردانِ خدا کو ہمّت نصیب ہوتی ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: ''مَردانِ خدا کی ہمّت پہاڑوں کو بنیاد سے اکھیڑ دیتی ہے۔'' یہاں پہاڑ سے مراد سنگدلی ہے جو اُن کی دعا و گریہ زاری سے مٹ جاتی ہے۔فرمانِ حق تعالیٰ ہے ''جسے حکمت (علمِ لدنی یا علمِ اسرار) دی گئی بے شک اسے خیرِ کثیر عطا ہوئی۔''

قسمِ دوم: یہ اس مغز یا گودے (علم الحال) کا چھلکا ہے (جسے ظاہر کہا جاتا ہے) یہ علمائے ظاہر کو عطا فرمایا اور اس کا مقصد لوگوں کو احسن طریقے سے وعظ و نصیحت کرنا، نیکی کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے ''عالم علمِ ادب کے ذریعے نصیحت کرتا ہے اور جاہل مار پیٹ اور غیض و غضب کے ذریعے۔''

قسمِ سوم: یہ اس چھلکے کے اوپر ایک اور چھلکا ہے اور یہ اولی الامر (حکمرانوں) کو عطا فرمایا اس سے مراد حکمرانوں کا عدلِ ظاہری اور سیاست ہے اور فرمانِ الٰہی ''وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ ؕ'' (النحل 125۔ترجمہ: ان کے ساتھ عمدہ طریقے سے بحث کرے، یعنی لوگوں میں عدل و

انصاف قائم کرے) میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔اس کے مظاہر قہر وجبر ہیں جو سبب ہیں نظامِ دین کی حفاظت ونگرانی کا۔ان (حکمرانوں) کی مثال اخروٹ کے کچے سبز چھلکے کی ہے، علمائے ظاہر کی مثال اخروٹ کے پکے سرخ چھلکے کی ہے اور علمائے باطن (اولیا کرام مراشدانِ کامل اکمل) کی مثال اخروٹ کے مغزیا گودے کی ہے اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''تم پر علما کی صحبت میں بیٹھنا اور حکماء کا کلام سننا لازم کیا گیا ہے۔'' کیونکہ اللہ تعالیٰ نورِ حکمت سے دِل زندہ کرتا ہے جس طرح کہ بارش کے پانی سے زمین کو زندہ کرتا ہے۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے ''کلمۂ حکمت دانشمند کی گم شدہ میراث ہے وہ اسے جہاں پاتا ہے لے لیتا ہے۔'' وہ کلمہ جو عوام کی زبان سے ادا ہوتا ہے لوحِ محفوظ سے اترا ہے جو عالمِ جبروت میں ہے اور اس کا تعلق درجات سے ہے اور وہ کلمہ جو واصلین زبانِ قدسی سے بلا واسطہ پڑھتے ہیں عالمِ قرب میں لوحِ اکبر سے اترا ہے۔پس ہر چیز اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے اس لیے اہلِ تلقین (مرشدِ کامل) کی تلاش حیاتِ قلب کے لیے فرض ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔''اس سے مراد علمِ معرفت وقربت ہے اور علمِ ظاہر سے متعلق باقی تمام علوم کی ضرورت نہیں ہے سوائے اس علم کے جس کی ضرورت ادائیگیِ فرائض میں پڑتی ہے مثلاً علمِ فقہ کہ جس کی ضرورت عبادات میں پیش آتی ہے۔

پس اللہ تبارک وتعالیٰ کی مرضی یہ ہے کہ اس کے بندے درجات کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے قربِ الٰہی کی طرف بڑھیں جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے: قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی ط (الشوریٰ 23۔محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ فرمادیں کہ میں تم سے تبلیغِ حق کے بدلے اجرت نہیں مانگتا البتہ تم سے قرابت کی محبت کا طلبگار ہوں) ایک قول کے مطابق اس سے مرادِ علمِ قربت ہے۔(سرالاسرار فصل نمبر 5)

8. جس کا علم اس کی خواہش پر غالب آجائے پس وہی علم فائدہ مند ہے۔(الفتح الربانی۔مجلس 54)

9. الرسالۃ الغوثیہ میں حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''میں نے اللہ سے پوچھا علم کا علم کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''علم العلم اس علم سے ناواقف ہو جانا ہے۔'' (الرسالۃ الغوثیہ)

تفکر

1. حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے ''گھڑی بھر کا تفکر ایک سال کی عبادت سے افضل ہے'' نیز فرمایا ''گھڑی بھر کا تفکر ستر سال کی عبادت سے افضل ہے۔'' مزید فرمایا ''گھڑی بھر کا تفکر ہزار سال کی عبادت سے افضل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے فروعات کی تفصیل میں تفکر کیا تو اس کا گھڑی بھر کا تفکر ایک سال کی عبادت سے افضل ہے، جس نے عبادت کے وجوب و فرائض میں تفکر کیا تو اس کا گھڑی بھر کا تفکر ستر سال کی عبادت سے افضل ہے اور جس نے معرفتِ الٰہی میں تفکر کیا تو اس کا گھڑی بھر کا تفکر ہزار سال کی عبادت سے افضل ہے۔ (سرالاسرار۔ فصل نمبر 1)
2. مصنوعاتِ الٰہیہ سے اس کے وجود پر دلیل پکڑ۔ اس کی صنعت و کاریگری میں تفکر کر۔ بے شک تو اس کے صانع کی طرف پہنچ جائے گا۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 3)
3. صحیح غور و فکر کرنے سے توکل درست ہو جاتا ہے اور دنیا دل سے غائب ہو جاتی ہے اور وہ جن اور انسان اور فرشتوں اور تمام مخلوق کو بھلا دیا کرتا ہے اور صرف یاد اور ذکر اللہ میں مشغول رہتا ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 59)
4. تو غور و فکر کر۔ یہ ایسا امر ہے جو ظاہر و باطن دونوں کے استحکام کا محتاج ہے پھر ہر ایک سے فنا ہو جانے کا۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 59)
5. جب تم کچھ کلام کرنا چاہو تو پہلے اس میں غور و فکر کر لیا کرو اور اس میں اچھی نیت قائم کرو اور اس کے بعد کلام کرو۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ جاہل کی زبان اس کے دل کے آگے ہے اور عاقل و عالم کی زبان اس کے دل کے پیچھے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 42)

اخلاصِ نیت

1. اعمال کی بنیاد توحید اور اخلاص پر ہے پس جس کے پاس توحید اور اخلاص نہ ہو اس کا کوئی عمل ہی نہیں۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 6)

2. اپنے اعمال کے اجسام کو اپنے اخلاص کی روح سے زندہ رکھ۔

3. پس ہر وہ عمل جس کے بدلے کا تو خواہش مند ہے' وہ تیرے لیے ہے اور ہر وہ عمل جس سے مطلوب اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہو وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور جب تو عمل کرے اور اس کے بدلے کا طالب ہو گا تو اس کی جزا بھی مخلوق ہو گی (یعنی جنت یا حوریں) اور جب تو عمل خالص اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے کرے گا تو اس کی جزاء اس کا قرب اور اس کا دیدار ہو گا۔ تیرے لیے بہتر ہے کہ تو عمل کا بدلہ نہ مانگ۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 4)

4. معرفتِ حق تعالیٰ کا دارومدار دل اور باطن کی صفائی پر ہے اور دل اور باطن کی صفائی علم سیکھنے اور اس پر عمل کرنے اور عمل میں اخلاص پیدا کرنے سے اور اللہ تعالیٰ کی سچی طلب اختیار کرنے میں ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 12)

5. مخلص وہ ہے جس نے صدق دل سے اللہ کی عبادت کی تا کہ وہ حق ربوبیت ادا کر دے' اللہ تعالیٰ کے مالک اور مستحق عبادت ہونے کی وجہ سے اس کی عبادت کی' کیونکہ اللہ تعالیٰ بندے کا مالک ہے اور بندے پر اس کی اطاعت لازم ہے۔ (فتوح الغیب۔ مقالہ 53)

6. خلوص وہ اعلیٰ صفت ہے جس پر خالق کی نگاہ عنایت ہر وقت ہے۔ (فتوح الغیب۔ مقالہ 72)

7. مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہوتی ہے اور فاسق کی نیت اس کے عمل سے بُری ہوتی ہے کیونکہ نیت ہی عمل کی بنیاد ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے' صحیح کی بنیاد صحیح پر ہے تو وہ

صحیح ہے اور فاسد کی بنیاد فساد پر ہے تو وہ فاسد ہے۔(سرّ الاسرار۔فصل نمبر 8)

8. عمل کے بغیر تیرے علم کا اور اخلاص کے بغیر تیرے عمل کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ علم بغیر عمل کے اور عمل بغیر اخلاص کے، جسم بغیر روح کی طرح ہیں۔ (الفتح الربانی۔مجلس 47)

9. جب تو عمل کرے اور دیکھے کہ تیرا دل اللہ تعالیٰ کا قرب نہیں پاتا اور نہ عبادت وانس میں شیرینی پاتا ہے تو یہ جان لے کہ تو عمل ہی نہیں کرتا بلکہ تو کسی ایسے خلل کی وجہ سے جو کہ تیرے عمل میں ہے محجوب ہے اور وہ خلل کیا ہے۔ ریا، نفاق اور خود پسندی ہے۔اے عمل کرنے والے تو اخلاص کو لازم پکڑ ورنہ تو اپنے آپ کو مشقت میں نہ ڈال۔(الفتح الربانی۔مجلس 54)

10. اخلاص مومن کے لیے بمنزلہ زمین کے ہے اور اعمال اس کی دیواریں ہیں۔دیواریں تو بدل سکتی ہیں مگر زمین نہیں بدلتی۔تعمیر کی بنیاد تقویٰ پر ہوتی ہے۔(الفتح الربانی۔ملفوظاتِ غوثیہ)

11. اے صاحبِ عقل! عقل سے کام لو تم تو اپنے اعمال سے اللہ تعالیٰ سے دشمنی کر رہے ہو،اس کے نزدیک تمہارے اعمال مچھر کے پر کے برابر بھی قدر نہیں رکھتے۔البتہ اگر تم اپنی خلوتوں اور جلوتوں میں اور تمام حالتوں میں مخلص بن جاؤ تو کچھ مرتبہ پا سکتے ہو۔ایسا خزانہ جس کے لیے فنا نہیں۔سچائی اور اخلاص اور خوفِ الٰہی اور اس سے امیدواری اور اسی کی طرف ہر حال میں رجوع کرنا ہے تو ایمان کو لازم پکڑ۔وہ تجھے اولیا اللہ سے ملا دے گا۔

نفس

1. نفس کا وجود معصیت ہے اور اس کا گم کر دینا طاعت ہے۔خواہشات پر عمل کرنا نفس کا وجود ہے۔خواہشات سے باز رہنا نفس کا گم کر دینا ہے۔خواہشاتِ نفسانیہ سے باز رہ اور بغیر موافقت اور تقدیرِ الٰہی ان کو حاصل ہی نہ کرنہ اپنے اختیار سے اور نہ خواہش سے۔(الفتح الربانی۔مجلس 56)

2. تیرا نفس تیرا دشمن ہے۔اس کی بات کا جواب دینے سے سکوت کرنا ہی تیرے لیے بہتر ہے

اور یہ کہ تو اس کی بات کو دیوار پر مار دے۔ اس کی بات کو اس طرح سن جیسے کسی دیوانے کی بات سنتے ہیں کہ جس کی عقل جاتی رہی ہو۔ تو نفس کی بات کی طرف توجہ ہی نہ دے۔ نہ اس کی طلب، خواہشات، لذات اور خرافات پر نظر کر۔ اس کی ہلاکت اس میں ہے کہ تو نفس کی بات کو نہ سنے۔ تیری اور اس کی اصلاح اس کی مخالفت کرنے میں ہے۔ جب نفس اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے تو اس کو ہر جگہ رزق ملتا ہے اور جب نفس اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرتا ہے اور متکبر بن جاتا ہے تو اس کے اسباب منقطع کر دیے جاتے ہیں اور اس پر طرح طرح کے مصائب نازل کر دیئے جاتے ہیں۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 51)

3. نفس کی دو ہی حالتیں ہیں۔ حالتِ عافیت اور حالت آزمائش! جب نفس آزمائش میں مبتلا ہوتا ہے تو گھبراہٹ، شکوہ و شکایت، اعتراض اور حق تعالیٰ پر تہمت لگاتا ہے۔ اس وقت اسے نہ صبر رہتا ہے اور نہ ہی تقدیر الٰہی پر رضامندی و موافقت، بلکہ بے ادبی اور شرک و کفر میں مبتلا ہو جاتا ہے اور جب نفس عافیت کی حالت میں ہوتا ہے، تو لالچ اور نافرمانی، خواہشات اور لذات میں پڑ جاتا ہے۔ جس وقت ایک خواہش حاصل کر لیتا ہے تو دوسری طلب کرتا ہے۔ حاصل شدہ نعمت اسے حقیر دکھائی دینے لگتی ہے اور اسے اس میں عیب اور نقصان نظر آتے ہیں۔ وہ ایسی روشن اور اعلیٰ نعمت کی تمنا کرتا ہے جو سرے سے اس کا مقدر ہی نہیں۔ اس طرح وہ اپنے حصے سے بھی منہ پھیر لیتا ہے۔ پھر نفس انسان کو عظیم مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (فتوح الغیب۔ مقالہ 42)

4. تیرا نفس جس طرح اللہ تعالیٰ کے حکم سے راضی ہونے سے منکر ہے، اسی طرح تو بھی اپنے نفس کا منکر بن جا۔ جب تو اپنے نفس پر منکر ہو جائے گا تو ماسویٰ اللہ کے انکار پر قدرت حاصل کرے گا۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 7)

5. جس شخص کو اپنے نفس کو درست کرنے کی ضرورت ہو اس کو چاہیے کہ نفس کو سکوت اور حسن ادب کی لگام دے اور نفس کو تقویٰ کی زرہ پہنائے کہ یہی اس کے مطمئنہ بننے اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ (الفتح الربانی۔ ملفوظاتِ غوثیہ)

6. نفس میں دو قسم کے ارادے ہیں۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کا ارادہ اور ایک اس کے غیر کا۔ پس یہ دونوں مصالحت اور جنگ کرتے رہتے ہیں کہ کبھی یہ غالب آیا اور کبھی وہ۔ یہاں تک کہ چالیس سال پورے ہو جاتے ہیں اور اب جنگ ختم ہو کر ایک کی فتح ہو جاتی ہے۔ یہی مطلب ہے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس فرمان کا کہ جس کی عمر چالیس ہوگئی اور اس کی بھلائی اس کی برائی پر غالب نہ ہو پس وہ جہنم کا سامان کرے۔'' (الفتح الربانی۔ ملفوظاتِ غوثیہ)

7. نفس مخلوق اور اللہ کے درمیان پردہ ہے' جب وہ درمیان سے اٹھ جائے گا حجاب زائل ہو جائے گا۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 49)

8. تو کب تک اپنے نفس اور دنیا اور مخلوق اور آخرت اور ماسوائے اللہ کے نماز پڑھتا رہے گا۔ مخلوق تیرے نفس کا حجاب ہے۔ تیرا نفس تیرے دل کا حجاب ہے اور تیرا دل تیرے باطن کا حجاب ہے۔ پس جب تک تو مخلوق کے ساتھ رہے گا تو اپنے نفس کو نہ دیکھ سکے گا۔ ہاں اگر تو مخلوق کو چھوڑ دے گا تو تو اپنے نفس کو دیکھ سکے گا اور وہ تجھے ہمیشہ تیرے رب تعالیٰ اور تیرا دشمن نظر آئے گا اور تو نفس سے ہمیشہ لڑتا رہے گا یہاں تک کہ اس کو پروردگار کے ساتھ قرار حاصل ہوگا اور اس کے وعدہ پر مطمئن ہو جائے گا اور اس کی وعید سے خوف کرنے لگے گا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کو بجالائے گا اور اس کے منع کردہ کاموں سے باز رہنے لگے گا اور تقدیرِ الٰہی سے موافقت کرنے لگے گا۔ اس وقت تیرے دل اور باطن سے حجاب اٹھ جائیں گے اور تجھے ان کے ذریعہ سے وہ چیزیں نظر آنے لگیں گی جو تو نے اس سے پہلے نہ دیکھی ہوں گی اور تو اللہ کو پہچان لے گا۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 49)

9. اے اللہ کے بندے! تو اس بات کی کوشش کر کہ تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں مر مٹے اور تیری یہ کوشش ہو کہ تیرے بدن سے روح نکلنے سے پہلے تیرا نفس مر جائے۔ نفس کی موت صبر کرنے اور اس کی مخالفت سے ہو سکتی ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 43)

10. اس میں شک نہیں کہ ایک تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہے اور ایک تیرا ذاتی نفس ہے۔ نفس

اللہ کا دشمن ومخالف ہے۔ باقی چیزیں اللہ کی مطیع وفرمانبردار ہیں۔ اگرچہ نفس بھی حقیقت میں اللہ ہی کی مخلوق اور ملکیت ہے تاہم اس کو لذت اور شہوت کی وجہ سے کئی دعوے ہیں جب تو اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے اپنے نفس کی سرکشیوں کی مخالفت کرے گا تو تو اللہ کا ہو کر نفس کا دشمن ہو جائے گا۔ (فتوح الغیب۔ مقالہ 10)

11. عبودیت کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے نفس کی خواہشات کا دشمن ہو جا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ سے تیری دوستی اور عبودیت صحیح معنوں میں استوار ہو جائے گی۔ (فتوح الغیب۔ مقالہ 10)

12. مومن جب نیک عمل کرتا ہے تو اس کا نفس قلب کے حکم میں ہوتا ہے اور نفس قلب کے معارف جان لیتا ہے پھر قلب اس کا سرّ ہو جاتا ہے اور سرّ دوسرے حال کی طرف لوٹ جاتا ہے فنا بقا بن جاتی ہے۔ (فتوح الغیب۔ مقالہ 10)

13. جب تک تو اپنے نفس اور خواہش کی پیروی میں دنیا کو طلب کرتا رہے گا پس تو ایک بچہ ہے' یہ محض ایک طبیعت ہے۔ بہت ہی کمیاب ہے وہ نفس جو کہ دنیا سے اعراض کرے اور اس کو بہ امرِ مجبوری نہیں بلکہ بااختیار چھوڑ بیٹھے اور نفس کا مطمئن بن جانا کہ وہ دل بن جائے یہ تو بہت ہی نادر الوجود اور دور از دور ہے کیونکہ یہ تو نفس کے حق میں اس وقت درست ہو سکتا ہے جبکہ دنیا' آخرت اور ماسویٰ اللہ ہر چیز سے اندھا بن جائے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 49)

14. نفس تو اندھا' گونگا' بہرا' مخبوط الحواس اور اپنے پروردِگار سے ناواقف اور اللہ کا دشمن ہے۔ پس مسلسل مجاہدوں اور ریاضتوں سے اس کی آنکھیں کھل جائیں گی اور اس کی زبان بولنے لگے گی اور اس کے کان سننے لگیں گے اور اس کا خبط اور اللہ تعالیٰ سے دشمنی اور جہالت زائل ہو جائے گی اور یہ نفس رسیوں اور مردانِ خدا کی صحبت اور ہمیشگی اور ساعت بساعت اور روز بروز اور سال بہ سال اس میں قائم رہنے کا محتاج ہے۔ یہ صرف ایک ساعت اور ایک دن اور ایک مہینہ کے مجاہدہ سے حاصل نہ ہوگا۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 50)

15. جب تک نفس کو اس کی لذّت والی چیزوں سے نہ روکا جائے تو دلوں کو لذّت دینے والی

چیزیں نصیب نہیں ہوتیں اور جب نفس اپنی لذات سے رُک جاتا ہے تو لذاتِ دل کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔(الفتح الربانی۔مجلس 7)

16. اپنے نفس سے جہاد کرنے والے اور گناہوں سے توبہ کرنے والے شخص کے لیے موت ایسی ہے کہ جس طرح پیاسے آدمی کا ٹھنڈا پانی پینا۔(الفتح الربانی۔مجلس 18)

17. جب مومن آخر دم تک نفس کے ساتھ مجاہدہ باقی رکھتا ہے اور اللہ سے اس حال میں جا کر ملتا ہے کہ نفس وخواہش کو قتل کرنے والی خون آلود تلوار اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے' تو اللہ تعالیٰ جنت میں اسے وہ ساری نعمتیں عطا فرمائے گا جس کا اس سے وعدہ کیا گیا ہے۔ارشادِ خداوندی ہے''اور وہ جو اپنے ربّ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا تو بے شک اس کا ٹھکانہ جنت ہی ہے۔''(فتوح الغیب۔مقالہ 67)

منافقت۔ریاکاری

1. تجھ پر افسوس ہے تیری زبان مسلمان ہے۔مگر تیرا دل مسلمان نہیں۔تیرا قول مسلمان ہے مگر تیرا فعل مسلمان نہیں۔تو جلسوں میں انجمنوں میں مسلمان ہے خلوت میں مسلمان نہیں۔کیا تو نہیں جانتا جب نماز پڑھے گا اور روزہ رکھے گا اور تمام افعال خیر کرے گا' اگر یہ تیرے اعمال خالص اللہ تعالیٰ کے لیے نہ ہوئے تو پس تو منافق ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہے۔(الفتح الربانی۔مجلس3)

2. ریاکار منافق دنیا کو دین کے عوض اختیار کرتا ہے اور بغیر قابلیت کے صالحین کا لباس پہن کر ان کا سا کلام کرتا ہے اور ان کا لباس پہنتا ہے' مگر ان جیسے اعمال نہیں کرتا اور ان کی طرف اپنی نیت کا دعویٰ کرتا ہے لیکن یہ نیت صحیح نہیں بلکہ غلط ہے۔(الفتح الربانی۔مجلس 22)

3. تم ریا اور نفاق کے بندے بنے ہوئے ہو۔مخلوق اور خواہشات ولذاتِ نفسانیہ کے مداح اور

غلام ہو اور تم میں کوئی ایسا نہیں کہ جس کی عبودیت وعبادت اللہ تعالیٰ کے لیے ہو۔ ماشاء اللہ چند ہی افراد شاذو نادر ہیں۔ تم میں سے کوئی دنیا کی عبادت کرتا ہے اور اس کی ہمیشگی چاہتا ہے اور اس کے زوال سے ڈرتا ہے اور اس کی پرستش کرتا ہے' کوئی جنت کی عبادت کرتا ہے اور جنت کی نعمتوں کا آرزومند ہے اور جنت کے پیدا کرنے والے کی ہرگز آرزو نہیں کرتا۔ کوئی جہنم کی عبادت کرتا ہے اور اس سے ڈرتا ہے اور جہنم کے پیدا کرنے والے سے نہیں ڈرتا۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 29)

4. اے منافق تو کب تک ریاکاری اور نفاق کرتا رہے گا کہ جس کے لیے تو منافق بنتا ہے اس سے تجھے کیا فائدہ ملے گا۔ تجھ پر افسوس ہے تو اللہ تعالیٰ سے شرم نہیں کرتا اور اس سے ملنے کو سچا نہیں جانتا جو کہ عنقریب ہونے والی بات ہے۔ تو ظاہر میں اس کے لیے عمل کرتا ہے اور باطن میں اس کے غیر کے لیے۔ تو اس کو دھوکا دیتا ہے اور تو اس سے اس کے حکم کی وجہ سے نفع حاصل کرنا چاہتا ہے تو ایسے عمل سے باز آجا اور اپنے عمل کی تلافی کر اور اپنی نیت کو اللہ تعالیٰ کے لیے درست کر۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 36)

5. منافق ریاکار شخص اپنے عمل پر مغرور ہوتا ہے اور ہمیشہ دن کو روزہ رکھتا ہے اور راتوں کو شب بیداری کرتا ہے' روکھا سوکھا کھاتا ہے اور موٹا لباس پہنتا ہے۔ وہ درحقیقت ظاہر و باطن میں تاریکی میں ہے اور اپنے دل سے اللہ کی طرف ایک قدم بھی نہیں بڑھتا۔ پس وہ عمل کرنے والوں اور غم اٹھانے والوں میں سے ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 43)

6. اے منافق تیرے اوپر افسوس ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکروفریب نہ کر اسے دکھ نہ دے۔ تو عمل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں عمل اللہ تعالیٰ کے لیے کر رہا ہوں' حالانکہ تیرا وہ عمل مخلوق کے لیے ہوتا ہے تو عمل ان کو دکھانے کے لیے کرتا ہے۔ ان سے نفاق کا برتاؤ برت رہا ہے اور انہی کی چاپلوسی اور خوشامد کر رہا ہے اور تو اپنے خالق و مالک کو بھول رہا ہے۔ عنقریب تو دنیا سے مفلس و محتاج ہو کر نکلے گا۔ سوچ غوروفکر کر۔ اے باطن کی بیماری میں مبتلا تو اپنا علاج کر۔ دوا کر۔ تیری اس بیماری کی دوا اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں (مرشدِ کامل اکمل) کے پاس سے ہی ملے گی۔ تو اُن سے

دوا لے کر استعمال کر۔ اس سے تجھے دائمی عافیت اور ابدی صحت حاصل ہو گی۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 47)

7. مومن شخص زندہ ہے اور منافق شخص مردہ۔ مومن اللہ تعالیٰ کے لیے عمل کرتا ہے اور منافق مخلوق کے لیے عمل کرتا ہے اور اپنے عمل پر اُنہی سے مدح اور عطا کا طالب ہوتا ہے۔ مومن کا عمل ظاہر و باطن، جلوت و خلوت، راحت و تکلیف میں بھی ہر جگہ یکساں ہوتا ہے اور منافق کا عمل محض جلوت میں ہوتا ہے۔ اس کا عمل محض راحت میں ہوتا ہے۔ پس جب اس پر مصیبت آ جاتی ہے نہ تو اس کا عمل رہتا ہے نہ اللہ تعالیٰ کی معیت اور نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رہتا ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 18)

8. منافق مسجد میں اس طرح رہتا ہے جس طرح پنجرے میں پرندہ رہتا ہے۔ ظاہر شریعت اس کا پنجرہ ہے اور ہر وقت اس سے آزاد ہونے کا طالب رہتا ہے۔ (الفتح الربانی۔ ملفوظاتِ غوثیہ)

9. ریاکار شخص کے کپڑے صاف ہوتے ہیں اور دل نجس ہوتا ہے۔ وہ مباح چیزوں میں رغبت کرتا ہے اور کمانے میں کاہلی کرتا ہے اور دین کے ذریعے سے کھاتا ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 8)

تکبر

1. اے اپنے اعمال پر غرور کرنے والے، تم کس قدر جاہل ہو اگر اللہ کی توفیق نہ ہوتی تو نہ تم نماز پڑھ سکتے اور نہ روزہ رکھ سکتے اور نہ صبر کر سکتے تھے۔ تمہارے لیے تو شکر کا مقام ہے نہ کہ غرور اور تکبر۔ اکثر لوگ اپنی عبادتوں اور اعمال پر مغرور اور مخلوق سے اپنی تعریف کے طالب ہوتے ہیں اور دنیا اور اہلِ دنیا میں راغب اور متوجہ ہوتے ہیں اور اس کی وجہ ان کی اپنے نفس اور خواہشات کے ساتھ وابستگی ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 44)

2. تو اپنے اعمال و احوال پر تکبر کرنے سے بچتا رہ کیونکہ یہ اپنے صاحب کو سرکشی میں ڈالنے والا اور

اس کو اللہ تعالیٰ کی نظر سے گرا دینے والا ہے۔(الفتح الربانی۔مجلس 51)

3. تجھ پر افسوس تو نے دنیا کی محبت اور غرور دونوں کو جمع کر لیا ہے یہ دونوں ایسی خصلتیں ہیں کہ اگر ان خصلتوں سے توبہ نہ کرے تو کبھی بھی فلاح نہیں پا سکتا۔ تو سمجھدار بن۔ تو کیا چیز ہے اور کون ہے اور کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟ غور و فکر کر۔ تو غرور نہ کر۔ غرور تو وہی کرتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جاہل ہوتا ہے۔ اے کم عقل تو غرور کے ذریعہ رفعت کا خواہش مند ہے تو اس کا برعکس کر تو تجھے رفعت حاصل ہو جائے گی۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے ''جو کوئی اللہ کے لیے عاجزی کرتا ہے تو اسے بلند کر دیا جاتا ہے اور جو کوئی غرور کرتا ہے اسے پست کر دیا جاتا ہے۔'' (الفتح الربانی۔مجلس 56)

4. ریا' نفاق اور تکبر شیطان کے تیر ہیں جن سے وہ انسانی دل پر تیر اندازی کرتا ہے۔(الفتح الربانی۔مجلس 27)

عاجزی وانکساری

1. آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا ''اے غوث الاعظمؓ! کوئی شخص گناہ کی وجہ سے مجھ سے دور نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی شخص اطاعت کی وجہ سے میرے قریب ہوتا ہے۔ اے غوث الاعظمؓ مجھ سے کوئی اگر قریب ہے تو وہ گناہ گار ہے کیونکہ وہ عاجزی اور ندامت والا ہے۔ اے غوث الاعظمؓ عاجزی انوار کا سرچشمہ ہے۔ تکبر اور خود پسندی' کفر' گناہ اور تاریکیوں کا منبع ہے۔ اے غوث الاعظمؓ گناہ گار اپنے گناہ کے باعث محجوب (اندھے) ہیں اور اطاعت گزار اپنی اطاعت میں محجوب (اندھے) ہیں اور میرا ایک اور گروہ ہے جن کو نہ گناہ کا غم ہے اور نہ اطاعت کی فکر۔ اے غوث الاعظمؓ! گناہ گاروں کو فضل اور مہربانی کی خوشخبری دو اور خود پسندوں (عبادت پر تکبر کرنے والوں) کو انصاف اور بدلہ کی اطلاع دو۔ اے غوث الاعظمؓ! میں گناہ گار کے قریب

ہوں جب وہ گناہ سے فارغ ہوتا ہے (یعنی گناہ کرنے کے بعد میرے خوف سے لرز رہا ہوتا ہے) اور اطاعت گزار سے دور ہوتا ہوں جب وہ اطاعت سے فارغ ہو جاتا ہے'' (یعنی اپنی عبادت پر نازاں ہوتا ہے)۔ (رسالۃ الغوثیہ)

2. اللہ تعالیٰ کے سامنے ذلت اختیار کر اور اپنے آپ کو اس کے سامنے جھکا دے اور اپنی تمام حاجتوں کو اسی کو پیش کر اور کوئی عمل اپنے نفس کے لیے نہ کر اور اُس سے ملاقات افلاس کے قدموں پر کر۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 2)

3. تم اللہ کی طرف رجوع کرو اور توبہ کرو۔ اس کے سامنے گریہ وزاری کرو اور اپنی آنکھوں اور دل کے آنسوؤں سے اس کے سامنے عاجزی کا اظہار کرو۔ رونا عبادت ہے کیونکہ وہ کمال درجہ کی عاجزی اور ذلت ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 19)

4. اکثر مرتبہ نبوت بکریاں چرانے والوں کو ملا ہے اور مرتبہ ولایت غلاموں اور غریبوں کو عطا کیا گیا ہے۔ جس قدر بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکتا ہے اسی قدر اللہ اسے نوازتا ہے اور جس قدر اس کے سامنے عاجزی کرتا ہے اسی قدر اللہ اس کو بلندی عطا کرتا ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 44)

5. اے اللہ کے بندے تو اولیا اللہ کا خادم اور غلام بن جا اور ان کے سامنے خاک پا بن جا۔ پس جب تو اس پر ہمیشگی (استقامت) کرے گا تو سردار بن جائے گا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے متقی بندوں کے سامنے جھکتا ہے تو اللہ اسے دنیا اور آخرت میں بلند مقام عطا فرماتا ہے اور جب تو عام لوگوں کی تکالیف برداشت کرے گا تو تجھے اللہ تعالیٰ رفعت عطا کرے گا اور تجھے سرداری عطا کرے گا۔ پھر کیا کہنا ان کا جو مخلوق میں سے خواص اولیا اللہ کی خدمت کرے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 54)

ترکِ دنیا

1. اللہ کے سوا ہر شے غیر اللہ ہے۔ تو اللہ کے مقابلے میں غیر اللہ کو قبول نہ کر اس لیے کہ اس نے

تجھے اپنے لیے پیدا کیا ہے۔غیر اللہ میں مشغولیت ومحویت کی وجہ سے اللہ سے اعراض کر کے اپنے اوپر ظلم نہ کرورنہ اللہ تجھے ایسی آگ میں جھونک دے گا جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔(فتوح الغیب۔مقالہ 13)

2. خلق سے کوشش کر کے علیحدہ ہو جا۔انہیں دروازے کی طرح سمجھ جو کبھی کھلتا اور بند ہوتا ہے یا انہیں ایسے درخت کی مانند سمجھ جو کبھی پھل دیتا ہے اور کبھی نہیں۔(فتوح الغیب۔مقالہ 10)

3. حقیقی مسرت اور خوشی مخلوق سے آزاد ہو کر بارگاہ الوہیت سے اپنی استواری، اطاعت اور اس کے سامنے عاجزی میں ہے۔اس طرح تو دنیاوی بکھیڑوں سے بے نیاز ہو جائے گا اور تیرے اندر مہرو محبت لطف وراحت اور اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل کا ظہور ہوگا۔(فتوح الغیب۔مقالہ 17)

4. دنیا کی ہر شے سے آنکھیں بند کر لے اور کسی چیز کی طرف نہ دیکھ! جب تک تو کسی چیز (غیر اللہ) کی طرف متوجہ رہے گا قرب اور فضلِ الٰہی کی راہ تجھ پر نہیں کھلے گی۔توحید، فنائے نفس، محویت ذات اور نفی علم کے ذریعے دوسرے تمام راستے بند کر دے۔چنانچہ تیرے دل میں اللہ کے فضلِ عظیم کا در رحمت کھل جائے گا۔(فتوح الغیب مقالہ 52)

5. اللہ کا اس طرح ہو جا گویا مخلوق موجود ہی نہیں اور مخلوق کے ساتھ یوں رہ گویا نفس ہے ہی نہیں۔جب تو مخلوق کا حجاب اٹھا کر اللہ کی طرف بڑھے گا تو اسے پالے گا اور دوسری کل مخلوقات سے بے نیاز ہو جائے گا۔(فتوح الغیب مقالہ 77)

6. جب تک تیرا دل مخلوق کے ساتھ معلق رہے گا تو خالق کے ساتھ کیسے جمع ہوگا۔تو سب کو شریکِ خدا بنائے ہوئے ہے۔پھر تو سبب کے پیدا کرنے والے کے ساتھ کیسے رہ سکتا ہے۔ظاہر و باطن کیسے اکٹھے ہو سکتے ہیں۔(الفتح الربانی۔مجلس 5)

7. اے اللہ کے بندے! دنیا اور آخرت کو ملا کر ان دونوں کو ایک جگہ رکھ دے اور دنیا اور آخرت سے خالی ہو کر اپنے خالق و مالک کے ساتھ تنہائی اختیار کر اور خلوت نشین بن جا۔تو اللہ کے سوا ہر چیز سے علیحدہ ہو جا۔کسی کی طرف توجہ نہ کر۔خالق و مالک کو چھوڑ کر مخلوق کا قیدی نہ بن۔ان

تمام اسباب سے قطع تعلق کر لے۔ (الفتح الربانی ۔مجلس 1)

8. ہر وہ دل جس میں دنیا کی محبت ہے وہ اللہ تعالیٰ سے محجوب ہے اور ہر وہ دل کہ جس میں آخرت کی محبت ہے پس وہ بھی اللہ تعالیٰ کے قرب سے محجوب ہے۔ جس قدر تجھے دنیا کی رغبت ہوگی اسی قدر آخرت میں تیری رغبت کم ہو جائے گی اور جس قدر تیری رغبت آخرت میں ہوگی اسی قدر تیری محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ کم ہو جائے گی۔ (الفتح الربانی ۔مجلس 10)

9. اے بھلائی سے غائب ہونے والو! دنیا میں مشغول ہونے والو! عنقریب دنیا تم پر حملہ کر دے گی اور تمہارا گلہ گھونٹ دے گی اور تم نے جو کچھ باتوں سے جمع کیا ہے وہ تمہیں کچھ بھی فائدہ نہ دے گا اور وہ تمام لذتیں جن سے تم مزے اڑاتے تھے کچھ کام نہ دیں گی بلکہ یہ تمام کا تمام تمہارے اوپر وبال ہی وبال ہوگا۔ (الفتح الربانی ۔مجلس 18)

10. اے اہلِ دنیا تم بغیر روح کی تصویریں ہو۔ (الفتح الربانی ۔مجلس 29)

11. یہ دنیا ایک بازار ہے۔ ایک ساعت کے بعد اس میں کوئی شخص باقی نہ رہے گا۔ رات آنے پر سب بازار والے چلے جائیں گے اور تم اس بات کی کوشش کرو کہ اس بازار سے تم ایسی چیز کی خرید وفروخت کرو کہ جو تمہیں آخرت کے بازار میں نفع دے کیونکہ پرکھنے والی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو کہ بصیر ہے۔ آخرت کے بازار میں چلنے والا سکہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور عمل میں اخلاص ہے اور وہی تمہارے پاس کم ہے۔ (الفتح الربانی ۔مجلس 32)

12. تو اپنے دل کو دنیا کی محبت سے عریاں کر لے اور اس کو بھوکا پیاسا رکھ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کو پہنائے اور کھلائے اور پلائے تو اپنے ظاہر وباطن کو اسی کے سپرد کر دے اور کوئی تدبیر نہ کر۔ وہی رہ جائے تو کچھ بھی نہ ہو۔ (الفتح الربانی ۔مجلس 48)

13. اے دنیا سے ناواقف شخص اگر تو دنیا کی حقیقت کو پہچان لیتا تو ہرگز اس کا طالب نہ بنتا۔ اگر دنیا تیرے پاس آئے گی تو تجھے مصیبت میں ڈال دے گی اور اگر تجھ سے چلی جائے گی تو تجھے حسرت میں مبتلا کرے گی۔ اگر تو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو پہچان لیتا تو اس وجہ سے غیر اللہ سے

واقف ہو جاتا۔ (الفتح الربانی۔مجلس 50)

توکّل

1. عزت اللہ سے ڈرنے میں ہے اور ذلت اس کی نافرمانی میں ہے اور جو شخص دین میں قوت چاہتا ہے اس کے لیے ضروری ہے اللہ تعالیٰ پر توکل کرے کیونکہ توکل دل کو صحیح اور قوی اور مہذب بناتا ہے اور اس کو ہدایت بخشتا ہے اور عجائبات دکھاتا ہے۔ تو اپنے درہم اور دینار اور اسباب پر بھروسا نہ کر کیونکہ یہ تجھے عاجز اور ضعیف بنا دے گا۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسا کر یہ تجھے قوی بنا دے گا اور تیری مدد کرے گا اور تجھ پر لطف و کرم کی بارش برسائے گا اور جہاں سے تیرا گمان بھی نہ ہو گا وہیں سے تیرے لیے فتوحات لائے گا۔ (الفتح الربانی۔مجلس 42)

2. سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''ملعون ہے وہ شخص جس کا بھروسہ اپنی جیسی مخلوق پر ہو۔''

کثرت کے ساتھ اس دنیا میں وہ لوگ ہیں جو اس لعنت میں شامل ہیں، مخلوق میں ایک آدھ ہی ہو گا جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ (توکل) رکھتا ہے۔ بے شک جس نے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر بھروسہ (توکل) کیا اس نے مضبوط رسی کو پکڑ لیا اور جس نے اپنی جیسی مخلوق پر بھروسہ کیا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص مٹھی کو بند کرے اور ہاتھ کو کھولے تو اسے ہاتھ میں کچھ نظر نہ آئے۔ تجھ پر افسوس ہے لوگ تیری حاجتوں کو ایک دن، دو دن، تین دن اور ایک مہینہ، سال، دو سال پورا کریں گے آخرکار تجھ سے تنگ آ کر تجھ سے اپنے چہروں کو پھیر لیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ کی صحبت اختیار کر اس کی بارگاہ میں حاجتوں کو پیش کر یقیناً وہ تجھ سے دنیا اور آخرت میں تنگ نہ آئے گا اور نہ ہی تیری حاجت روائی سے گھبرائے گا۔ (الفتح الربانی۔مجلس 45)

3. ہر چیز اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے بس تو کسی چیز کو غیر اللہ سے طلب نہ کر۔ کیا تو نے فرمانِ الٰہی نہیں سنا ''اور کوئی چیز نہیں جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں اور ہم اسے نہیں اتارتے مگر

ایک معلوم انداز سے۔'' (سورۃ الحجر) اے دنیا کے طالب اور اے درہم و دینار کے خواہش مند یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں پس تو ان کو مخلوق سے طلب نہ کر اور نہ ان کے دینے سے مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھ اور نہ ان کو اسباب پر اعتماد کرنے کی زبان سے مانگ۔ (الفتح الربانی۔ملفوظاتِ غوثیہ)

4. تو اپنے رزق کے بارے میں فکر نہ کر کیونکہ رزق کو جتنا تو تلاش کرتا ہے اس سے زیادہ رزق تجھے تلاش کرتا ہے۔ (الفتح الربانی۔مجلس 17)

5. اللہ کے بغیر کسی بھی چیز کا وجود حقیقی نہ سمجھ اور اپنے نفع و نقصان، منع و عطاء اور خوف و رجاء میں اللہ تعالیٰ پر ہی تکیہ رکھ، پھر تو ہمیشہ دست قدرت پر نگاہ رکھ، اس کے حکم کا منتظر اور اس کی اطاعت میں مشغول رہ۔ دنیا و مافیہا سے علیحدہ رہ اور مخلوق میں سے کسی چیز کے ساتھ دل نہ لگا۔ (فتوح الغیب۔مقالہ 17)

6. اسی ذات کی طرف دیکھ جس کی نظرِ رحمت تجھے سایہ کیے ہوئے ہے، اسی کی طرف توجہ کر جس کا فضل تیری جانب متوجہ ہے، اسی کے ساتھ دوستی کا ہاتھ بڑھا جو تجھے دوست رکھتا ہے، اُسے جواب دے جو تجھے بلا رہا ہے۔ (فتوح الغیب۔مقالہ 62)

1. استغفار بندے کے حالات میں بہترین حالت اور اس کے معاملات کے لحاظ سے احسن ہے، اس لیے کہ توبہ میں بندے کی طرف سے اعترافِ گناہ اور اعترافِ قصور ہوتا ہے۔ توبہ و استغفار بندے کی وہ صفات ہیں جو اسے ابو البشر آدم علیہ السلام سے ورثے میں ملی ہیں۔ (فتوح الغیب مقالہ 7)

2. توبہ دو قسم کی ہے (1) توبہ ظاہر (2) توبہ باطن، توبہ ظاہر یہ ہے کہ انسان اپنے تمام

اعضائے ظاہری کو قولاً و فعلاً گناہ اور معصیت سے طاعت کی طرف اور مخالفات سے موافقات کی طرف موڑ دے اور توبہ باطن یہ ہے کہ انسان تصفیہ قلب اختیار کر کے موافقات کی طرف رجوع کرے۔(سر الاسرار۔فصل 6)

3. جب تو توبہ کرے تو ظاہر و باطن دونوں سے توبہ کر۔توبہ تیرے دل کے لباس کا پلٹ دینا ہے تو اپنے دل کی چادر کو پلٹ دے اور خالص توبہ سے اور اللہ سے حیا کرتے ہوئے تو اپنے گناہوں کے لباس کو اتار ڈال اور زبانی توبہ نہ کر سچی توبہ کر اور حقیقی توبہ دل کے اعمال سے ہے۔(الفتح الربانی۔مجلس 1)

4. جو شخص محض ظاہری گناہوں سے توبہ کرتا ہے وہ اس آدمی کی مثل ہے جو اپنی فصل سے خودرو گھاس کی محض شاخیں کاٹتا ہے اور اسے جڑ سے نہیں اکھیڑتا جس سے گھاس لامحالہ مزید بڑھ جاتی ہے۔اس کے برعکس تمام گناہوں اور اخلاقِ ذمیمہ سے پکی سچی توبہ کرنے والا اُس شخص کی مثل ہے جو خودرو گھاس کو جڑ سے اکھیڑ دیتا ہے۔تو پھر وہ گھاس شاذونادر ہی اگتی ہے۔(سِرّ الاسرار۔فصل 5)

5. اگر تو فلاح چاہتا ہے تو اپنی نگاہوں سے توبہ کر اور اپنی توبہ میں اخلاص پیدا کر۔مخلوق کو اللہ کا شریک بنانے سے توبہ کر۔ تیرا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے لیے نہ ہو۔(الفتح الربانی۔مجلس 49)

6. توبہ عام یہ ہے کہ انسان ذکر اللہ و مجاہدہ و سخت کوشش کے ذریعہ معصیت سے طاعت کی طرف، اوصافِ ذمیمہ سے اوصاف حمیدہ کی طرف، جہنم سے جنت کی طرف اور راحتِ بدن سے مشقتِ نفس کی طرف رجوع کرے اور توبہ خاص یہ ہے کہ توبہ عام حاصل کر لینے کے بعد انسان حسناتِ ابرار سے معارف کی طرف، درجات سے مراتبِ قرب کی طرف اور لذات جسمانیہ سے لذات روحانیہ کی طرف رجوع کرے اور ترک ماسویٰ اللہ کر کے اللہ سے انس و محبت کا رشتہ جوڑے اور اس کی ذات کو بنظرِ یقین دیکھے۔(سِرّ الاسرار۔فصل 5)

تقدیر

1. نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: ''تمہارا رب مخلوق کی پیدائش، رزق اور مدتِ زندگی سے فراغت پا چکا ہے۔ تمام ہونے والی چیزوں کو لکھ کر قلم خشک ہو چکا ہے۔''

حقیقت میں اللہ ہر شے سے فارغ ہو گیا ہے۔ اس کی قضا سابق ہے لیکن حکم آیا اور اس پر امر و نہی اور الزام کا پردہ ڈالا گیا ہے۔ پس کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ قضاء و قدر کے حکم پر حجت لائے جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا بلکہ یوں کہنا چاہیے جیسا کہ قرآنِ مجید میں ہے۔

ترجمہ: ''اللہ سے کسی فعل کا سوال نہ کیا جائے بلکہ ان سے پوچھا جائے گا۔'' (سورۃ الانبیاء) (الفتح الربانی۔ مجلس 4)

2. جو شخص تقدیر کی موافقت نہ کرے گا نہ اس کو رفیق نصیب ہوگا نہ توفیق۔ جو قضاءِ الٰہی پر راضی نہ ہوگا اس سے رضامندی نہیں کی جاتی اور جو دوسروں کو نہیں دیتا وہ عطا نہیں کیا جاتا اور جو بوجھ نہ اٹھائے وہ سوار نہیں کیا جاتا۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 7)

3. اے میرے صاحبزادے! میری تقدیر کے پرنالہ کے نیچے صبر کا تکیہ رکھ کر موافقت کا ہار ڈال کر پناہ مانگتا ہوا کشادگی و راحت کے انتظار میں سو جا۔ جب تیری یہ حالت ہو جائے گی تو مالک تقدیر تجھ پر اپنے فضل و احسانات کی ایسی بارش برسائے گا کہ جس کی طلب اور تمنا بھی تو اچھے طریقے سے نہ کر سکتا۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 1)

4. اے میری قوم! آؤ بڑھو اور ہم سب اللہ تعالیٰ اور اس کی تقدیر و فعل کی طرف جھکیں اور ظاہر و باطن اور سروں کو اس کی طرف جھکا دیں اور تقدیر کی موافقت کریں اور اس کے ہم رکاب بن کر چلیں کیونکہ وہ بادشاہ کی طرف سے قاصد ہے۔ بس تقدیر کی عزت و بزرگی اس کے بھیجنے والے کی

طرف سے ہے۔ جب ہم اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کریں گے تو وہ ہمیں اپنے ہمراہ قادرِ مطلق تک لے جائے گی۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 1)

5. اے اللہ کے بندے! جو شخص عین الیقین سے یہ امر جان لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو تقسیم کر دیا ہے اور اس سے فراغت پالی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے حیا کر کے اس سے کوئی چیز طلب نہیں کرتا اور وہ اس کا مطالبہ چھوڑ کر ذکرِ خداوندی میں مشغول ہو جاتا ہے اور نہ ہی اللہ سے اس کا سوال کرتا ہے کہ اس کا مقسوم جلد مل جائے نہ یہ کہ دوسرے کا مقسوم عطا فرما دے اور اس کی عادت گمنامی اور خاموشی اور حسنِ ادب ہے اور اعتراض کو چھوڑ دینا ہے اور مخلوق سے کمی وبیشی کا شکوہ نہیں کرتا۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 38)

6. اے وہ شخص جس کو اس کی حرص نے رسوا کر دیا ہے اگر تو اور تمام اہلِ زمین اس لیے جمع ہو جائیں کہ جو تیرے مقدر میں چیز نہیں ہے اس کو کھینچ لائیں تو ہرگز اس پر ان کو قدرت حاصل نہیں ہے۔ پس تجھے چاہیے کہ جو کچھ تیرے مقسوم میں لکھا جا چکا ہے اور جو کچھ مقسوم میں نہیں لکھا گیا دونوں کی حرص کو چھوڑ دے۔ عقل مند شخص کے لیے یہ امر کیونکر پسندیدہ ہوسکتا ہے کہ وہ اپنا وقت ایسی چیز میں ضائع کر دے کہ جس سے فراغت حاصل کر لی گئی ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 49)

7. اللہ تعالیٰ سے اس کی تقدیر پر رضامندی اور اس کی حکمتوں میں فنا ہو جانے کی نعمت طلب کر کیونکہ یہ اطمینان وشادمانی کا باعث، دنیا کی جنت، تقربِ الٰہی کا دروازہ اور محبت کا سبب ہے۔ (فتوح الغیب۔ مقالہ 53)

1. اللہ کی ذات پر بندے کا اعتراض کرنا جو کہ عزت وجلال والا ہے، نزولِ تقدیر کے وقت، دین اور توحید کی موت ہے اور توکل واخلاص کی موت ہے اور یقین وروح کی موت ہے۔ مومن بندہ چوں و

چرا کو نہیں جانتا بلکہ وہ صرف ہاں کہتا ہے اور سر کو جھکا دیتا ہے۔ (الفتح الربانی ۔مجلس 1)

2. اے مسلمانو! یہ کیا بات ہے کہ تم سراپا ہوس بنے ہوئے ہو۔ تم بے فائدہ زمانہ کو ضائع کر رہے ہو۔ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ صابر بنو تمہیں دنیا اور آخرت کی خوبیاں مل جائیں گی۔ اگر تو حقیقی اسلام حاصل کرنا چاہتا ہے تو سرِ تسلیم خم کر دے اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو جا۔ اگر تو اللہ تعالیٰ کا قرب چاہتا ہے تو اپنے آپ کو اس کی قضا و قدر اور فعل کے سامنے بغیر چون و چرا کے پیش کر دے اس طریقہ کی وجہ سے تجھے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے گا۔ تجھ کو چاہیے کہ کسی بھی چیز کو نہ چاہے کیونکہ وہ ٹھیک نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ترجمہ: ''اور بغیر مشیت خداوندی کے تم نہیں چاہ سکتے۔'' (الفتح الربانی ۔مجلس 49)

3. اللہ تعالیٰ کے سامنے خاموش رہنا اور صبر و رضا کے ساتھ سوال کر دینا دعا و سوال کرنے سے بہتر ہے۔ تو اپنے علم کو اس کے سامنے ختم کر دے اور اس کی تدبیر کے سامنے اپنی تدبیر کو علیحدہ رکھ اور اپنے ارادہ کو اس کے ارادہ کے لیے منقطع کر اور اپنی عقل کو اس کی قضا و قدر کے نازل ہونے کے وقت علیحدہ کر دے۔ اگر تو اللہ تعالیٰ کو پروردگار، مددگار اور سلامتی دہندہ سمجھتا ہے تو اس کے ساتھ یہی معاملہ کر۔ (الفتح الربانی ۔مجلس 56)

4. اسلام تو استسلام سے بنایا گیا ہے کہ جس کے معنی قضا و قدر کا ماننا اور اللہ تعالیٰ کے افعال پر' قرآن کریم اور حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدود کی حفاظت کے ساتھ راضی رہنا ہے۔ (الفتح الربانی ۔مجلس 57)

5. اسلام کی حقیقت گردن کا جھکا دینا ہے۔ اولیا کرام نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے سروں کو جھکا دیا اور 'چون و چرا' اور 'اس کو یوں کر' اور 'یوں نہ کر' کو بھلا دیا ہے۔ اولیا کرام طرح طرح کی طاعتیں کرتے ہیں اور اس کے سامنے خوف کے قدموں پر کھڑے رہتے ہیں۔ (الفتح الربانی ۔ ملفوظاتِ غوثیہ)

6. حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''جب تجھے کسی حالت پر رکھا جائے تو اس

سے اعلیٰ کی آرزو کر نہ اس سے ادنیٰ کی خواہش کا ارادہ کر۔ (فتوح الغیب۔ مقالہ 8)

7. نعمتوں کے حصول اور مصائب سے بچنے کی کوشش نہ کر، نعمتیں اگر مقدر ہیں تو وہ تجھے مل کر رہیں گی چاہے تو انہیں طلب کرے یا ناپسند کرے۔ اسی طرح اگر مصیبت تیری قسمت میں ہے اور تیرے لیے اس کا فیصلہ ہو چکا ہے تو خواہ تو اُسے ناپسند کرے یا دعا کے ذریعے اسے ہٹانا چاہے یا صبر اور جلدی جلدی اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کرے تو بھی وہ مصیبت تجھ پر آ کر رہے گی۔ بلکہ اپنے تمام امور خدا ہی کے سپرد کر دے تاکہ وہ خود تیرے اندر جلوہ گر ہو۔ (فتوح الغیب۔ مقالہ 13)

8. اگر تیرے بدن کا گوشت قینچیوں سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کاٹا جائے تب بھی حرفِ شکایت زبان پر نہ لا، شکوہ و شکایت سے اپنے آپ کو بچا اور محفوظ رکھ، اللہ سے ڈر، اللہ سے ڈر، پھر اللہ سے ڈر۔ بچ! بچ! شکایت سے بچ لوگوں پر طرح طرح کی جو مصیبتیں نازل ہوتی ہیں وہ اپنے رب سے شکایت کی وجہ سے آتی ہیں۔ (فتوح الغیب۔ مقالہ 18)

9. آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے خواب میں ایک بزرگ نے پوچھا کہ کس چیز کے ذریعے بندہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے، میں نے اُسے جواب دیا کہ یہ ایک راستہ ہے جس کی ابتدا ورع اور انتہا رضا، تسلیم اور توکل ہے۔ (فتوح الغیب۔ مقالہ 47)

10. رضا اور موافقت ہی وہ بلند مقام ہے جو اولیا اللہ کے مقامات و احوال میں سے بلند ترین مرتبہ ہے۔ (فتوح الغیب۔ مقالہ نمبر 55)

11. اللہ تبارک و تعالیٰ کی موافقت خوف، نقصان، فقیری، امیری، سختی، نرمی، بیماری اور عافیت، خیر و شر، ملنے نہ ملنے سب میں لازم پکڑو۔ میرے خیال میں تمہارے لیے سوائے تسلیم اور راضی برضائے الٰہی رہنے کے کوئی دوا نہیں۔ جب اللہ تمہارے اوپر کوئی حکم جاری کرے اُس سے وحشت نہ کرو اور اس میں جھگڑا نہ کرو۔

12. اللہ تسلیم و رضا والے کو دوست رکھتا ہے اور جھگڑا کرنے والے کو دشمن۔ موافقت کرنا محبت

کے لیے شرط ہے اور مخالفت کرنا شرطِ عداوت ہے۔ تم اپنے پروردگار کے سامنے اپنی گردنوں کو جھکا دو اور دنیا اور آخرت میں اس کی تدبیر پر راضی ہو جاؤ۔

ایک مرتبہ میں چند دن بلا میں مبتلا رہا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے اس بلا کے دفع کرنے کی درخواست کی پس اس نے دوسری بلا اس سے زیادہ مجھ پر ڈال دی۔ پس میں حیرت میں پڑ گیا اور ناگاہ ایک کہنے والے کی آواز آئی اور کہا ''کیا ہم نے تجھ سے ابتدائی حالت میں یہ نہ کہہ دیا تھا کہ تیری حالت تسلیم کی حالت ہونی چاہیے'' پس میں نے ادب کیا اور ساکت ہو گیا۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 46)

13. حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا ''تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس طرح ہو جا جیسا کہ مردہ نہلانے والے کے ساتھ کہ جس طرح چاہتا ہے' پلٹتا ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 48)

تقویٰ

1. تقویٰ کی حقیقت یہ ہے کہ جن کاموں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس کو کرے اور جس سے بچنے کا حکم دیا ہے ان کو ترک کر دیا جائے اور اس کے افعال اور مقدرات پر اور تمام آفات و مصائب پر صبر کیا جائے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 55)
2. جس کو خلوت میں تقویٰ حاصل نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔ (الفتح الربانی۔ ملفوظاتِ غوثیہ)
3. اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نزدیک صحیح النسب صرف اہلِ تقویٰ ہیں۔ (الفتح الربانی۔ ملفوظاتِ غوثیہ)
4. تو تقویٰ اختیار کر ورنہ کل تیری گردن میں رسوائی کی رسی ہو گی۔ تو دنیا میں اپنے تصرفات کے اندر تقویٰ اختیار کر ورنہ تیری خواہش دنیا اور آخرت میں حسرتوں سے بدل جائے گی۔ (الفتح

الربانی۔مجلس 48)

5. اے مسلمانو! تم ہر حال میں تقویٰ اختیار کرو کیونکہ تقویٰ دین کا لباس ہے۔(الفتح الربانی۔ مجلس 39)

6. اے اللہ کے بندے! اگر تو یہ چاہتا ہے کہ تیرے سامنے کوئی دروازہ بند نہ رہے پس تو تقویٰ اختیار کر کیونکہ تقویٰ ہی ہر دروازہ کی کنجی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ترجمہ:''اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو''(الفتح الربانی۔مجلس 3)

7. تم اپنی ہوس کو چھوڑ دو اور تقویٰ اختیار کرو۔ ربّ تعالیٰ کی ذات انہی کے لیے ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔(الفتح الربانی۔ملفوظاتِ غوثیہ)

امتحان وبلا

1. اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیشہ اپنے بندۂ مومن کو اس کے ایمان کے مطابق آزمائش میں ڈالتا ہے' جس شخص کا ایمان زیادہ قوی ہے اس کی آزمائش اتنی ہی بڑی ہوتی ہے۔ رسول کی آزمائش نبی کی آزمائش سے بڑی ہے کیونکہ رسول کا ایمان زیادہ قوی ہوتا ہے۔ پھر نبی کی آزمائش ابدال سے زیادہ بڑی ہے۔ اسی طرح ابدال کی آزمائش ولی کی آزمائش سے زیادہ ہے۔ ہر ایک اپنے یقین اور ایمان کے مراتب کے مطابق آزمائش میں ڈالا جاتا ہے' اس کی بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ فرمان ہے ''ہم یعنی گروہ انبیا آزمائش کے اعتبار سے لوگوں سے سخت تر ہیں' اس کے بعد درجہ بدرجہ۔'' پھر اللہ تعالیٰ اسی مبارک گروہ کو ہمیشہ آزمائش میں رکھتا ہے تاکہ وہ قرب اور حضور کے مقامات میں ہمیشہ محو رہیں اور ہوشیاری سے غافل نہ ہو جائیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ انہیں دوست رکھتا ہے۔ وہ اہلِ محبت اور اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور محبّ اپنے محبوب کی جدائی کبھی گوارا نہیں

کرتا۔ پس آزمائش ان کے دلوں کو حق کی طرف متوجہ کرنے والی اور ان کے نفوس کے لیے قید ہے' ان کو ماسویٰ اللہ کی طرف مائل ہونے' اس سے سکون حاصل کرنے اور اس کے سامنے جھکنے سے روکتی ہے۔ ہمیشہ آزمائشوں کے نزول کے سبب ان کی خواہشات ختم ہو جاتی ہیں' نفس مردہ ہو جاتے ہیں اور ان کے سامنے حق و باطل نکھر جاتا ہے' تمام خواہشات اور عزائم اور لذائذ دنیا و آخرت کی تمنائیں گوشۂ نفس میں سکڑ کر رہ جاتی ہیں۔ پھر اسے وعدۂ الٰہی پر اطمینان اس کی تقدیر پر رضا مندی' اس کی عطا پر قناعت' اس کی بلا پر صبر اور مخلوق کے شر سے امن حاصل ہو جاتا ہے۔ دل کی شوکت قوی ہو جاتی ہے۔ دل کو تمام اعضا پر مکمل شاہی حاصل ہو جاتی ہے اس لیے کہ آزمائش دل اور یقین کو قوی اور مستحکم کر دیتی ہے۔ (فتوح الغیب۔ مقالہ 56)

2. اللہ تعالیٰ مومنین میں سے ایک ایسے گروہ کو جو اس کا دوست اور اہلِ معرفت و ولایت ہوتا ہے آزمائش میں ڈال دیتا ہے' تاکہ اس آزمائش اور مصیبت کی وجہ سے وہ بارگاہِ خداوندی میں سوال کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعا اور اپنی بارگاہ میں سوال کو بہت ہی پسند فرماتا ہے چنانچہ جب یہ لوگ دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے جلدی قبول فرمالیتا ہے تاکہ انہیں جودوکرم اور بخشش وعطا کا وافر حصہ عنایت فرمادے۔ (فتوح الغیب۔ مقالہ 52)

3. مصائب میں مبتلا ہونے کی متعدد صورتیں ہیں۔ کبھی تو انسان خود کردہ جرائم اور نافرمانیوں کی سزا میں مبتلا ہو جاتا ہے' کبھی گناہوں کی آلودگیوں کو مٹانے اور صاف کرنے کے لیے آزمائش میں ڈالا جاتا ہے اور کبھی اسے یہ تکالیف بلند مقامات کے حصول کے لیے دی جاتی ہیں تاکہ وہ آزمائش کی بھٹی سے نکل کر اہلِ معرفت و مقام میں سے ہو جائے۔ (فتوح الغیب۔ مقالہ 45)

4. حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے ''اللہ تعالیٰ عذاب نہیں دیتا اپنے محبوب کو' اس کی کسی چیز سے آزمائش کرتا رہتا ہے۔'' اہلِ ایمان کو یقین ہوتا ہے کہ یہ آزمائش اللہ تعالیٰ کسی ضروری مصلحت کی وجہ سے فرماتا ہے' جو بعد میں حاصل ہوتی ہے۔ چاہے دنیا میں یا آخرت میں یا دین میں۔ پس وہ بلا پر راضی اور اس پر صبر کرتا ہے اور اپنے خالق و مالک

پر کسی قسم کی تہمت نہیں لگاتا۔ اس کا پروردگار اس بلا کی وجہ سے اس کو دوسرے امور سے روک دیتا ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 9)

5. اگر اللہ تعالیٰ تجھے کسی بلا میں مبتلا کر دے تو اس پر صبر کر۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے برگزیدہ بندوں کے ساتھ یہی طریقہ ہے۔ ان کو ہر ایک سے الگ کر دیتا ہے اور طرح طرح کی بلاؤں اور آفتوں اور مشقتوں میں ڈال کر ان کی آزمائش کرتا ہے۔ دنیا اور آخرت اور عرش کے نیچے سے لے کر زمین تک ہر چیز کو ان پر تنگ کر دیتا ہے۔ اس طرح ان کے وجود کو فنا کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب ان کا وجود فنا ہو جاتا ہے تو ان کو دوبارہ اپنے لیے وجود عطا فرماتا ہے نہ کہ دوسروں کے لیے اور ان کو اپنے ساتھ قائم رکھتا ہے اور ان کو دوسری زندگی بخشتا ہے' جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے: ترجمہ: ''پھر اسے اور صورت میں اٹھان دی تو بڑی برکت والا ہے' اللہ سب سے بہتر پیدا کرنے والا۔ (سورۃ المومنون)۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 10)

6. نبوت ورسالت' ولایت ومعرفتِ خداوندی اور صحبت کی جڑ بلا ہی ہے۔ جب تو بلا پر صبر نہ کرے گا تو تیری جڑ اور بنیاد ہی نہ ہوگی۔ عمارت کے لیے بغیر بنیاد کے بقا نہیں ہوتی۔ کیا تو نے کوئی ایسا گھر دیکھا ہے جو ٹیلہ پر قائم ہو اور اس کی بنیاد بھی نہ ہو۔ تو بلا اور آفتوں سے اس لیے بھاگتا ہے کہ تجھے ولایت' معرفت اور قربِ خداوندی کی ضرورت ہی نہیں۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 12)

7. حضرت سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بغیر آزمائش کے کوئی چارہ نہیں خصوصاً دعویٰ کرنے والوں کے لیے اگر آزمائش کا معاملہ نہ ہوتا تو مخلوق میں بہت سے لوگ ولایت کے مدعی ہوتے اس لیے کہ ایک بزرگ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ''ولایت پر بلا اور آزمائش کو مسلط کیا گیا ہے تا کہ ہر شخص ولایت کا دعویٰ نہ کرے اور منجملہ ولی کی علامات میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ مخلوق کی اذیت پر صبر اختیار کرے اور ان سے درگزر کرے۔'' (الفتح الربانی۔ مجلس 53)

8. تم میں سے اکثر لوگ اخلاص کا دعویٰ کرتے ہیں مگر ہوتے منافق ہیں۔ اگر امتحان کا معاملہ

نہ ہوتا تو بہت لوگ دعوے دار بن جاتے۔ جو شخص بردباری کا مدعی ہوگا ہم غصہ دلا کر اس کا امتحان لیں گے اور جو شخص سخاوت کا مدعی ہوگا ہم مانگ مانگ کر اس کا امتحان لیں گے اور ہر وہ شخص جو کسی چیز کا دعویٰ کرتا ہے، میں اس کا اس کی ضد سے امتحان لیتا ہوں۔ (الفتح الربانی۔ ملفوظاتِ غوثیہ)

9. دنیا میں جب ایمان قوی ہو جاتا ہے اور باطن قربِ خداوندی سے متصل ہو جاتا ہے تو آفات کی آگ آتی ہے اور دلوں کے دروازے پر ٹھہر جاتی ہے۔ مجاہدہ کی آگ آتی ہے اور مریدوں کے راستے میں آ کر ٹھہر جاتی ہے پس وہ مرید جس میں دنیا کا بقیہ اور خلق کی نظر کا سامان موجود ہوتا ہے اس کو یہ آگ جلا ڈالتی ہے اور کامل الایمان مرید سے کہتی ہے "اے مومن تو مجھ سے جلدی گزر جا تیرے نور نے میرے شعلے کو بجھا دیا ہے۔" (الفتح الربانی۔ ملفوظاتِ غوثیہ)

1. صبر دنیا اور آخرت میں ہر نیکی و سلامتی کی بنیاد ہے اور صبر ہی کی بدولت مومن رضا اور موافقت کے مقام کی طرف ترقی کرتا ہے۔ (فتوح الغیب۔ مقالہ 30)

2. پس دنیا ایلوے کے درخت کی طرح ہے کہ پہلے اس کا پھل کڑوا ہے مگر اس کا انجام میٹھا ہے۔ کوئی بھی شخص اس کی تلخی پیے بغیر اس کی مٹھاس حاصل نہیں کر سکتا، یعنی اس کی کڑواہٹ پر صبر کے بغیر حلاوت کا حصول ناممکن ہے، لہٰذا جو مصائبِ دنیا پر صبر کرتا ہے اس پر دنیاوی نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں۔ (فتوح الغیب۔ مقالہ 45)

3. اے اللہ کے بندے! جس نے صبر کیا اس نے قدرت حاصل کی اور صاحب قدر ہو گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "صبر کرنے والوں کو ان کا پورا پورا اجر دیا جائے گا۔" (الفتح الربانی۔ مجلس 3)

4. فقر اور صبر دونوں سوائے مومن کے کسی دوسرے میں جمع نہیں ہو سکتے اور محبوبانِ ربّ

العالمین کی مصائب و آلام سے آزمائش کی جاتی ہے۔ پس وہ اس پر صبر کرتے ہیں اور باوجود بلاؤں اور آزمائش کے ان کو نیک کام کرنے کا الہام کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو نئے مصائب پہنچتے ہیں وہ اس پر صبر کرتے ہیں۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 2)

5. اے اللہ کے بندے! اگر تو یہ چاہتا ہے کہ میں متقی اور متوکل اور اللہ پر بھروسہ کرنے والا بن جاؤں تو صبر کو اختیار کر کیونکہ صبر پر بھلائی کی بنیاد ہے۔ جب صبر کے متعلق تیری نیت درست ہو جائے گی، تو بوجہ اللہ صبر کرے گا تو اس صبر کا صلہ تجھے یہ ملے گا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت' دنیا اور آخرت میں تیرے قلب کے اندر داخل ہو جائے گی۔ صبر اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر کی موافقت کرنے کا نام ہے' جس کے متعلق پہلے ہی سے علم ہو چکا ہے اور اس کی مخلوق میں سے کسی کو بھی اس کے مٹا دینے کی قدرت نہیں۔ ایماندار اور ایقان والے بندے کے نزدیک چونکہ یہ مضمون متحقق ہو گیا ہے' اس لیے جو کچھ بھی اس کی تقدیر میں ہے وہ اس پر باختیار خود صبر کرتا ہے نہ کہ بوجہ مجبوری۔ صبر اول قدم شروع حالت میں بہ مجبوری ہوتا ہے اور دوسرا قدم بااختیار۔ تو صبر کے بغیر ایمان کا کیسے دعویٰ کرتا ہے' تو رضا کے بغیر معرفتِ خداوندی کا کیسے مدعی بن گیا ہے۔ یہ چیز محض دعویٰ سے حاصل نہیں ہوا کرتی۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 42)

6. اگر صبر نہ ہو تو تنگ دستی و مصیبت ایک عذاب ہے۔ اگر صبر ہو تو کرامت و عزت ہے۔ بندہ مومن صبر کی معیت میں اللہ تعالیٰ کے قرب اور مناجات کے مزے لیا کرتا ہے اور وہاں سے ہٹنے کو پسند نہیں کرتا۔ (الفتح الربانی۔ ملفوظاتِ غوثیہ)

7. جب بندہ اپنی آنکھوں کو بند کر لیتا ہے اور آفتوں پر صبر اختیار کرتا ہے تو اس کے پاس طبیب آ کر اس کے زخم کا علاج کرتا ہے اور طبیب اس کو محبت سے اٹھا لیتا ہے۔ طبیب اس کو شوق سے سینہ سے لگا لیتا ہے۔ ابتدا تکلیفوں سے ہی ہوا کرتی ہے۔ جبکہ جنت تکلیفوں سے ہی گھری ہوئی ہے۔ پس قربِ خداوندی اس کے بغیر کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔ (الفتح الربانی۔ ملفوظاتِ غوثیہ)

8. جب تو بلا پر صبر کرے گا تو اللہ تعالیٰ تجھ سے بلا کو ہلکا کر دے گا اور تیرے لیے دوسرا امر پیدا

کر دے گا کہ وہ بھی اس کو محبوب رکھے گا اور تو بھی اس کو محبوب سمجھے گا۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 48)

توفیقِ الٰہی

1. اے مسلمان! تجھ سے کیا کچھ نہیں ہو سکتا اور تیرے کیے بغیر چارہ نہیں پس تو کوشش کر۔ مدد کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے، وہی انجام کو پہنچائے گا۔ تو جس سمندر میں ہے اس میں ہاتھ پاؤں مارتا رہ موجیں تجھے اٹھا کر کنارے تک لے آئیں گی۔ تیرا کام دعا کرنا ہے اور قبول کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور قبولیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ کوشش کرنا تیرا کام اور توفیق دینا اس کا کام ہے اور گناہوں کو چھوڑ دینا تیرا کام ہے اور گناہوں سے بچانا اس کا کام ہے، تو اپنی طلب میں صادق بن بے شک وہ تجھے اپنے قرب کے دروازہ پر جگہ دے گا۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 22)

2. تمام عبادات اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے پر فضل و نعمت ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی کی مہربانی و عنایت سے بندے کو ادائے عبادات کی توفیق نصیب ہوئی۔ لہٰذا بندے کا اپنی عبادت و طاعت کا بدلہ طلب کرنے کی نسبت بہتر ہے کہ وہ (ان عبادات کی توفیق بخشنے والے) اپنے ربّ کے احسان و شکر میں مشغول رہے۔ (فتوح الغیب۔ مقالہ 53)

3. تجھ سے کام لینے والا وہی ہے اسی سے مانگ اور اس کے حضور میں عاجزی کر یہاں تک کہ اطاعت کے اسباب اور سامان تیرے لیے مہیا فرما دے گا کیونکہ جب وہ تجھ سے کوئی کام لینا چاہے گا تو اس کے لیے تجھے تیار کر دے گا۔ جہاں تو کھڑا ہے وہاں سے لپکنے کا حکم تو اس نے تجھ کو دیا ہے اور جہاں وہ ہے وہاں سے توفیق کو تیری طرف متوجہ کر دے گا۔ حکم ظاہر ہے اور توفیق باطن۔ گناہوں سے باز رہنا، منع کرنا ظاہر ہے اور ان سے پرہیز کرنا باطن۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے تو احکام کی تعمیل کر۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 32)

4. تیری اور توفیق کی مثال اس طرح ہے کہ گویا تو مزدور ہے اور توفیق کام لینے والی اور صاحبِ

عمل اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنی اطاعت کا جلدی اور تیزی کے ساتھ کرنے کا حکم دیا ہے اور یہی توفیق ہے تو اسے پورا کر۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 32)

5. اور جس شخص کی نظر اللہ تعالیٰ کی توفیق پر ہوتی ہے اس سے عمل پر معذور ہونا جاتا رہتا ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 49)

استقامت

1. فقر اور بلا پر ثابت قدم رہنے کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت قرار دیا گیا ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 1)

2. اے طالبِ دنیا تو نعمت کی حالت میں اللہ تعالیٰ کو دوست سمجھتا ہے اور اس کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے، لیکن جب اس کی طرف سے بلا آتی ہے تو بھاگ کھڑا ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ تیرا دوست ہی نہ تھا۔ بندگی اور بندہ ہونے کا اظہار امتحان کے وقت ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مصائب و آلام کا نزول ہو اور تو ان پر ثابت قدم رہے تو تُو اللہ تعالیٰ کا بندہ اور دوست ہے۔ اگر اس وقت تجھ میں تغیر پیدا ہو گیا تو تیرا جھوٹ ظاہر ہو جائے گا اور پہلا (محبت کا) دعویٰ ٹوٹ جائے گا۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 1)

3. اے اللہ کے بندے! اللہ کے سامنے تو ایسا بن جا کہ مصائب تیرے اوپر نازل ہوتے رہیں تو اپنی محبت کے قدموں پر قائم رہے اور تجھ میں بالکل تغیر پیدا نہ ہو اور تجھ کو تیز ہوائیں اور بارشیں اپنی جگہ سے نہ ہلا سکیں اور نہ نیزے تجھے زخمی کر سکیں اور تو ظاہراً اور باطناً ثابت قدم رہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 40)

4. اے کم عقل تو کسی مصیبت کی وجہ سے جس میں تجھے اللہ تعالیٰ مبتلا فرمائے اس کے دروازے سے نہ بھاگ کیونکہ وہ تیری مصلحت کو تجھ سے زیادہ جاننے والا ہے۔ وہ کسی فائدہ اور

حکمت کے لیے تیرا امتحان لیا کرتا ہے۔ جب وہ تیرا کسی بلا کے ساتھ امتحان لے پس اس پر ثابت قدم رہ اور اپنے گناہوں کی طرف رجوع کر اور استغفار کر توبہ زیادہ کر اور اس پر صبر اور ثابت قدمی کی درخواست کرتا رہ۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 50)

5. بندہ جب اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے تو اس کا دل پوری طرح اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہو جاتا ہے اور اللہ اسے پوری عطا سے نوازتا ہے اور کامل انس بخشتا ہے اور اسے عزت عطا کرتا ہے۔ پس جب وہ بندہ اس سے قرار پالیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو خودی سے زائل کر دیتا ہے اور اس کے ہاتھ کو خالی کر دیتا ہے اور اس کو اپنی ذات کی طرف لوٹا لیتا ہے اور اپنے اور اس کے درمیان پردہ ڈال لیتا ہے۔ اس کو آزماتا ہے تاکہ اس کے عمل کو دیکھے کہ آیا بھاگتا ہے یا ثابت قدم رہتا ہے۔ پس جب اس کی ثابت قدمی ظاہر ہو جاتی ہے' اس سے پردے اٹھا دیتا ہے اور اس کو اس کی پہلی خوشحالی کی حالت کی طرف لوٹا دیتا ہے۔ (الفتح الربانی۔ ملفوظاتِ غوثیہ)

خوف ورجا

1. جس کی آرزو اور تمنا (خواہش اور طلب) خوف پر غالب ہوتی ہے وہ بے دین بن جاتا ہے اور جس کا خوف امید اور تمنا پر غالب ہو گیا وہ نا اُمید ہو جاتا ہے' جو کہ کفر ہے تو سلامتی دونوں کی برابری میں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''مومن کے خوف اور اُمید کو اگر وزن کیا جائے تو یقیناً دونوں برابر نکلیں گے۔'' (الفتح الربانی۔ مجلس 25)

2. اللہ والوں کے دلوں کو اللہ کے ساتھ قرار ہی نہیں ہوتا۔ وہ ڈرتے رہتے ہیں۔ اللہ ان میں تغیر وتبدل کرتا رہتا ہے۔ کبھی ان کو نزدیک کر لیتا ہے اور کبھی ان کو دور کر دیتا ہے۔ کبھی کھڑا کر دیتا ہے' کبھی بٹھا دیتا ہے' کبھی عزت دیتا ہے' کبھی ذلت دیتا ہے' کبھی عطا کرتا ہے اور کبھی ہاتھ روک لیتا ہے۔ اللہ والوں کی حالتیں بدلتی رہتی ہیں اور وہ سچی بندگی اور حسن ادب کے قدموں پر سر

جھکائے آستانہ خداوندی پر جمے رہتے ہیں۔ (الفتح الربانی۔مجلس 61)

3. اہلِ اللہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتے ہیں۔ جو کام بھی کرتے ہیں ان کے دل خوف زدہ ہی رہتے ہیں اور اس سے ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں وہ اچانک نہ پکڑ لیے جائیں اس سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ان کا ایمان ان کے پاس عاریت نہ ہو۔ (الفتح الربانی۔مجلس 61)

4. خوف اور اُمید کی مثال پرندے کے دو بازوؤں کی طرح ہے، جن کے بغیر وہ اُڑ نہیں سکتا۔ ٹھیک اسی طرح کوئی بھی حالت اور مقام اپنے مناسب خوف واُمید سے خالی نہیں، پس عارف مقربِ بارگاہ ہے اس کا مقام وحال یہ ہے کہ ذاتِ الٰہی کے سوا کسی شے کا ارادہ نہ کرے اور نہ ہی اس کی طرف مائل ہو اور نہ ہی غیر اللہ سے اطمینان وسکون کا طلب گار ہو۔ (فتوح الغیب۔مقالہ 44)

5. خوفِ خداوندی دل کا کوتوال ہے اور دل کو نور بخشنے والا، وضاحت وشرح کرنے والا ہے اگر تو اسی حالت پر قائم رہا تو یقیناً تو نے دنیا اور آخرت میں سلامتی کو رخصت کر دیا۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 56)

6. اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی کشائش سے نااُمید مت ہو کیونکہ کشائش قریب ہے نااُمید مت ہو۔ صانع تو اللہ ہی کی ذات پاک ہے تو کیا جان سکتا ہے کہ شاید وہ اس کے بعد کوئی اور صورت پیدا کر دے گا۔ (الفتح الربانی۔مجلس 12)

7. اولیا کرام بڑے خطرے میں رہتے ہیں ان کا خوف اس وقت تک ختم نہیں ہوتا جب تک وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کر کے سکون حاصل نہ کر لیں اس لیے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا اس کا خوف اور زیادہ بڑھ گیا اس لیے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''میں اللہ تعالیٰ کو تم سے زیادہ پہچاننے والا ہوں اور تم میں سب سے زیادہ اس سے خوف کرنے والا ہوں۔'' (الفتح الربانی۔مجلس 49)

8. تو اس بات کو اچھی طرح جان لے کہ قیامت کے دن تجھے عذاب سے امن وامان دنیا میں اس سے تیرے خوف کی مقدار پر حاصل ہوگا اور آخرت میں تیرا خوف دنیا میں امن کی مقدار پر

ہوگا۔ (یعنی جتنا تو یہاں خوف زدہ رہا اتنا ہی وہاں امن ملے گا اور جتنا ہی یہاں مطمئن رہا اتنا ہی وہاں خوف زدہ ہوگا) (الفتح الربانی۔مجلس 49)

حسنِ ادب

1. تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی شریعت کی متابعت سے ادب سیکھو۔ کیوں' کیوں' کی عادت چھوڑ دینا عبادت ہے۔ ادب سیکھو اور قرآن وحدیث کے احکام سے درس لے کر اس کے مطابق کیوں نہیں چلتے۔ (الفتح الربانی۔مجلس 2)

2. جو احسان کرتا ہے' اس پر احسان کیا جاتا ہے جو حسنِ ادب اختیار کرتا ہے اسی کو قرب نصیب ہوتا ہے۔ حسنِ ادب ہی تجھے اللہ تعالیٰ کے قریب پہنچا دے گا اور بے ادبی تجھے اللہ تعالیٰ سے دور کر دے گی۔ حسنِ ادب اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور بے ادبی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ (الفتح الربانی۔مجلس 48)

3. اگر تو نے حسنِ ادب کا برتاؤ نہ کیا تو تیری تابعداری اللہ تعالیٰ کے ساتھ کب صحیح ہوگی اگر تو نے حسنِ ادب کو ملحوظ نہ رکھا تو تجھے ذلیل کر کے گھر سے باہر نکال دیا جائے گا۔ اگر تو حسنِ ادب کو اختیار کرے گا اور تقدیرِ الٰہی کے ساتھ موافقت کرے گا تو تجھے عزت کے ساتھ بٹھایا جائے گا۔ (الفتح الربانی۔مجلس 54)

4. حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عارف باللہ کے حق میں ادب کرنا ویسا ہی فرض ہے جیسا توبہ کرنا گنہگار کے حق میں فرض ہے۔ عارف ادب والا کیسے نہ ہوگا حالانکہ وہ مخلوق میں سے خالق کی طرف سب سے زیادہ قریب ہے۔ جو شخص جہالت کے ساتھ بادشاہوں سے میل جول کرے گا' اس کی جہالت اس کو قتل کی طرف نزدیک کرنے والی ہوگی۔ ہر وہ شخص جس کو ادب نہ ہوگا پس وہ خالق اور مخلوق دونوں کا مبغوض رہے گا۔ جس میں ادب نہ ہو پس وہ ہر وقت باعث عذاب و

بیزاری ہے۔ (الفتح الربانی۔ملفوظات غوثیہ)

شرم وحیا

1. اے مسلمانوں! تم اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لیے عمل کرو اور اس سے ملاقات سے پہلے اس سے شرم کرو۔ تمہیں اس کے سامنے جانا ہے۔ مسلمانوں کی حیا اول تو اللہ تعالیٰ سے ہو پھر اس کی مخلوق سے۔ البتہ اس معاملہ میں جس کو دین سے اور حدود شریعت کی ہتک سے تعلق ہو، حیا کرنا جائز نہیں۔ امور دینیہ میں حیا نہ کرے (اور بلا رو رعایت بے باک بن کر نصیحت کرے) اور حدود شریعت کو قائم کرے اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کرے ترجمہ: ''اور تمہیں ترس نہ آئے اس پر اللہ کے دین میں۔'' (سورۃ نور) (الفتح الربانی۔مجلس 23)

2. تجھ پر افسوس ہے! اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ تیرا ایمان اور اعتقاد صحیح ہوتا کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے اور تیرے پاس ہے اور تیرا محافظ ہے تو تو ضرور اس سے شرم اور حیا کرتا۔ (الفتح الربانی۔مجلس 51)

3. حضرت سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''بعض آسمانی کتب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ترجمہ: ''اے ابنِ آدم تو مجھ سے شرما جیسا کہ تو اپنے نیک ہمسایوں سے شرماتا ہے۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جب کوئی بندہ اپنے دروازوں کو بند کر لیتا ہے اور اس پر پردے ڈال دیتا ہے اور مخلوق سے چھپ کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مشغول ہوتا ہے تو تب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے ابنِ آدم تو نے اپنی طرف دیکھنے والوں میں سب سے زیادہ مجھے کمتر سمجھا ہے۔ تو مخلوق سے شرم کرتا ہے اور مجھ سے شرم نہیں کرتا۔'' (الفتح الربانی۔مجلس 9)

موت

1. حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ رسالۃ الغوثیہ میں فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا'' اے

غوث الاعظمؓ اگر انسان کو معلوم ہو جائے جو کچھ اس کے لیے موت کے بعد ہونا ہے تو دنیا میں دنیوی زندگی کی کبھی تمنا نہ کرے اور ہر لمحہ یہی کہے (کہ اے رب) مجھے مار ڈال، مجھے مار ڈال''۔

2. حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کو تقدیرِ الٰہی پر رضا حاصل ہو جائے تو اسے چاہیے کہ موت کو کثرت کے ساتھ یاد کرے کیونکہ موت کا ذکر مصائب و آفات کو آسان کر دیتا ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 55)

3. موت کو یاد کیا کر کیونکہ ملک الموت کو روحوں پر مسلط کر دیا گیا ہے۔ تیرا مال و اسباب اور جو کچھ بھی تیری ملکیت میں ہے کہیں تجھے دھوکہ میں نہ ڈال دے۔ عنقریب تجھ سے یہ سب کچھ واپس لے لیا جائے گا اور اس وقت تجھ کو اپنی کوتاہی اور ان واہیات مشغلوں میں وقت برباد کرنا یاد آئے گا اور نادم و شرمندہ ہو گا۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 55)

4. اگر تو موت کو کثرت سے یاد کرتا رہتا تو دنیا کے ساتھ تیری خوشی کم ہو جاتی ہے اور تیرا زہد زیادہ ہو جاتا۔ جس کا انجام موت ہو وہ کسی چیز سے کس طرح اور کیسے خوش ہو سکتا ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے ''ہر سعی کرنے والے شخص کی ایک انتہا ہے اور ہر زندہ شخص کی انتہا موت ہے۔'' تمام خوشیوں اور غموں، امیری اور فقیری، سختی اور نرمی، بیماریوں اور درد اور تکلیف، سب کا آخیر موت ہے۔ جو شخص مر گیا اس کے لیے قیامت ہو گئی۔ جو چیز اس کے حق میں بعید تھی قریب ہو گئی۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 56)

5. اللہ تعالیٰ کے لیے حضورِ قلب بغیر موت کے اور بغیر اس کی صادق یاد کے صحیح اور درست نہیں ہو سکتا کہ اگر تو دیکھے تو موت کو دیکھے اور سنے تو موت کو سنے درحقیقت موت کی یاد پوری بیداری کے ساتھ ہر خواہش کو دشمن بنا لیتی ہے اور ہر خوشی کے پاس آ کر ٹھہر جاتی ہے۔ تم موت کو یاد کیا کرو اس سے بچاؤ کہیں نہیں۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 61)

6. دنیا میں دانا شخص اور موت کو یاد رکھنے والے کی آنکھ کبھی ٹھنڈی نہیں ہوتی کہ جس کے مقابلہ میں درندہ منہ کھولے ہوئے اس کے قریب ہو گا اس کو قرار کس طرح آ سکتا ہے۔ اس کی آنکھ میں

نیند کس طرح آ سکتی ہے۔ (الفتح الربانی۔مجلس 61)

7. جب تجھے موت آئے گی ہر ملنے والا تجھ سے دور ہو جائے گا اور ہر قرابت دار تجھے چھوڑ دے گا۔ پس تو ان کے چھوڑنے سے پہلے ان کو چھوڑ دے اور ان سے قطع تعلق کر لے۔ غیر اللہ کی طرف راستہ اور دہلیز ہوتی ہے۔ تو مرنے سے پہلے مر جا۔ تو اپنے آپ سے اس ساری مخلوق سے مر جا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندگی نصیب ہو جائے گی۔ تجھ کو چاہیے کہ مردے کی مثل ہو جا۔ تقدیر کا ہاتھ تجھے لقمہ کھلائے گا اور تجھے کروٹیں بدلوائے گا۔ تو اپنا حصہ بغیر قصد سے لیا کرے گا۔ جب تیری حالت درست اور کامل ہو جائے گی تو یہ طائر یعنی روح اُڑ جائے گی اور کسی قسم کی اس کو پروانہ ہو گی' قیامت آئے یا نہ آئے موت پیدا کی جائے یا نہ پیدا کی جائے' اس کے پاس ایک ایسا مشغلہ ہے جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ گیا ہے۔ (الفتح الربانی۔اوّل فتوح)

8. موت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک عوام کی موت ہے جس کو سب جانتے ہیں اور دوسری خواص کی موت ہے یعنی خواہشات و نفس اور عادتوں کا مر جانا۔ اس موت سے دل زندہ ہوتا ہے۔ پس جب دل زندہ ہو گیا قربِ خداوندی مل گیا' ہمیشہ کی زندگی آ گئی۔ اس کے باطن میں ایک ایسی چیز آ جاتی ہے جو اسی کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے اور اس کا ظاہر دوسرے آدمیوں کو موت کی یاد دلاتا رہتا ہے۔ (الفتح الربانی۔اوّل فتوح)

9. خواص کی موت تمام مخلوق سے مر جانا اور ارادہ اور اختیار سے مر جانا ہے' تو جس کو یہ موت حاصل ہو گئی اس کو اپنے ربّ کے ساتھ حیات ابدی مل گئی۔ اس کی ظاہری موت ایک لمحہ کا سکتہ' ایک لمحہ کی غشی اور ایک لمحہ کی عدم موجودگی ہے۔ ذرا سی دیر سونا ہے پھر ہمیشہ کے لیے بیداری ہے' اگر تو ایسی موت مرنا چاہتا ہے تو معرفت و قرب خداوندی کی شراب پی کر آستانہ خداوندی پر سو جا تا کہ وہ تجھے اپنی رحمت اور احسان کے ہاتھ سے تھام لے وہ تجھے حیاتِ ابدی کی زندگی عطا فرما دے۔ (الفتح الربانی۔مجلس 47)

دل

1. حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ابنِ آدم کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، جب وہ سنور جاتا ہے تو اس کی وجہ سے اس کا سارا بدن سنور جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے اور وہ دل ہے۔''

تو دل کا سنوارنا، پرہیز گاری اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل، اس کی واحدانیت اور اعمال میں اخلاص پیدا کرنے سے ہے۔ (یعنی ہر عمل اللہ کے لیے ہو، اس میں ریا کا دخل نہ ہو) اور اس کا بگڑنا ان امور کے نہ ہونے سے ہے۔ تو دل بدن کے پنجرہ میں ایک پرندہ ہے کہ جس طرح موتی ڈبے میں اور جس طرح مال خزانہ میں۔ پس اعتبار پرندہ کا ہے پنجرہ کا نہیں۔ اعتبار موتی کا ہے ڈبے کا نہیں ہے اور اعتبار مال کا ہے خزانے کا نہیں۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 1)

2. حضرت سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دل کی زمین کو اپنی معرفت و علم کی قرار گاہ بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ دن اور رات میں تین سو ساٹھ مرتبہ اس کی طرف نگاہِ کرم ڈالتا ہے۔ اگر وہ دل کو قرار عطا نہ کرتا تو دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اور پھٹ جاتا۔ جب دل درست ہو جاتا ہے تو قربِ الٰہی میں قرار پکڑ لیتا ہے پھر اللہ تعالیٰ مخلوق کو نفع پہنچانے کے لیے اس کے درمیان حکمت و دانش کی نہریں جاری فرما دیتا ہے۔ (الفتح الربانی۔ ملفوظاتِ غوثیہ)

3. اگر تیرا دل مہذب ہو جاتا تو یقیناً تیرے تمام اعضا مہذب بن جاتے کیونکہ دل اعضا کا بادشاہ ہے۔ پس جب بادشاہ مہذب بن جاتا ہے رعیت بھی مہذب بن جاتی ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 29)

4. جب دل پاک ہو جاتا ہے تو تمام اعضا بھی پاک ہو جاتے ہیں، جب دل صحیح ہو جاتا ہے تو تمام اعضا صحیح ہو جاتے ہیں۔ جب دل کو خلعت عطا ہوتا ہے تو جسم کو بھی خلعت عطا ہوتا ہے۔

جب یہ گوشت کا ٹکڑا صالح ہو جاتا ہے تو تمام جسم بھی صالح ہو جاتا ہے۔ دل کی صحت اور درستی' باطن کی درستی کا باعث بن جاتی ہے جو کہ آدمی اور اس کے پروردگار کے درمیان ہے۔ (الفتح الربانی۔مجلس 41)

5. جب دل درست ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف تمام چیزوں سے زیادہ قریب ہو جاتا ہے۔ دل جب قرآن واحادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے اور جب وہ اللہ کے قریب ہوتا ہے تو دانا اور بصیر ہو جاتا ہے اور وہ تمام چیزیں جو کہ اس کے نفع اور نقصان کی ہیں اور جو چیز اللہ تعالیٰ اور غیر اللہ کے لیے ہے اور جو کہ حق اور باطل ہے وہ سب کو پہچان لیتا ہے۔ (الفتح الربانی۔مجلس 59)

6. نجاستِ دل کے ہوتے ہوئے اعضا کی طہارت تجھے کوئی فائدہ نہ دے گی۔ تو اپنے اعضا کو حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور دل کو قرآن کریم پر عمل کے ساتھ پاک کر۔ تو اپنے دل کی یہاں تک حفاظت کر کہ تیرے اعضا کی حفاظت کی جائے۔ برتن میں جو کچھ ہوتا ہے اس سے وہی ٹپکا کرتا ہے۔ جو چیز تیرے دل میں ہوگی وہی تیرے اعضا سے ٹپکے گی۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 60)

7. جب دل درست ہو جاتا ہے' تو اس سے جو کلام نکلتا ہے' حق اور صواب ہوتا ہے۔ کوئی رد کرنے والا اس کو رد نہیں کر سکتا۔ دل کو دل خطاب کرتا ہے اور باطن کو باطن' خلوت کو خلوت' معنی کو معنی' مغز کو مغز اور حق کو حق خطاب کرتا ہے۔ پس اس وقت اس کا کلام دلوں میں ایسا بیٹھ جاتا ہے کہ جیسے بیج عمدہ نرم زمین بے شور میں جمتا ہے۔

جب دل درست ہو جاتا ہے تو وہ ایسا درخت بن جاتا ہے جس میں شاخیں' پتے اور پھل سب کچھ ہوتے ہیں۔ اس میں مخلوق' انس وجن اور فرشتوں کے لیے نفع ہوتا ہے۔ جب دل کے لیے صحت نہ ہو تو وہ حیوانوں کا سا دل ہے کہ محض صورت ہے بلا معنی کے اور خالی برتن ہے کہ جس میں کوئی چیز نہیں۔ بغیر پھل کے درخت' بغیر پرندکا پنجرہ' بغیر مکین کا مکان' ایسے خزانہ کی طرح جس میں بہت

درہم ودینار وجواہر جمع کیے گئے ہوں اور کوئی خرچ کرنے والا نہ ہو۔ ایسا جسم جس میں روح نہ ہو۔ مثل ان اجسام کے جو مسخ ہو کر پتھر بن گئے ہوں۔ پس ایسا دل صورت بلا معنی ہے جو دل کہ اللہ تعالیٰ سے اعراض کرنے والا اور اس کے ساتھ کفر کرنے والا ہو مسخ کیا گیا ہو۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ایسے دل کو پتھر کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ فرمان خداوندی ہے: ترجمہ: ''پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے تو وہ پتھروں کی مثل ہیں پھر ان سے بھی زیادہ کرے۔'' (سورۃ البقرہ) (الفتح الربانی۔ مجلس 61)

ظاہر باطن

1. ظاہر کا کچھ اعتبار نہیں، دل ہی مومن ہے، وہی موحد ہے، وہی مخلص ہے، وہی متقی ہے، وہی پرہیزگار ہے، وہی زاہد ہے، وہی صاحبِ یقین ہے، وہی عارف ہے، وہی عامل ہے اور وہی بادشاہ ہے۔ باقی سب اس کے لشکر اور پیرو ہیں۔ جب تو لا الہ الا اللہ کہے تو تو اول اپنے دل سے کہہ پھر اپنی زبان سے کہہ اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل اور اعتماد کر نہ کہ اس کے غیر پر۔ اپنے ظاہر کو شریعت کے ساتھ مشغول رکھ اور اپنے باطن کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول رکھ۔ خیر وشر کو اپنے ظاہر پر چھوڑ دے اور اپنے باطن کو خیر وشر کے پیدا کرنے والے کے ساتھ چھوڑ اور مشغول کر۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 15)

2. تم اپنے ظاہر کو آداب شریعت سے سنوارو اور اپنے باطن سے مخلوق کو باہر نکال کر سنوارو۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 48)

3. باطن گویا بادشاہ ہے اور دل اس کا وزیر، نفس اور زبان اور دوسرے اعضا یہ سب ان دونوں کے حاضر باش خدمتگار ہیں۔ باطن دریائے خداوندی سے سیراب ہوتا ہے اور دل باطن سے سیراب ہوتا ہے اور نفس مطمئنہ دل سے اور زبان نفس سے سیراب ہوتی ہے اور اعضا زبان سے

سیراب ہوتے ہیں۔ جب زبان صالح ہو جاتی ہے تو دِل صالح ہو جاتا ہے اور جب زبان بگڑ جاتی ہے تو دل بھی بگڑ جاتا ہے۔ (الفتح الربانی۔مجلس 52)

4. فرشتے تمہارے ظاہر کی نگرانی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے باطن کی نگرانی کرتا ہے۔ (الفتح الربانی۔مجلس 57)

5. جب تک تو اپنے باطن سے توبہ نہ کرے اور اندرونی اخلاص پیدا نہ کرے اس وقت تک تیرے ظاہر کا اعتبار نہیں۔ (الفتح الربانی۔ملفوظاتِ غوثیہ)

6. ظاہر باطن کی ضد ہے، جب تو ظاہر کو درست کرے گا تب تجھے باطن کی درستی کا حکم دیا جائے گا۔ جب تو حکم شریعت پر عمل کر کے اس کو مضبوط کر لے گا تو اس کا غلام اور تابع اور اس کا مصاحب بن جائے گا۔ تیرا جسم تیری طبیعت سے فنا ہو جائے گا۔ علم تجھے دیکھے گا پس وہ تیرا عاشق بن جائے گا۔ (الفتح الربانی۔ملفوظاتِ غوثیہ۔اول الفتوح)

7. ظاہر کی آنکھوں سے دنیا کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور دل کی آنکھوں سے آخرت کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور باطن کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ (الفتح الربانی۔اول الفتوح)

8. تیرا ظاہر تیرے باطن پر دلیل ہے، اس لیے ایک بزرگ نے فرمایا ہے "تیرا ظاہر تیرے باطن کا عنوان ہے۔" تیرا باطن اللہ تعالیٰ اور اس کے خاص بندوں کے نزدیک ظاہر ہے اور جب ان خاصانِ خدا میں سے کوئی تیرے ہاتھ لگ جائے تو ادب سے ان کے سامنے کھڑا رہ اور توبہ کر۔ (الفتح الربانی۔مجلس 10)

9. پہلے ظاہری فقہ حاصل کر پھر باطنی فقہ کی طرف متوجہ ہو جا۔ پہلے ظاہر فقہ پر عمل کر یہاں تک کہ یہ تجھ کو علم باطن کی طرف، جس سے تو واقف نہیں ہے، پہنچا دے۔ یہ ظاہری علم ظاہر کی روشنی ہے اور باطنی علم باطن کی روشنی ہے، جو تیرے اور تیرے خالق و مالک کے درمیان ایک نور ہے۔ (الفتح الربانی۔مجلس 12)

10. تو ظاہر و باطن سے شرک چھوڑ دے اور پرہیزگاروں میں سے ہو جا۔ بتوں کی پوجا ظاہری

شرک ہے اور مخلوق پر اعتماد کرنا' ان کو نفع اور نقصان کا مالک سمجھنا باطنی شرک ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 34)

11. صاحبِ باطن وہ ہے جو راہِ سلوک کا مشاہدہ چشمِ بصیرت سے کرتا ہے اور اپنے مقتدیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات پاک کو چشمِ دل سے دیکھتا ہے۔ اس کا سلوک اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانیت کے درمیان واسطہ بن جاتا ہے۔ خواہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روحانیت محل کے لحاظ سے جسمانی ہو یا روحانی۔ (سِرّ الاسرار۔ فصل نمبر 23)

روح

1. انسان کی دو حالتیں ہیں' ایک جسمانی اور دوسری روحانی۔ جسمانی حالت میں انسان کا درجہ عام ہے اور روحانی حالت میں انسان کا درجہ خاص ہے۔ (سِرّ الاسرار)

2. انسان کا اصلی وطن عالمِ لاہوت ہے جہاں روح قدسی کو احسن صورت میں ڈھالا گیا ہے۔ روح قدسی سے مراد وہ انسان حقیقی ہے جو دل کے اندر مقام سِرّ میں مخفی رکھا گیا ہے اور جس کا ظہور توبہ' تلقین اور کلمہ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے دائمی ذکر سے ہوتا ہے' پہلے زبانی ذکر سے اور جب دل زندہ ہو جائے تو قلبی ذکر سے۔ صوفیائے کرام نے اسے 'طفلِ معانی' کا نام دیا ہے۔ (سِرّ الاسرار۔ معرفتِ حق تعالیٰ)

3. اگر اس (طفل معانی) کی ابتدا کو غور سے دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہی (روح قدسی) انسانِ حقیقی ہے کہ اُسے اللہ تعالیٰ سے ایک خاص نسبت ہے' جس سے جسم اور جسمانی انسان بے خبر ہے۔ (سِرّ الاسرار۔ معرفتِ حق تعالیٰ)

4. جب اللہ تعالیٰ نے روح قدسی کو عالمِ لاہوت میں عمدہ اور حسین صورت میں تخلیق فرمایا تو ساتھ ہی اسے انسان کی صورت میں اسفل ترین مقام میں منتقل کرنے کا ارادہ بھی فرما لیا تا کہ غلبہ

انسیت اور محبت کے باعث اسے صدق کے اس مرتبہ عظیم تک پہنچایا جا سکے جو اللہ تعالیٰ کے قرب کا محل ہو۔ یہ مقام خاص انبیا اور اولیا کرام کا ہے۔ ہر روح قدسی کو پہلے تخمِ توحیدی (اسمِ اَللّٰہُ ذات) کے ساتھ عالمِ جبروت میں پہنچایا جاتا ہے۔ پھر عالمِ ملکوت سے ناسوت (عالمِ خلق) کے لیے محفوظ رکھا جاتا ہے۔ پھر اسے ملک کا جامہ (لباس) پہنایا جاتا ہے اور پھر اسے عالمِ ناسوت کی طرف بھیجا جاتا ہے اور اس کے لیے جامۂ عنصری تیار کیا جاتا ہے (یعنی ہوا، پانی، آتش اور مٹی۔ انہیں اربعہ عناصر سے موسوم کیا جاتا ہے) اس لیے کہ روح عالمِ ناسوت، ملک یا عالمِ خلق میں جلنے نہ پائے۔

- اصل روح، روحِ قدسی ہے۔
- بلحاظِ لباسِ جبروتی اس کا نام روحِ سلطانی ہے۔
- ملکوتی لباس کے حوالے سے اس کا نام روحِ سیرانی وروحانی رکھا۔
- بلحاظِ ملکی یا بشری اس کا نام روحِ جسمانی یا حیوانی ہے۔

انسانی کامیابی یہ ہے کہ وہ منازل ومقامات کو طے کرتا ہوا عالمِ لاھوت میں پہنچ جائے۔ (سِرّ الاسرار۔ فصل نمبر 2)

5. روحِ جسمانی کا مقام جسم میں گوشت اور خون کے درمیان رکھا گیا ہے اور روح قدسی کے لیے مقام سِرّ کو متعین کیا۔ ان میں سے ہر ایک کی اپنی اپنی مملکت وجود، اپنی اپنی دکان ہے، اپنا اپنا مال تجارت ہے، اپنا اپنا منافع ہے اور فنا نہ ہونے والی خرید وفروخت ہے۔ (سِرّ الاسرار۔ فصل 2)

6. بازارِ جسم میں روح جسمانی کی دُکان سینہ اور اعضائے ظاہری ہیں، اُس کی متاع شریعت ہے، اس کی تجارت شرک سے پاک اعمال واحکام شریعت کی ادائیگی ہے۔۔۔۔ آخرت میں اس کا منافع جنت اور اس کی نعمتیں ہیں۔ مثلاً حور وقصور وغلمان ومشروب اور ایسی دیگر نعمتیں جو سب سے پہلی جنت یعنی جنت الماویٰ میں پائی جاتی ہیں۔

☆ روحِ روانی کی دکان دل ہے، اس کی متاع علم طریقت ہے اور اس کی تجارت حروف و آواز

کے بغیر بارہ اسمائے اصول میں سے پہلے چار اسمائے اصول کا دائمی ذکر و شغل ہے۔۔۔اس کا منافع حیاتِ قلب ہے جس سے وہ عالمِ ملکوت کا مشاہدہ کرتا ہے مثلاً جنت' اہلِ جنت انوارِ جنت اور جنت کے فرشتوں کا مشاہدہ کرتا ہے' باطنی زبان سے باطنی گفتگو کرتا ہے اور اسمائے باطن کا حروف و آواز کے بغیر ملاحظہ کرتا ہے۔اس کا ٹھکانہ دوسری جنت ہے' جسے جنت نعیم کہا جاتا ہے۔

❁ روح سلطانی کی دُکان فواد ہے' اس کی متاع معرفت ہے اور اس کی تجارت زبانِ دل سے چار وسطی اسمائے اصول کا دائمی ذکر ہے۔۔۔اس گروہ کا ٹھکانہ تیسری جنت ہے' جسے جنت الفردوس کہا جاتا ہے۔

❁ روحِ قدسی کی دکان مقام سِرّ میں ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں فرمان ہے ''انسان میرا سِرّ (بھید) ہے اور میں انسان کا سِرّ (بھید) ہوں۔'' اس کی متاع علم حقیقت ہے' جسے علمِ توحید کہتے ہیں۔اس کی تجارت سِرّی زبان سے بغیر آواز کے آخری چار اسمائے اصول (اسمِ اَللّٰہُ ذات کی چار منازل کا ذکر اللّٰہ، لِلّٰہ، لَہٗ، ھُو) کا دائمی ذکر ہے۔۔۔اس کا منافع طفلِ معانی کا ظہور اور چشمِ سِرّ سے ذاتِ باری تعالیٰ کا دیدار اور اس کے جمال و جلال کا مشاہدہ و معائنہ ہے۔(سِرّ الاسرار۔فصل نمبر 3)

الہام

1. اللہ تعالیٰ انبیا کرام علیہم السلام کی تربیت اپنے کلام وحی سے فرماتا ہے اور اولیا اللہ رحمتہ اللہ علیہم کی تربیت اپنی حدیث سے کرتا ہے' جو کہ الہام قلبی ہے۔اولیا کرام انبیا کرام کے جانشین' خلیفہ اور غلام ہیں۔اللہ تعالیٰ کلام کرنے والا ہے اور کلام اس کی صفت ہے۔(الفتح الربانی۔مجلس 3)

2. کسی نے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے سوال پوچھا کہ اللہ کا پیغام انبیا علیہم السلام کی طرف جبرئیل علیہ السلام لاتے تھے پس اولیا کرام کی طرف اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے والا کون ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ

نے ارشاد فرمایا کہ اولیا کرام کا بلا واسطہ اللہ تعالیٰ خود ہی پیغام رساں ہے۔ وہ اس کی رحمت و لطف و احسان والہام اور اس کی توجہات مخصوصہ سے جو کہ وہ اولیا کرام کے قلوب و اسرار کی طرف رکھتا ہے اور ان پر مہربانیاں فرماتا ہے۔ وہ اس کو اپنے دل کی آنکھوں اور باطن کی صفائی اور ہر وقت کی بیداری سے سوتے اور جاگتے ہمیشہ دیکھتے رہتے ہیں۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 53)

3. حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مخلوق میں چند ہی لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے دلوں کی طرف الہام کیا جاتا ہے۔ ان میں وہ کلمات ڈال دیئے جاتے ہیں جو صرف انہی کے لیے مخصوص ہیں۔ بھلائی پر ان کو خبردار کر دیا جاتا ہے اور اسی پر ٹھہرا دیئے جاتے ہیں۔ ایسا کیوں کر نہ ہوگا کہ وہ تمام اقوال و افعال میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیروکار ہوتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر وحی ظاہری طور پر بھیجی جاتی تھی اور ان کے دلوں کی طرف باطنی طور پر وحی بھیجی جاتی ہے کیونکہ اولیا کرام سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وارث ہیں اور تمام احکام میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تابعداری کرتے ہیں۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 51)

4. اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا O

یعنی ''اللہ تعالیٰ نے ہر نفس کو اس کے فسق و فجور اور تقویٰ کا الہام کر دیا ہے۔'' (الشمس۔ 8)

''اللہ تعالیٰ ہی ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے۔''

ان دونوں آیتوں پر اس وقت عمل کر جبکہ دل بادشاہ کے پاس داخل ہو جائے کہ اس وقت فعل اور الہام آئے گا اور داخلہ سے پہلے اپنے دل کی واردات میں فرق کرنا ہوگا کیونکہ الہام چند قسم پر ہے۔ الہام شیطانی۔ الہام طبعی۔ الہام نفسانی اور الہام فرشتہ۔ (الفتح الربانی۔ ملفوظاتِ غوثیہ)

5. مومن کے خیالات اور مقاصد سب ایک ہو جاتے ہیں اور اس کے پاس سوائے اس خیال کے جو کہ اس کے دل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترتا ہے کوئی بھی خیال باقی نہیں رہتا۔ وہ قربِ الٰہی کے دروازہ پر اطمینان و سکون کے ساتھ کھڑا رہتا ہے۔ پس جیسے ہی معرفتِ الٰہی اس کے دل میں

جاگزیں ہو جاتی ہے تو اس کے سامنے دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ پس وہ اندر داخل ہو جاتا ہے اور وہ چیزیں دیکھنے لگتا ہے جس کے بیان کی وہ قدرت نہیں رکھتا۔ خطرہ اور خیال دل کے لیے ہے اور اشارہ ایک خفی کلام ہے باطن کے لیے۔ (الفتح الربانی۔مجلس 56)

6. جس شخص کی بندگی اور تابعداری اللہ تعالیٰ کے لیے محقق ہو جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو سننے پر قدرت حاصل کر لیتا ہے۔ (الفتح الربانی۔مجلس 59)

7. تو اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر دستک دے اور اس پر ثابت قدم رہ۔ پس جب تو وہاں پڑا رہے گا تو سب خطرات ظاہر ہو جائیں گے اور تُو نفس اور خواہشات اور دل اور شیطان اور فرشتہ اور حاکم کے خطرات کو پہچاننے لگے گا۔ اس وقت تجھے کہا جائے گا کہ یہ خطرات حق ہیں اور یہ باطل ہیں۔ پس تو ہر ایک کو اور ہر علامت کو معلوم کرے گا۔ جب تو اس مقام تک پہنچ جائے گا تو تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاطر آئے گی، تجھے کھڑا کرے گی اور تجھے بٹھائے گی اور حرکت دے گی۔ تجھے سکون دے گی اور وہی تجھے نیکی کا حکم دے گی اور بُرائی سے منع کرے گی۔ (الفتح الربانی۔مجلس 4)

کشف۔تجلّی

1. مومن جب اپنے سر کی آنکھوں کو بند کر لیتا ہے تو اس کے دل کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور اس کو باطنی تجلیاں نظر آنے لگتی ہیں اور جب وہ اپنے دل کی آنکھیں بند کر لیتا ہے تو اس کے باطن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ پس وہ اس سے مقام خداوندی اور مخلوق میں اس کے تصرفات کا معائنہ کرنے لگتا ہے۔ (الفتح الربانی۔ملفوظات غوثیہ)

2. صدیق نورِ الٰہی سے دیکھتا ہے نہ کہ اپنی آنکھوں کے نور سے، نہ ہی شمس و قمر کے نور سے۔ یہ اللہ کا عام نور ہے اور صدیق کے لیے ایک خاص نور ہے جو اس کو اللہ تعالیٰ، حکم کے مضبوط کر دینے اور اس کے ایقان کے بعد جو کہ کتاب و سنت سے عطا فرماتا ہے، وہ اس پر عمل کرتا ہے، پھر اسے نور

عطا فرما دیا جاتا ہے۔

3. جاننا چاہیے کہ کامل مسلمان (مومن) کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور ہوتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے ''مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اور ہر ایک کو تاڑ لیتا ہے۔ عارف مقرب کو بھی ایک نور عطا فرمایا جاتا ہے جس سے وہ قربِ الٰہی کو دیکھتا ہے اور اس قرب کی وجہ سے وہ اپنے قلب سے ملائکہ اور انبیا کی ارواح اور صدیقین کے قلوب اور ارواح کا ملاحظہ کرتا ہے اور وہ ان کے احوال و مقامات دریافت کرتا رہتا ہے۔ یہ تمام چیزیں اس کے سویداءِ قلب اور صفائیِ باطن کے اندر ہوتی ہیں اور وہ ہمیشہ فرحت کے ساتھ معیتِ الٰہی میں بسر کرتا رہتا ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 59)

4. زہد و بے رغبتی تاریکی کی حالت میں ہوتی ہے۔ رغبت اور توجہ روشنی کی حالت میں ہوتی ہے۔ یہ ابتدائی حالت تاریکی ہے، پس تو اپنے سے دور کر دے تو تجھے روشنی نظر آنے لگے گی۔ قدرت تاریکی ہے اور تیرا قدرت والے کے ساتھ ٹھہرنا روشنی ہے۔ اول معاملہ تاریکی ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا کشف ہو جائے گا اور تو اس کے سامنے ثابت قدم ٹھہر جائے گا تو تیرا معاملہ روشن ہو جائے گا۔ جب معرفت کے چاند کی روشنی ظاہر ہوتی ہے۔ شبِ قدر کی تاریکی کو دور کر دیتی ہے۔ پس جب معرفتِ حق تعالیٰ کا آفتاب چمک جائے گا تو تمام کدورتیں اور تاریکیاں زائل ہو جائیں گی۔ جو کچھ تیرے اردگرد ہے اور جو کچھ تجھ سے دور ہے سب تجھ پر ظاہر ہو جائے گا اور جو حالات اس سے پہلے تجھ پر مشکل تھے سب کے سب واضح ہو جائیں گے۔ تجھے خبیث اور پاک میں تمیز ہو جائے گی اور دوسروں کے اور اپنے معاملات میں فرق معلوم ہو جائے گا۔ تو مخلوق کی مراد اور اللہ تعالیٰ کی مراد میں فرق کرنے لگے گا اور مخلوق اور خالق کے دروازہ کو علیحدہ علیحدہ دیکھے گا۔ پس تو خالق کے دروازہ پر وہ چیزیں دیکھے گا جو نہ آنکھوں نے دیکھی اور نہ کانوں نے ان کا تذکرہ سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر ان کا خیال گذرا۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 56)

یقین

1. محاسبہ کے بعد یقین کو لازم پکڑو کیونکہ یقین ایمان کی اصل ہے۔ بغیر یقین کے نہ فرض ادا کیے جائیں گے اور نہ یقین کے بغیر دنیا میں زہد کیا جائے گا۔ (الفتح الربانی۔ملفوظاتِ غوثیہ)

2. اے اللہ کے بندے تو ایسے ایمان کا محتاج ہے جو تجھے اللہ تعالیٰ کے راستہ پر چلائے اور یقین کا محتاج ہے جو تجھے اس کی راہ میں ثابت قدم رکھے۔ (الفتح الربانی۔مجلس 27)

3. تم کامل اسلام حاصل کرو تاکہ تم ایمان تک پہنچ جاؤ پھر ایمان کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو تاکہ تم درجہ ایقان تک پہنچ جاؤ۔ پس اس وقت تمہیں وہ چیزیں نظر آنے لگیں گی جو اس سے پہلے تم نے نہ دیکھی ہوں گی اور وہ تمہیں تمام اشیا کو حقیقی صورتوں میں دکھائے گا۔ خبر معائنہ بن جائے گی۔ وہ یقین قلب کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں لے جا کر کھڑا کرے گا اور سب چیزوں کو اسی کی طرف سے دکھائے گا۔ (الفتح الربانی۔مجلس 49)

4. جب تیرا ایمان یقین بن جائے گا' تیری معرفت علم بن جائے گی۔ اس وقت تو خدائی کارندہ بن جائے گا۔ (الفتح الربانی۔ملفوظات غوثیہ)

مومن

1. حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حدیثِ قدسی میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے ''میں نہ آسمانوں میں سماتا ہوں نہ زمینوں میں سماتا ہوں لیکن بندہ مومن کے دل میں سما جاتا ہوں۔'' یہاں بندہ مومن سے مراد وہ شخص ہے' جس کا دل صفاتِ بشریہ اور خیالِ غیر سے پاک و صاف ہو گیا ہو اور اس کے آئینہ دل میں ذاتِ حق کا عکس سما گیا ہو۔ (سِرّ الاسرار۔فصل نمبر 12)

2. نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''مومن کی مسرت اس کے چہرے پہ ہوتی ہے اور اس کا غم اس

کے دل میں۔'' یہ تو ان کی اپنی قوت کی بات ہے کہ وہ مخلوق کے سامنے خوش ہوتے ہیں اور غم کو اپنے اور اللہ کے درمیان پوشیدہ رکھتے ہیں۔ ایسے مومن کا غم دائمی ہوتا ہے اور ان کا فکر اور رونا بہت زیادہ ہوتا ہے اور ہنسنا بہت کم۔ اس لیے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''مومن کو اپنے رب عزوجل کی ملاقات کے بغیر راحت نہیں ملتی۔'' مومن شخص خندہ پیشانی سے اپنے غم کو چھپاتا ہے اور اس کا ظاہر کسب و محنت اور مزدوری میں متحرک رہتا ہے اور اس کا باطن اپنے رب کے حضور سکون پذیر رہتا ہے۔ اس کا ظاہر اس کے اہل و عیال کے لیے ہے اور اس کا باطن اپنے رب کے لیے اور وہ مومن بندہ اپنے اس راز کو اپنے اہل و عیال، ہمسایوں اور مخلوق میں سے کسی پر ظاہر نہیں کرتا اور وہ سنتا ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 5)

3. مومن غیر اللہ سے نہیں ڈرتا اور نہ ہی وہ اس کے غیر سے توقع اور امیدیں وابستہ رکھتا ہے کیونکہ اس کے دل اور باطن میں ایک خاص قوت عطا کر دی گئی ہے۔ مومنین اور صادقین کے دل اللہ کے ساتھ کیسے قوی نہ ہوں وہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچے ہوئے ہیں اور وہ ہمیشہ اس کے پاس رہتے ہیں، صرف ان کا بدن زمین پر ہوتا ہے۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 12)

4. حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مومن شخص تو صرف زادِ راہ لیتا ہے اور کافر خوب مزے اڑاتا ہے۔ مومن مسافر شخص جیسا زادِ راہ لیتا ہے اور اپنے تھوڑے مال پر بھی قناعت کرتا ہے اور بہت زیادہ مال کو آگے آخرت کی طرف بھیجتا رہتا ہے۔ اپنے نفس کے لیے اس قدر رہنے دیتا ہے، جیسا کہ مسافر کا توشہ ہوتا ہے کہ وہ جس کو آسانی کے ساتھ اُٹھا سکتا ہے اور اس کا تمام مال آخرت میں ہے اور اس کا دل اور تمام ہمت اللہ کی طرف ہے اور اس کا دل دنیا سے منقطع ہو کر اسی کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنی تمام طاعتوں کو آخرت کی طرف بھیجتا ہے نہ کہ دنیا اور اہل دنیا کی طرف۔ اگر اس کے پاس عمدہ اور بہترین کھانا ہوتا ہے تو وہ فقرا پر اس کا ایثار کرتا ہے اور وہ اس بات کو جانتا ہے کہ اس کو یومِ آخرت اس سے بہتر کھانا عطا کیا جائے گا۔ مومن، عارف، عالم کی ہمت کا منتہٰی اللہ تعالیٰ کے قرب کا دروازہ ہوتا ہے اور یہ کہ کسی طرح اس کا دل آخرت سے پہلے دنیا میں

ہی وہاں پہنچ جائے اور اس کے دل کے قدموں اور باطن کی سیر کی غایت صرف اللہ تعالیٰ کا قرب ہی ہے۔ (الفتح الربانی۔مجلس 15)

5. مومن شخص کا دنیا اور آخرت میں کیا اچھا حال ہے کہ کسی حالت میں کیوں نہ ہو اگر اس کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے خوش ہے تو پھر اس کو کچھ پرواہ نہیں ہوتی اور وہ جہاں بھی اترتا ہے اپنا مقسوم حاصل کر لیتا ہے اور اس پر راضی رہتا ہے اور جدھر بھی اس کی توجہ ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے سب کچھ دیکھ لیتا ہے اور اس کے پاس اندھیرے کا وجود ہی نہیں ہوتا اور اس کے تمام اشارے اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتے ہیں اور اس کا پورا اعتماد اور توکل اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہوتا ہے۔ (الفتح الربانی۔مجلس 24)

عارف

1. عارف شخص جو کہ خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے، عمل کرتا ہے اہرن کی طرح ہے، جس پر ہر وقت چوٹ دی جاتی ہے اور لوہا گرم کر کے کوٹا جاتا ہے اور وہ کچھ بولتا بھی نہیں۔ اور وہ عارف تو زمین کی طرح ہے کہ جس پر آمد و رفت کی جاتی ہے اور تغیر و تبدل کیا جاتا ہے اور دیگر تمام تصرفات ہوتے ہیں اور زمین خاموش رہتی ہے۔ (الفتح الربانی۔مجلس 12)

2. عارف باللہ کا دل ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ مخلوق سے بے رغبتی اور ان کا چھوڑ دینا اور ان سے منہ پھیر لینا قوت پکڑ لیتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت کرتا ہے اور اس کا توکل اللہ تعالیٰ کی ذات پر قوی ہو جاتا ہے۔ مخلوق سے چیزوں کے لینے کا خیال اس سے جاتا رہتا ہے اور صرف یہ خیال باقی رہتا ہے کہ ہر چیز کو اللہ تعالیٰ سے بواسطہ مخلوق کے حاصل کیا ہے۔ اس کی عقل جو مخلوق اور خالق کے درمیان مشترک ہے مضبوط اور موکد ہو جاتی ہے اور دوسری عقل زیادہ کر دی جاتی ہے اور عقل خاص اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

(الفتح الربانی۔مجلس 21)

3. عارف باللہ کسی چیز کے ساتھ نہیں ٹھہرتا' وہ تو ہر چیز کے پیدا کرنے والے کے ساتھ قرار پاتا ہے۔اسے نہ تو نیند آتی ہے اور نہ اونگھ اور نہ کوئی اس کو اللہ تعالیٰ سے روک سکتا ہے اور محبوب کی تو یہ حالت ہوتی ہے کہ اس کا وجود ہی نہیں ہوتا اور وہ تقدیرِ الٰہی اور علمِ الٰہی کی وادی میں پھرتا رہتا ہے۔علم کے دریا کی موجیں اس کو اٹھاتی بٹھاتی رہتی ہیں۔کبھی اس کو عالمِ بالا کی طرف بلند کرتی ہیں اور کبھی تختِ زمین پر اتارتی ہیں اور وہ حیرت زدہ ہوتا ہے کہ کچھ نہیں سمجھتا۔گونگا' بہرا ہوتا ہے' نہ غیر کی سنتا ہے اور نہ غیر کو دیکھتا ہے گویا کہ وہ مردہ بے جان ہوتا ہے۔بس جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے' اس کو حیات دیتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے' تو اس کو وجود بخشتا ہے۔(الفتح الربانی۔مجلس 49)

4. عارف باللہ کے اخلاق' اخلاق خداوندی ہوتے ہیں۔لہٰذا وہ اہلِ معصیت کو شیطان' نفس اور خواہش کے ہاتھ سے چھڑانے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔(الفتح الربانی۔مجلس 53)

''یہ عاجز بھی حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا غلام ہے اور اس عاجز کو آپ رضی اللہ عنہ کی غلامی پر فخر ہے اور ہمیشہ آپ رضی اللہ عنہ کی نگاہِ التفات کا ہی محتاج رہا ہے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کی نگاہِ کرم کے بغیر غلام کا وجود بے کار ہے۔''

تعارف

سیّد الکونین، سلطان الفقر، محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، غوثِ صمدانی سیّدنا غوث الاعظم محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نہ صرف دونوں جہانوں میں حیات ہیں بلکہ اُن میں کامل تصرف رکھتے ہیں آپ رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وزیر اور نائب ہیں۔ فقر میں جس مقام اور منزل تک آپ رضی اللہ عنہ پہنچے کوئی اور نہ پہنچا اور نہ پہنچ سکے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔

جس نے بھی غوثیت، قطبیت، درویشی، فقیری، اولیائی، ولایت وہدایت کی دولت ونعمت وسعادت پائی سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے پائی کیونکہ جو ان کا منکر ہوا وہ دونوں جہانوں میں ابلیس لعین کی طرح مردود ہو کر خوار رہا۔ ہر بندۂ مومن جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی ہے، یا تھا یا غوث، قطب، ولی اللہ ہے حضور غوث پاک کا مرید ہے ان میں سے کوئی بھی حضور غوث پاک کی مریدی سے باہر نہیں۔ جو ان کی مریدی سے انحراف کرتا ہے وہ مراتبِ معرفت تک ہرگز نہیں پہنچ سکتا اس کے تمام مراتب سلب ہو جاتے ہیں۔ (محک الفقر کلاں)

یوں تو سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ کی حیات وتعلیمات پر لاکھوں کتب شائع ہو چکی ہیں لیکن ''حیات وتعلیمات سیّدنا غوث الاعظمؓ'' ایک منفرد کتاب ہے جس میں آپ رضی اللہ عنہٗ کی کامل مکمل سوانحِ حیات کے ساتھ ساتھ آپ کی تصانیف مبارکہ سے فقر کی تعلیمات کو فقر کی منازل اور مقامات کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے اور یوں آپ کی تعلیماتِ فقر کو سمجھنا آسان ہو گیا ہے۔ راہِ فقر کے راہی کے لیے ایک انمول تحفہ۔ امید ہے راہِ فقر کے سالک کے لیے یہ کتاب ایک راہنما ثابت ہوگی۔

4-5/A ۔ ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ ڈاکخانہ منصورہ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 54790

Ph: 0092-42-35436600 Cell: 0092 322 4722766

ISBN: 978-969-9795-73-2

Rs: 500

www.sultan-bahoo.com, www.sultan-ul-arifeen.com

www.sultan-ul-faqr-publications.com

E-mail: sultanulfaqrpublications@tehreekdawatefaqr.com

/SultanBahoo.SultanulFaqr

/+Sultanbahoo-Sultan-ul-Arifeen